فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۳۰

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَّشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنبَرِ وَالْقَبْرِ.

جو ذکر کیا حضرت ﷺ نے اور رغبت دلائی اوپر اتفاق کرنے اہل علم کے اور جس پر اجماع کیا ہے مکے اور مدینے والوں نے اور جو ہے مدینے میں حضرت ﷺ اور مہاجرین اور انصار کے حاضر ہونے کی جگہ سے اور جو ہے وہاں حضرت ﷺ کی جائے نماز اور منبر اور قبر سے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اجماع وہ اتفاق ہے اہل حل اور عقد کا یعنی مجتہدین کا حضرت ﷺ کی امت سے کسی امر پر دینی امروں میں سے اور صرف مکے اور مدینے کے مجتہدوں کا اتفاق جمہور کے نزدیک اجماع نہیں جب تک کہ اور سب شہروں کے مجتہدین ان کے ساتھ شامل نہ ہوں اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ مدینے والوں کا اجماع حجت ہے اور عبارت بخاری رحمہ اللہ کی مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مکے اور مدینے والوں کا اجماع حجت ہے میں کہتا ہوں شاید مراد بخاری رحمہ اللہ کی ترجیح ہے نہ دعویٰ اجماع کا اور جب مالک رحمہ اللہ اور اس کے پیرو کار صرف اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہیں تو جب اہل مکہ ان کے ساتھ موافق ہوں تو پھر وہ اس کے ساتھ بطریق اولیٰ قائل ہوں گے اور البتہ نقل کیا ہے ابن تین نے سحنون سے اعتبار اجماع اہل مکہ کا ساتھ اہل مدینہ کے یہاں تک کہ اگر سب اتفاق کریں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کسی چیز میں ان کے مخالف ہوں تو وہ اجماع نہیں گنا جاتا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ مدت مخالف کی اثر کرتی ہے بیچ ثابت ہونے اجماع کے یعنی اجماع ثابت نہیں ہوتا جب کہ کوئی مخالف ہو۔ (فتح)

٦٧٧٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

٦٧٧٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی تو اس دیہاتی کو مدینے میں بخار چڑھ گیا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَآءَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

کہ میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا تو وہ مرتد ہو کر نکل گیا یعنی مدینے سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تو جیسے بھٹی ہے لوہار کی نکالتا ہے میل کچیل کو اور نکھارتا ہے ستھرے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آخر حج میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ مدینہ افضل ہے سب شہروں سے بہ سبب اس چیز کے کہ خاص کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ وہ میل کچیل کو نکال ڈالتا ہے اور مرتب کیا ہے اس پر اس بات کو کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ قول ابن عبدالبر کے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت مدینے کے لیکن یہ وصف اس کے واسطے سب زمانوں میں عام نہیں ہے بلکہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ نہیں نکلتا تھا مدینے سے واسطے منہ پھیرنے کے حضرت ﷺ کے ساتھ رہنے سے مگر وہ شخص جس میں خیر نہ ہو اور کہا عیاض نے مانند اس کے اور تائید کی اس کی ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو روایت کی مسلم نے کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ نکال ڈالے گا مدینہ بدلوگوں کو جیسے نکالتی ہے بھٹی میل چاندی کا کہا اور آگ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالتی ہے میل اور ردی کو اور البتہ نکلی مدینے سے حضرت ﷺ کے بعد ایک جماعت چند اصحاب سے اور مدینے کے سوا اور جگہ کو وطن ٹھہرایا اور مدینے سے باہر فوت ہوئے مانند ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ وغیرھم کے سو دلالت کی اس نے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے ساتھ قید مذکور کے پھر واقع ہو گا تمام اخراج ردی کا بیچ محاصرہ زمانہ دجال کے جب کہ وہ مدینے کا محاصرہ کرے گا جیسا کہ مفصل بیان اس کا فتن میں گزر چکا ہے سو نہ باقی رہے گا کوئی منافق مگر کہ اس کی طرف نکلے گا پس یہ دن ہے خلاص ہونے کا۔ (فتح)

٦٧٧٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ اُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا

٦٧٧٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پڑھاتا تھا سو جب ہوا وہ حج جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخر کیا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے پھرا اور مجھ سے ملا سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مجھ سے منیٰ میں کہا کاش تو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوتا ان کے

كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى لَوْ شَهِدْتَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتَاهُ رَجُلٌ قَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُوْلُ لَوْ مَاتَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا فَقَالَ عُمَرُ لَأَقُوْمَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّغْصِبُوْهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَّا يُنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَيُطِيْرُ بِهَا كُلُّ مُطِيْرٍ فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَيَحْفَظُوْا مَقَالَتَكَ وَيُنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأَقُوْمَنَّ بِهِ فِيْ أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيْمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ.

پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ فلانا کہتا ہے کہ اگر امیر المومنین مر گیا تو البتہ ہم فلانے کے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں دوپہر کے بعد کھڑا ہوں گا یعنی خطبہ پڑھوں گا سو ڈراؤں گا ان لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں کہ ان سے خلافت غصب کریں یعنی امر خلافت پر کود پڑتے ہیں بغیر عہد اور مشورے کے جیسے کہ واقع ہوئی بیعت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بغیر صلاح اور مشورے کے میں نے کہا کہ ایسا مت کرنا اس واسطے کہ موسم حج کا جمع کرتا ہے جاہل اور کمینے لوگوں کو تیری مجلس پر غالب ہوں گے یعنی ہجوم کر کے تیرے پاس جمع ہو جائیں گے سو میں ڈرتا ہوں کہ نہ اُتاریں تیری بات کو اس کی وجہ پر یعنی اس کی مراد کو نہ سمجھیں سو اُڑائے اس کو ہر اُڑانے والا یعنی بغیر تامل اور ضبط کے سو توقف کیا یہاں تک کہ تو مدینے میں آئے جو ہجرت اور سنت کا گھر ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اور انصار میں پہنچے اور تیری بات کو یاد رکھیں اور اس کو اس کی وجہ پر اتاریں سو کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کھڑا ہوں گا میں ساتھ اس کے اول مقام میں کہ کھڑا ہوں گا مدینے میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو ہم مدینے میں آئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا سو رجم کی آیت قرآن میں تھی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور البتہ داخل کیا ہے بہت لوگوں نے جو اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہیں اس مسئلے کو بیچ مسئلے اجماع اصحاب کے اور یہ اس جگہ ہے جس جگہ کہتا ہے اس واسطے کہ وہ قرآن کے اترنے اور نزول وحی کے وقت موجود تھے اور جو اس کی مشابہ ہے اور یہ دونوں مسئلے مختلف ہیں اور یہ قول کہ اجماع اصحاب کا حجت ہے قوی تر ہے اس قول سے کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے اور راجح یہ ہے کہ اہل مدینہ جو اصحاب کے بعد ہیں جب کسی چیز پر اتفاق کریں تو اس کے ساتھ قائل ہونا قوی تر ہے قائل ہونے سے ساتھ غیر اس کے مگر یہ

کہ نص مرفوع کے مخالف ہو اور جو خاص ہے ساتھ اس باب کے قائل ہونا ہے ساتھ حجت ہونے قول اہل مدینے کے جب کہ اتفاق کریں اور بہر حال ثبوت فضل مدینہ کا اور اہل اس کے کا اور غالب جو ذکر کیا گیا ہے اس باب میں سو نہیں ہے قوی استدلال میں اس مطلوب پر۔ (فتح)

٦٧٧٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ بَخٍ بَخٍ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِيْ وَيُرٰى أَنِّيْ مَجْنُوْنٌ وَمَا بِيْ مِنْ جُنُوْنٍ مَا بِيْ إِلَّا الْجُوْعُ.

٦٧٧٩۔ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اور ان پر دو کپڑے تھے السی کے گیری سے رنگے ہوئے سو رنٹھ ڈالا اور کہا تعجب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ السی کے کپڑے میں رینٹھ ڈالتا ہے البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان گر پڑتا تھا بیہوش ہو کر سو آنے والا آتا اور اپنا پاؤں میری گردن پر رکھتا اور اس کو گمان ہوتا کہ میں دیوانہ ہوں اور حالانکہ مجھ کو کچھ جنون نہ ہوتا نہ ہوتی مجھ کو مگر بھوک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور وہی ہے مکان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب صبر کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شدت پر جس کی طرف اشارہ کیا بہ سبب ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے طلب علم کے تو بدلہ دیا گیا ساتھ اس چیز کے تنہا ہوا ساتھ اس کے کثرت محفوظ اور منقول سے احکام وغیرہ سے اور یہ ساتھ برکت صبر کرنے اس کے ہے مدینہ پر۔ (فتح)

٦٧٨٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَّ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُّهُ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِيْ عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ

٦٧٨٠۔ حضرت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا ہے؟ اس نے کہا ہاں اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں اس میں حاضر نہ ہوتا بہ سبب کم عمر ہونے کے سو تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اس علم کے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے سو آپ نے عید کی نماز

خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَّلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَآءُ يُشِرْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور نہ ذکر کیا اذان کو اور نہ تکبیر کو پھر حکم کیا ساتھ صدقہ کرنے کے سو عورتیں اپنے کان اور حلق کی طرف ہاتھ لے جانے لگیں پھر حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ عورتوں کے پاس آئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عید کی نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ ذکر عید گاہ کا ہے جس جگہ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس علم کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس ہے اور گھر مذکور بنایا گیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے بعد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معروف تھا ساتھ اس کے واسطے مشہور ہونے اس کے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ شاہد ترجمہ کا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ اگر میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں عید میں حاضر نہ ہوتا اس واسطے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اہل مدینہ کے بڑوں اور چھوٹوں اور عورتوں اور خادموں نے ضبط کیا ہے علم کو ساتھ معائنہ کے عمل کی جگہوں میں شارع صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اللہ کی طرف سے بیان کرنے والے ہیں اور ان کے سوا اور لوگوں کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا **من الصغر ما شهدته** اشارہ ہے اس سے اس کی طرف کہ کم ہونا عمر کا جگہ گمان عدم وصول کی ہے طرف اس مقام کی کہ جس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا یہاں تک کہ آپ کا کلام سنا اور تمام جو بیان کیا اس قصے میں لیکن چونکہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے اور ان کی خالہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں تو اس سبب سے رتبہ مذکور میں پہنچے اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ پہنچتے اور لے جاتی ہے اس سے نفی تعمیم کی جس کا مہلب نے دعویٰ کیا ہے اور برتقدیر تسلیم کے پس وہ خاص ہے ساتھ اس کے جو وہاں موجود تھا اور وہ اصحاب ہیں سو نہ شریک ہوگا ان کو اس میں جو ان کے بعد ہے ساتھ مجرد ہونے اس کے اہل مدینہ سے۔ (فتح)

٦٧٨١ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيْ قُبَآءَ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا.

٦٧٨١ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں جایا کرتے تھے پیادہ اور سوار۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس حدیث سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے پیادہ اور سوار بیچ قصد کرنے آپ کے طرف مسجد قبا کی اور یہ مشہد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہد سے اور نہیں یہ غیر مدینے میں۔ (فتح)

٦٧٨٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ

٦٧٨٢ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي وَلَا تَدْفِنِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُزَكّٰى.

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو میری مصاحبوں یعنی حضرت ﷺ کی بیویوں کے ساتھ دفنانا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے ساتھ گھر میں نہ دفنانا اس واسطے کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک اور بے عیب ٹھہرائی جاؤں۔

٦٧٨٣۔ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ ائْذَنِي لِي أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ فَقَالَتْ إِيْ وَاللّٰهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا أُوثِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا.

٦٧٨٣۔ اور حضرت ہشام سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے دونوں ساتھی کے ساتھ دفنایا جاؤں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی اور اصحاب میں سے جب کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجتا تھا تو کہتی تھیں قسم ہے اللہ کی نہیں اختیار کروں گی میں ساتھ ان کے کسی کو کبھی۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک ٹھہرائی جاؤں یعنی کوئی میری تعریف کرے جو مجھ میں نہیں بلکہ ساتھ مجرد ہونے میرے کے مدفون نزدیک حضرت ﷺ کے سوائے باقی بیویوں کے سوگمان کرے کہ میں خاص کی گئی ہوں ساتھ اس کے سوائے ان کے واسطے اس چیز کے کہ مجھ میں اور ان میں نہیں اور یہ نہایت تواضع ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور روایت کی ترمذی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لکھی ہوئی ہے توراۃ میں صفت محمد ﷺ کی کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے اور اس کے بعض راویوں نے کہا کہ حجرے میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ دفن ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام ساتھ حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے پس ہوگی چوتھی قبر کہا ابن بطال نے مہلب سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ برا جانا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ دفن ہو ساتھ ان کے اس خوف سے کہ گمان کرے کوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں سب اصحاب سے بعد حضرت ﷺ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور البتہ حجت پکڑی ہے ابوبکر ابہری مالکی نے ساتھ اس کے کہ مدینہ افضل ہے مکہ سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ مدینے کی مٹی سے پیدا ہوئے اور وہ افضل ہیں سب آدمیوں سے تو مدینے کی مٹی بھی سب مٹیوں سے افضل ہوگی اور یہ جو کہا کہ مدینہ کی مٹی افضل ہے تو اس میں کوئی نزاع نہیں اور نزاع تو اس میں ہے کہ کیا اس سے لازم آتا ہے کہ مدینہ مکے سے افضل ہو اس واسطے کہ مجاور شے کا اگر ثابت ہوں اس کے واسطے تمام فضائل اس کے تو ہوگا یہ مجاور مانند اس کی سو اس سے لازم آئے گا کہ جو مدینہ کے قرب و جوار کی زمین مکے سے افضل ہو اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اتفاقاً اسی طرح جواب دیا ہے بعض متقدمین نے اور اس میں نظر ہے۔

٦٧٨٤۔ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا

٦٧٨٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَزَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ وَبُعْدُ الْعَوَالِي أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ.

کا دستور تھا کہ عصر کی نماز پڑھتے سو ہم ان گاؤں میں آتے جو مدینے کی اُچان میں ہیں اور حالانکہ آفتاب بلند ہوتا زیادہ کیا ہے لیث نے یونس سے اور عوالی مدینے سے چار میل یا تین میل دور ہیں۔

فائدہ: شاید یہ شک ہے اس سے اس واسطے کہ وہ اس کے نزدیک ابو صالح سے ہے اور یہ بنا بر اس کی عادت کے ہے کہ وارد کرتا ہے اس کو شواہد اور متممات میں اور نہیں حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے اصول میں۔ (فتح) اس حدیث میں ذکر ہے اصحاب کے مشاہد کا۔

٦٧٨٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيْدَ فِيْهِ سَمِعَ الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْجُعَيْدَ.

٦٧٨٥۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صاع بقدر ایک مد اور تہائی کے تھا تمہارے آج کے مد سے اور البتہ زیادہ کیا گیا اس میں عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں سنا ہے قاسم نے جعید سے۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ انداز صاع کی اس قبیل سے ہے کہ اجماع کا ہے اس پر اہل مکہ اور مدینہ نے بعد زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بدستور رہا اور جب بنو امیہ نے اس میں زیادتی کی تو نہ چھوڑا لوگوں نے اعتبار صاع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں تقدیر ساتھ صاع کے صدقہ فطر وغیرہ سے بلکہ بدستور رہے اوپر اعتبار کرنے اس کے بیچ اس کے اگرچہ استعمال کیا انہوں نے صاع زائد کو اس چیز میں کہ تحقیق واقع ہوئی ہے اس میں تقدیر ساتھ صاع کے جیسے کہ تنبیہ کی ہے اس پر مالک نے اور رجوع کیا اس کی طرف ابو یوسف نے بیچ قصے مشہور کے۔ (فتح)

٦٧٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

٦٧٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! برکت دے مدینے کے لوگوں کو ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کو ان کے صاع میں اور مد میں مراد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

حضرت ﷺ کی اہل مدینہ ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ حضرت ﷺ نے جو مدینہ والوں کے واسطے دعا کی ان کے صاع اور مد میں تو اس دعا نے خاص کیا ہے ان کو برکت سے جس نے بے بس کیا اہل دنیا کو طرف قصد کرنے ان کے کی اس معیار میں کہ دعا کی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ برکت کے تا کہ ٹھہرائیں اس کو طریقہ کہ پیروی کریں اس کی اپنی معاش میں اور جو فرض کیا ہے اللہ نے اوپر ان کے۔ (فتح)

٦٧٨٧۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُ وْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَّامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِنْ حَيْثُ تُوْضَعُ الْجَنَآئِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ.

٦٧٨٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی لوگ ایک مرد اور عورت کو حضرت ﷺ کے پاس لائے کہ دونوں نے زنا کیا تھا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ان کے سنگسار کرنے کا سو دونوں سنگسار کیے گئے قریب اس جگہ کے کہ جنازے رکھے جاتے ہیں مسجد کے پاس۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح محاربین میں گزر چکی ہے۔

٦٧٨٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُحُدٍ.

٦٧٨٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو اُحد کا پہاڑ نظر آیا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں الٰہی! بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا اور البتہ میں حرام کرتا ہوں جو مدینہ کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان ہے۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے میں شکار کرنا اور درخت کاٹنا درست نہیں ایسے ہی مدینے میں بھی اور اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ (فتح) متابعت کی ہے اس کی سہل رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اُحد میں۔

٦٧٨٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ

٦٧٨٩۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے قبلے کی دیوار اور منبر کے درمیان بقدر گزرنے بکری کے جگہ تھی۔

كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ وَبَيْنَ الْمِنبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٦٧٩٠۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ.

٦٧٩٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گزر چکی ہے اور بعض روایت میں حجرہ ہے اور بعض میں قبر سب کا مطلب ایک ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رہتے تھے اور وہیں دفن ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان چند گز کا فرق ہے یعنی اس قدر جگہ بہشت میں اٹھ جائے گی اور وہاں کی عبادت اور دعا نہایت مقبول ہے اس کی برکت سے بہشت ملے گی۔ (فتح)

٦٧٩١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَابَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ فَأُرْسِلَتِ الَّتِيْ ضُمِّرَتْ مِنْهَا وَأَمَدُهَا إِلَى الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِيْ لَمْ تُضَمَّرْ أَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ فِيْمَنْ سَابَقَ.

٦٧٩١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسابقت کی درمیان گھوڑوں کے سو چھوڑے گئے وہ گھوڑے کہ اضمار کیے گئے تھے ان میں سے اور ان کی حد حفیا سے ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے کہ نہیں اضمار کیے گئے تھے ان کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک تھی اور البتہ عبداللہ بھی گھر دوڑ کرنے والوں میں تھے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیچ مقدار اس چیز کے کہ دیوار اور منبر کے درمیان ہے سنت ہے پیروی کی گئی منبر کی جگہ میں تا کہ داخل ہو اس کی طرف اس جگہ سے اور جو مسافت کہ حفیا اور ثنیہ کے درمیان ہے گھڑ دوڑ کے واسطے سنت ہے پیروی کی گئی کہ جو گھوڑے کہ اضمار کیے گئے ہوں ان کی مسابقت کے واسطے اس قدر میدان ہو۔ (فتح)

٦٧٩٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ نَافِعٍ

٦٧٩٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ وَابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عمر رضی اللہ عنہ سے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے حدیث سے اس قدر پر اس واسطے کہ اس جگہ صرف اسی کی حاجت ہے اور وہ ذکر منبر کا ہے اور یہ حدیث اشربہ میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ اترا حرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیز سے تھی۔ (فتح)

٦٧٩٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطَبَنَا عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٧٩٣۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ ان دونوں حدیثوں میں سنت ہے پیروی کی گئی ساتھ اس کے کہ خلیفہ خطبہ پڑھے منبر پر مہم امروں میں ان کو پوشیدہ نہ کرے تا کہ پہنچے وعظ لوگوں کے کانوں میں جب کہ ان پر بلند ہو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے تک باقی رہا اس میں کمی بیشی نہ ہوئی اور اس کے سوائے اور روایت میں آیا ہے کہ وہ اس کے بعد بھی اور زمانہ باقی رہا۔ (فتح)

٦٧٩٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ كَانَ يُوضَعُ لِي وَلِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيهِ جَمِيعًا.

٦٧٩٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ میرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یہ لگن رکھا جاتا تھا سو ہم اس میں نہانا شروع کرتے اکٹھے یعنی اس میں سے پانی لیتے بغیر کسی برتن کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں سنت ہے پیروی کی گئی واسطے بیان مقدار اس چیز کے کہ کفایت کرتی ہے میاں بیوی کو پانی سے جب کہ دونوں نہائیں۔ (فتح)

٦٧٩٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَالَفَ

٦٧٩٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین کے درمیان برادری کروائی میرے

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَیْشٍ فِیْ دَارِی الَّتِیْ بِالْمَدِیْنَةِ وَقَنَتَ شَهْرًا یَدْعُوْ عَلٰی أَحْیَآءٍ مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ.

اس گھر میں جو مدینے میں ہے اور حضرت ﷺ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی بد دعا کرتے تھے بنی سلیم کی کئی قوموں پر۔

فائدہ: اختصار کیا ہے اس حدیث کو دو حدیثوں سے پہلی حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور فرق درمیان حلف اور اخا کے اور دوسری حدیث کی شرح کتاب وتر میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے وقت کا اور سبب کا جس میں قنوت پڑھی۔ (فتح) برادری کروائی یعنی انصار اور مہاجرین کو آپس میں بھائی بنایا کہ ایک دوسرے کو بھائی جانیں۔

٦٧٩٦۔ حَدَّثَنِیْ أَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَیْدٌ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَلَقِیَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِیَ انْطَلِقْ إِلَی الْمَنْزِلِ فَأَسْقِیَكَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدٍ صَلّٰی فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَسَقَانِیْ سَوِیْقًا وَأَطْعَمَنِیْ تَمْرًا وَصَلَّیْتُ فِیْ مَسْجِدِهٖ.

٦٧٩٦۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہا کہ میرے ساتھ میرے گھر میں چل سو میں تجھ کو پانی پلاؤں اس پیالے میں جس میں حضرت ﷺ نے پیا اور تو نماز پڑھے اس مسجد میں جس میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی سو میں ان کے ساتھ چلا تو انہوں نے مجھ کو ستو پلائے اور مجھ کو کھجور کھلائی اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔

فائدہ: واقع ہوا ہے نزدیک عبدالرزاق کے بیان سبب آنے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے کا مدینے میں سو روایت کی ہے اس نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہ میرے باپ نے مجھ کو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ میں اس سے علم سیکھوں سو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے اس کو خبر دی تو اس نے مجھ کو مرحبا کہا اور اس روایت کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کوئی قرض لے پھر قرض خواہ تقاضا کرے جب کہ وعدہ کا وقت آئے اور مدیون اس کو ہدیہ دے تو یہ منجملہ بیاج کے ہے۔ (فتح)

٦٧٩٧۔ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ یَّحْیَی بْنِ أَبِیْ كَثِیْرٍ حَدَّثَنِیْ عِكْرِمَةُ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِی اللَّیْلَةَ آتٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَهُوَ بِالْعَقِیْقِ أَنْ صَلِّ

٦٧٩٧۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ حضرت ﷺ عقیق میں تھے کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ عمرہ اور حج اور کہا ہارون نے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی نے کہ کہہ عمرہ داخل ہوا حج میں۔

فِیْ هٰذَا الْوَادِی الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ وَقَالَ هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے نویں سال حضرت ﷺ حج کو چلے جب اس نالے میں پہنچے جس کا نام عقیق ہے تب یہ حدیث فرمائی یعنی حج اور عمرہ ساتھ ہی ایک احرام سے ادا کرو اس کو قران کہتے ہیں اور تمتع یہ کہ عمرہ کر کے احرام اُتار ڈالے پھر حج کے موسم میں دوسرا احرام باندھ کے حج ادا کرے جیسے مفصل بیان اس کا حج میں گزر چکا ہے۔

٦٧٩٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ.

٦٧٩٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نجد والوں کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ قرن مقرر کی اور شام والوں کے واسطے جحفہ مقرر کیا اور مدینے والوں کے واسطے ذوالحلیفہ مقرر کیا کہا کہ میں نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا اور مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یمن والوں کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے اور ذکر کیا گیا عراق سو کہا کہ اس وقت عراق نہ تھا۔

فائدہ: یعنی اس وقت ملک عراق مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ تھا اس واسطے کہ اس وقت عراق کے سب شہر ایران کے بادشاہ کے قبضے میں تھے سو گویا کہ کہا کہ عراق کے لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے تا کہ ان کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ مقرر کی جاتی اور وارد ہوتا ہے اس جواب پر ذکر اہل شام کا سو شاید مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی دونوں عراق کی ہے اور وہ کوفہ اور بصرہ ہیں اور ہر ایک دونوں میں سے ہو گیا مصر جامع بعد فتح کرنے مسلمانوں کے ایران کے شہروں کو۔ (فتح)

٦٧٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِيْ مُعَرَّسِهِ بِذِی الْحُلَيْفَةِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَآءَ مُبَارَكَةٍ.

٦٧٩٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خواب میں نظر آیا اور حالانکہ آپ اپنی تعریس کی جگہ میں تھے یعنی جس جگہ میں اخیر رات کو سوئے تھے سو آپ سے کہا گیا کہ بے شک آپ مبارک میدان میں ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے اور اس کی حدیثوں سے فضیلت دینا ہے مدینے کو اس چیز سے کہ خاص کیا ہے اس کو اللہ نے ساتھ اس کے دین کی نشانیوں سے اور یہ کہ وہ گھر ہے وحی کا اور جگہ اُترنے فرشتوں کی ساتھ ہدایت اور رحمت کے اور بزرگی دی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ رہنے رسول اپنے کے بیچ اس کے اور ٹھہرائی اس میں قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور منبر آپ کا اور ان کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے اور فضل مدینے کا ثابت ہے نہیں محتاج ہے طرف قائم کرنے دلیل خاص کے اور پہلے گزر چکی ہیں حدیثیں بیچ فضیلت مدینے کے آخر حج میں جن میں شفا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس جگہ مقدم ہونا ہے مدینے والوں کا علم میں اپنے غیر پر سو اگر ہو مراد ساتھ اس کے مقدم کرنا ان کا بعض زمانوں میں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں مقیم تھے اور وہ زمانہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہے پہلے اس سے کہ متفرق ہوں اصحاب شہروں میں سے سو نہیں ہے کوئی شک بیچ مقدم کرنے دونوں زمانوں کے ان کے غیر پر اور یہی مستفاد ہوتا ہے باب کی حدیثوں سے اور غیر ان کے سے اور اگر ہو مراد بدستور رہنا اس کا واسطے تمام ساکنوں اس کے ہر زمانے میں تو وہ محل نزاع کا ہے اور نہیں ہے کوئی راہ طرف تعمیم اس قول کے اس واسطے کہ ائمہ مجتہدین کے زمانے کے بعد پچھلے زمانوں میں مدینے میں کوئی ایسا نہیں ہوا جو علم اور فضل میں اور شہروں کے لوگوں سے فائق ہو چہ جائیکہ مدینے کے تمام لوگ دوسروں پر مقدم ہوں بلکہ رہے مدینے میں اہل بدعت سے وہ لوگ جن کے بدنیت اور خبیث باطن ہونے میں کچھ شک نہیں ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ تیرا کچھ اختیار نہیں

فائدہ: ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیچ سبب نزول اس کے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا تفسیر آل عمران میں اور پہلے گزر چکی ہے کچھ شرح اس کی اور نام ان لوگوں کا جن پر بددعا کی تھی اس واسطے کہ وہ ایمان نہ لائے تا کہ پکڑیں اس کو اور بچیں لعنت سے اور ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لازم ہے تجھ پر ان کو ہدایت کرنا لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی اشارہ کرنا اس مسئلے کی طرف جس میں اختلاف مشہور ہے اصول فقہ میں اور وہ یہ ہے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جائز تھا کہ احکام میں اجتہاد کریں یا نہیں اور اس کا بیان بسط سے پہلے گزر چکا ہے۔ (فتح)

٦٨٠٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى

٦٨٠٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے تھے فجر کی نماز میں رکوع سے سر اٹھا کر کہا الٰہی! اے رب ہمارے! تیرے واسطے حمد ہے اخیر میں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْآخِيْرَةِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾.

پھر کہا الٰہی! لعنت کر فلانے کو اور فلانے کو سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں یا اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے سو بے شک وہ ظالم ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو یہ جملہ حالیہ ہے یعنی فرمایا یہ وقت سر اٹھانے کے رکوع سے اور قال دوسرا احتمال ہے کہ ساتھ معنی قائلا کے ہو اور احتمال ہے کہ زائد ہو اور اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ واقع ہوا ہے ابن حبان کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا جب نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو کہا اللھم الخ اور اس سے لیا جاتا ہے کہ محل قنوت کا وقت اٹھانے سر کے ہے رکوع سے نہ رکوع سے پہلے اور قول حضرت ﷺ کا اللھم ربنا ولک الحمد معین کرنے والا ہے واسطے سر اٹھانے کے رکوع سے اس واسطے کہ یہ ذکر اعتدال کا ہے یعنی سیدھا ہونے کا رکوع سے اور قول اس کا فی الاخیرہ یعنی دوسری رکعت میں صبح کی نماز سے جیسے کہ واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح ابن حبان کی روایت میں اور گمان کیا ہے کرمانی نے کہ قول اس کا فی الآخرہ متعلق ہے ساتھ حمد کے اور وہ بقیہ ذکر کا ہے جو حضرت ﷺ نے اعتدال کی حالت میں فرمایا اور نہیں ہے جس طرح کہ گمان کیا اس نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ جھگڑو اہل کتاب سے مگر ساتھ اس طریق کے کہ وہ بہتر ہے۔

٦٨٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٠١۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رات کو ان کے اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ کہا علی رضی اللہ عنہ نے سو میں نے کہا یا حضرت! ہماری جان اللہ کے قابو میں ہے سو جب اللہ ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اٹھتے ہیں سو حضرت ﷺ پھرے جب کہ علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ کہا اور اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت ﷺ سے سنا اور حالانکہ آپ پیٹھ دیے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے

وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّوْنَ فَقَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَآءَ أَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ ﴿الطَّارِقُ﴾ النَّجْمُ وَ﴿الثَّاقِبُ﴾ الْمُضِيْءُ يُقَالُ أَثْقِبْ نَارَكَ لِلْمُوْقِدِ.

تھے اور آدمی بڑا جھگڑالو ہے، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ جو رات کو تیرے پاس آئے وہ طارق ہے اور کہا جاتا ہے کہ طارق ستارہ ہے اور ثاقب کے معنی ہیں چمکنے والا اور کہا جاتا ہے واسطے آگ جلانے والے کے کہ اپنی آگ کو روشن کر۔

فائدہ: اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ جھگڑنا تین قسم پر ہے قبیح اور حسن اور احسن سو جو فرائض کے واسطے ہو وہ احسن ہے اور جو مستحبات کے واسطے ہو وہ حسن ہے اور جو اس کے سوا اور چیز کے واسطے ہو وہ قبیح ہے اور یا وہ تابع ہے واسطے طریق کے سو اس کے اعتبار سے کئی قسم پر ہے اور یہ ظاہر ہے اور لازم آتا ہے اول پر کہ مباح میں قبیح ہو اور فوت ہوا ہے اس سے تقسیم کرنا قبیح کا طرف اقبح کے اور وہ وہ ہے جو حرام میں ہو اور اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ترک کیا علی رضی اللہ عنہ نے فعل اولیٰ کو اگرچہ تھی وہ چیز کہ حجت پکڑی ساتھ اس کے علی رضی اللہ عنہ نے باوجہ اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت پڑھی اور نہ لازم کیا ان کو باوجود اس کے قیام طرف نماز کی اور اگر علی رضی اللہ عنہ حکم بجالاتے اور نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تو اولیٰ ہوتا اور لیا جاتا ہے اس سے اشارہ طرف مراتب جدال کے سو اگر ہو اس چیز میں کہ نہیں کوئی چارہ اس کے واسطے اس سے تو متعین ہوتی ہے مدد کرنی حق کے ساتھ حق کے سو اگر مامور اس چیز سے تجاوز کرے تو ہوتا ہے منسوب طرف تقصیر کی اور اگر مباح میں ہو تو کفایت کی جائے اس میں ساتھ مجرد امر کے اور اشارہ کرنے کے طرف ترک اولیٰ کے اور اس حدیث میں ہے کہ آدمی پیدا ہوا ہے او پر ٹالنے کے اپنی جان سے ساتھ قول کے اور فعل کے اور یہ کہ لائق ہے اس کے واسطے کہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرے تا کہ نصیحت کو قبول کرے اگرچہ غیر واجب میں ہو اور یہ کہ نہ دفع کرے مگر ساتھ طریق معتدل کے بغیر افراط اور تفریط کے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہ نہیں لائق تھا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہ ٹالے جس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا یعنی تہجد کی نماز کی طرف بلکہ لازم تھا علی رضی اللہ عنہ پر پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سو نہیں حجت ہے واسطے کسی کے بیچ ترک کرنے امور کے اور یہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا حکم بجا نہ لائے اس واسطے کہ نہیں ہے قصے میں تصریح ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہے واسطے عذر بیان کرنے کے ترک قیام سے ساتھ غلبہ نیند کے اور نہیں منع ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس جواب کے بعد نماز پڑھ لی ہو اس واسطے کہ نہیں ہے حدیث میں جو اس کی نفی کرے کہا کرمانی نے کہ ترغیب دی ان کو حضرت ﷺ نے باعتبار کسب اور قدرت کاسبہ کے اور جواب دیا علی رضی اللہ عنہ نے باعتبار قضا اور قدر کے اور مارا حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر واسطے تعجب کرنے کے علی رضی اللہ عنہ کی سرعت جواب سے اور احتمال ہے کہ ہو تسلیم واسطے اس چیز کے کہ حضرت ﷺ نے فرمائی اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں مشروع ہونا تذکیر کا ہے واسطے غافل کے خاص کر جو قرابتی اور مصاحب ہو اس واسطے کہ غفلت آدمی کی پیدائشی چیز ہے سو لائق ہے آدمی کے واسطے یہ کہ خبر گیری کرے اپنے نفس کی اور جس سے محبت رکھتا ہو ساتھ تذکیر خیر کے اور مدد کرنے کے اوپر اس کے اور یہ کہ جو اعتراض کہ اثر حکمت کے ساتھ ہو اس کا جواب اثر قدرت کے ساتھ مناسب نہیں اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے کہ جب کلام کرے ساتھ مقتضیٰ حکمت کے امر غیر واجب میں یہ کہ کفایت کرے اس شخص سے جس نے کلام کیا اس سے بیچ حجت پکڑنے اس کے ساتھ قدرت کے یعنی اس کو جائز ہے کہ اس پر سکوت کرے لیا جاتا ہے پہلا مسئلہ حضرت ﷺ کے ہاتھ مارنے سے اپنی ران پر اور دوسرا حضرت ﷺ کے نہ انکار کرنے سے یعنی حضرت ﷺ اس سے صریح انکار نہ کیا اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت نہ پڑھی ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ اس واسطے کہ حضرت ﷺ جانتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ نہیں جاہل ہیں اس بات سے کہ جواب ساتھ قدرت کے نہیں ہے حکمت سے بلکہ احتمال ہے کہ ان کے واسطے کوئی قدر ہو جو ان کو نماز سے مانع ہو سو علی رضی اللہ عنہ شرمائے اس کے ظاہر کرنے سے سو انہوں نے ارادہ کیا کہ دفع کریں شرمندگی کو اپنی جان سے اور اپنے گھر والوں سے سو حجت پکڑی انہوں نے ساتھ قدرت کے اور تائید کرتا ہے اس کی پھرنا حضرت ﷺ کا ان سے جلدی اور احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے کہ کہا استدعا کرنا جواب کا کہ اس سے فائدہ زیادہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بات چیت کرنا آدمی کا اپنے نفس سے اس چیز میں کہ اس کے غیر سے متعلق ہو اور جائز ہے مارنا ہاتھ کا بعض اعضاء کو وقت تعجب اور افسوس کے اور مستفاد ہوتا ہے قصے سے کہ شان عبودیت سے ہے یہ کہ نہ طلب کیا جائے اس کے واسطے ساتھ مقتضیٰ شرع کے کوئی عذر مگر اعتراف ساتھ تقصیر کے اور شروع کرنا استغفار میں اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے ان کی بہت تواضع کی جہت سے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت کی باوجود اس کے کہ واجب کرتی ہے وہ نہایت عتاب کو نزدیک اس شخص کے جو ان کی قدر کو نہیں پہچانتا سو نہ التفات کیا واسطے اس کے بلکہ بیان کیا اس کو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے فوائد دینیہ سے۔ (فتح)

٦٨٠٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَأَنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

٦٨٠٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ چلو یہودیوں کی طرف سو ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم مدرسے میں آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے سو ان کو پکارا سو فرمایا کہ اے گروہ یہود کے اسلام لاؤ تا کہ تم دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے کہا اے ابو القاسم! البتہ تو نے اللہ کا حکم پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اسلام قبول کرو تا کہ دین دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم! البتہ تو نے اللہ کا حکم پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں بھی چاہتا ہوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تیسری بار فرمایا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس زمین سے یعنی وطن سے نکال دوں سو جو شخص کہ تم میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور نہیں تو جان لو کہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا ذلک ارید یعنی میں چاہتا ہوں کہ تم اقرار کرو کہ میں نے اللہ کا حکم پہنچایا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ کا حکم پہنچا دینے کا حکم تھا کہا مہلب نے اس کے بعد کہ تقریر کی کہ یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن دوسرے کے ترجمہ سے وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اللہ کا حکم پہنچایا اور ان کو اسلام کی طرف بلایا کہ اس کے ساتھ پنجہ ماریں تو انہوں نے کہا کہ آپ نے اللہ کا حکم پہنچایا اور نہ اعتقاد کیا واسطے فرماں برداری آپ کی کے سو مبالغہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تبلیغ میں اور مکرر کیا اس کو اور یہ مجادلہ ہے ساتھ طریقہ بہتر کے اور وہ اس میں موافق ہے مجاہد کے قول کو کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری جو ان میں سے ایمان نہیں لایا تھا اور اس کے ساتھ عہد و پیمان تھا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ منسوخ ہے تلوار کی آیت سے انتہی اور روایت کی طبری نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد رحمہ اللہ سے کہ اگر وہ بد کہیں تو تم نیک کہو مگر جو ان میں سے ظالم ہیں کہ ان سے بدلہ لو اور ایک روایت میں ہے مگر جو ظالم ہو اور لڑے اور جزیہ نہ دے اور روایت کی ساتھ سند حسن کے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہ مراد اس اہل حرب ہیں

جن سے عہد و پیمان نہیں کہ لڑے ساتھ ان کے تلوار سے اور روایت کی زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اہل کتاب میں سے منع کیا ان کے جھگڑنے سے اس چیز میں کہ بیان کرتے ہیں ان کو کتاب سے یعنی توراۃ اور انجیل سے شاید کہ حق ہو اور تجھ کو معلوم نہ ہو اور نہیں لائق ہے کہ تو جھگڑے مگر اس سے جو اپنے دین پر رہے اور روایت کی قتادہ رحمہ اللہ سے کہ وہ منسوخ ہے ساتھ آیت براءت کے کہ لڑائی کی جائے ان سے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یا جزیہ ادا کریں اور ترجیح دی ہے طبری نے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو جزیہ دینے سے باز رہے اور رد کیا ہے اس نے اس پر جو دعویٰ کرتا ہے نسخ کا اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے وہ مگر دلیل سے اور حاصل اس کی ترجیح کا یہ ہے کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ جھگڑنے کے اہل کتاب سے ساتھ بیان اور حجت کے ساتھ طریق انصاف کے اس سے جو معاند ہوا ان سے سو مفہوم آیت کا جواز مجادلہ اس کا ہے ساتھ غیر اس طریق کے کہ بہتر ہے اور وہ مجادلہ ہے ساتھ تلوار کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ.

اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تا کہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور جو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لزوم جماعت کے۔

فائدہ: بہر حال آیت سو نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی تشبیہ ساتھ اس کے اور راجح یہ ہے کہ وہ ہدایت ہے جو مدلول علیہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ یعنی مثل جعل قریب کے کہ خاص کیا ہم نے تم کو اس میں ساتھ ہدایت کے جیسے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو سیاق آیت کا اور واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور وسط کے معنی ہیں عدل اور حاصل آیت کا احسان کرنا ہے ساتھ ہدایت اور عدالت کے اور بہر حال یہ جو کہا کہ جو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لزوم جماعت کے سو مطابق ہونا اس کا باب کی حدیث سے پوشیدہ ہے اور شاید وہ صفت مذکورہ کی جہت سے ہے اور وہ عدالت ہے جب کہ وہ شامل تھی سب کو واسطے ظاہر خطاب کے تو اشارہ کیا اس کی طرف کہ وہ عام سے ہے کہ مراد ساتھ اس کے خاص ہے اس واسطے کہ اہل جہل عدول نہیں اور اسی طرح اہل بدعت بھی سو پہچانا گیا کہ مراد ساتھ وصف مذکور کے اہل سنت اور جماعت ہیں اور وہ اہل علم شرعی ہیں اور جو ان کے سوا ہے اگرچہ منسوب ہے طرف علم کے سو وہ نسبت اس کی صوری ہے نہ حقیقی اور وارد ہوا ہے حکم ساتھ لزوم جماعت کے چند حدیثوں میں ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو ترمذی نے حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے سو ذکر کی حدیث طویل اور اس میں ہے اور میں تم کو حکم کرتا ہوں پانچ چیزوں کا کہ حکم کیا ہے اللہ نے مجھ کو ساتھ ان کے سننا اور کہا ماننا اور جہاد اور ہجرت کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا اس

واسطے کہ جو جدا ہوا جماعت سے بقدر ایک بالشت کے تو اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتارا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خطبے میں ہے جو انہوں نے جابیہ میں پڑھا تھا کہ لازم جانو اپنے اوپر جماعت کو اور بچو جدائی سے اس واسطے کہ ایک کے ساتھ شیطان ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے اور اس میں ہے کہ جو بہشت کا درمیان چاہے تو لازم پکڑے جماعت کو کہا ابن بطال نے کہ مراد باب سے رغبت دلانا ہے اوپر اعتصام کے ساتھ جماعت کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور شرط قبول شہادت کی عدالت ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے ان کے واسطے یہ صفت ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے وسطا اور وسط کے معنی ہیں عدل اور مراد ساتھ جماعت کے اہل حل اور عقد ہیں ہر زمانے کے کہا کرمانی نے کہ حکم کیا ساتھ لازم پکڑنے جماعت کے تو اس کا مقتضا یہ ہے کہ لازم ہے مکلف پر متابعت اس چیز کی کہ اجماع کیا ہے اس پر مجتہدوں نے اور وہی ہیں مراد ساتھ قول اس کے وھم اھل العلم اور جس آیت کے ساتھ بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ باندھا ہے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اہل اصول نے واسطے ہونے اجماع کے حجت اس واسطے کہ وہ عدول ہیں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ معصوم ہیں خطا سے اس چیز میں جس پر انہوں نے اجماع کیا قول سے یا فعل سے۔ (فتح)

٦٨٠٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَآءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا جَآءَ نَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّأُمَّتُهُ فَيُجَآءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ قَالَ عَدْلًا ﴿لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ

٦٨٠٣۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا جائے گا نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن سو اس سے کہا جائے گا کہ کیا تو نے اپنی امت کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ یعنی عذاب سے ڈرایا تھا تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ ہاں میں نے پیغام پہنچا دیا تھا اے میرے رب! پھر اس کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم کو پیغام پہنچا دیا تھا تو اس کی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کہ تیرے دعویٰ کا کون گواہ ہے؟ تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت میرے گواہی ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم کو اے مسلمانو! لایا جائے گا سو تم گواہی دو گے کہ بے شک نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو پیغام پہنچا دیا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل کہا وسط سے مراد عدل ہیں تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو اور

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

جعفر بن عون سے ہے، الخ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ شہادت نہیں خاص ہے ساتھ قوم نوح علیہ السلام کے بلکہ عام ہے سب امتوں کو۔

بَابٌ إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُوْلِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُوْدٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

جب اجتہاد کرے عامل یا حاکم سو چوک جائے خلاف رسول اللہ ﷺ کے بغیر علم کے تو اس کا حکم مردود ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے کہ جو کوئی وہ کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے یعنی جس دین کے کام میں حضرت ﷺ کا حکم نہ ہو وہ مردود ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

فائدہ: اور یہ ترجمہ پہلے بھی گزر چکا ہے کتاب الاحکام میں اور وہاں یہ ترجمہ معقود ہے واسطے مخالفت اجماع کے اور یہاں واسطے مخالفت رسول اللہ ﷺ کے اور یہ جو کہا سو چوک گیا یعنی اس نے جان بوجھ کر مخالفت نہ کی بلکہ چوک کے پیغمبر ﷺ کی مخالفت کی اور حدیث میں عمل عملا الخ کی شرح کتاب الصلح میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ غیر سنت کے جہالت سے یا غلطی سے تو واجب ہے اس پر رجوع کرنا طرف حکم سنت کے اور ترک کرنا اس چیز کا کہ اس کے مخالف ہو واسطے بجا لانے حکم اللہ کے کہ اللہ نے پیغمبر ﷺ کی فرمانبرداری کو واجب کیا ہے اور یہ نفس اعتصام کا ہے ساتھ سنت کے اور قول اس کا ترجمہ میں اخطاء کے متعلق ہے ساتھ قول اس کے کے اجتہد اور تمام ہوتا ہے کلام اس جگہ میں اور یہ جو کہا کہ خلاف رسول یعنی سو کہا خلاف رسول کے اور حذف ہونا قال کا کلام میں بہت ہے۔ (فتح)

٦٨٠٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلٰى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦٨٠٤۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی عدی انصاری کے بھائی کو زکوۃ کا مال تحصیل کرنے کے واسطے خیبر پر عامل کر کے بھیجا سو وہ عمدہ کھجور لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح عمدہ ہوتی ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! البتہ ہم دو صاع ناقص کھجور دے کر ایک صاع عمدہ کھجور خریدتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو لیکن برابر لیا کرو یا اس ناقص کھجور کو بیچ ڈالا کرو اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَشْتَرِى الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوْا وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ الْمِيْزَانُ.

اس کی قیمت کے ساتھ عمدہ کھجوریں خریدا کرو یعنی ایک جنس میں زیادہ لینا درست نہیں اور اسی طرح تول میں بھی زیادہ لینا درست نہیں۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ کے واسطے اس جہت سے ہے کہ صحابی نے اجتہاد کیا اس میں جو کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو رد کیا اور منع کیا اس کو اس چیز سے کہ کی اور معذور کہا اس کو اس کے اجتہاد کے سبب سے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

اجر حاکم کا جب کہ اجتہاد کرے پھر ٹھیک بات پا جائے یا چوک جائے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ نہیں لازم آتا رد کرنے اس کے حکم یا فتویٰ کے سے جب کہ اجتہاد کرے اور چوک جائے یہ کہ گنہگار ہو وہ بلکہ جب مقدور بھر کوشش کرے تو اس کو ثواب ملتا ہے سو اگر ٹھیک بات پا جائے تو اس کو دوہرا ثواب ہے لیکن اگر حکم کرے یا فتویٰ دے بغیر علم کے تو گنہگار ہوتا ہے کما تقدم کہا ابن منذر نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے حاکم کو وقت چوک جانے کے جب کہ ہو عالم ساتھ اجتہاد کے پھر اجتہاد کرے اور جب اجتہاد کا عالم نہ ہو تو اس کو ثواب نہیں ملتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قاضی تین قسم کے ہیں اور اس میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے ساتھ ناحق کے سو وہ آگ میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے بے علمی سے سو وہ بھی آگ میں ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ الفاظ مختلف کے اور تائید کرتی ہے باب کی حدیث کو وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے سلیمان علیہ السلام کے قصے میں بیچ حکم کرنے ان کے کہنے والوں میں اور کہا خطابی نے معالم السنن میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے مجتہد کو جب کہ جامع ہو واسطے آلہ اجتہاد کے سو وہی ہے جو معذور ہے چوک سے برخلاف اس کے جو تکلف کرے اجتہاد میں یعنی جو اپنے آپ کو مجتہد ٹھہرائے اور اجتہاد کے لائق نہ ہو سو اس پر خوف ہے پھر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے اجتہاد پر عالم کو اس واسطے کہ اجتہاد اس کا بیچ طلب حق کے عبادت ہے یہ اس وقت ہے جب کہ ٹھیک بات پا جائے اور بہرحال جب چوک جائے تو اس کو چوک پر ثواب نہیں ملتا بلکہ دور ہوتا ہے اس سے گناہ فقط اور شاید کہ خطابی کی رائے یہ ہے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک ثواب ملتا ہے تو یہ مجاز ہے وضع اثم سے۔ (فتح)

٦٨٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ

٦٨٠٥۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس

الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب حاکم اور قاضی کسی مقدمے میں حکم کرنے کا ارادہ کرے سو مقدور بھر اس بات کی تحقیق میں محنت اور کوشش کرے پھر ٹھیک بات پا جائے تو اس کے واسطے دو ثواب ہیں یعنی ایک محنت کا اور دوسرا ٹھیک بات پا جانے کا جب حکم کا ارادہ کرے اور مقدور بھر کوشش کرے پھر اس میں چوک جائے یعنی حق بات اس کو معلوم نہ ہو سکے تو اس کو ایک ثواب ہے یعنی صرف محنت کرنے کا، الخ۔

فائدہ: یعنی جب حاکم اور قاضی مقدمہ فیصل کرنے میں خوب کوشش اور غور کرے اور قرآن اور حدیث سے اس کا حکم نکالے تو اس کو دو ثواب ہیں اور اگر چوک ہو تو ایک ثواب ہے کوشش کے بعد چوک پر پکڑ نہیں کہا قرطبی نے اسی طرح واقع ہوا ہے حدیث میں حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اور حالانکہ امر بالعکس ہے اس واسطے کہ اجتہاد مقدم ہے حکم سے اس لیے کہ نہیں جائز ہے حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اتفاقاً لیکن تقدیر یہ ہے کہ جب حکم کرنے کا ارادہ کرے تو اس وقت اجتہاد کرے اور احتمال ہے کہ ف تفسیر کے واسطے ہو یعنی فاجتہد میں نہ تعقیب کے واسطے اور قول اس کا فاصاب یعنی موافق پڑا اللہ تعالیٰ کے حکم کو جو نفس الامر میں ہے اور قول اس کا ثم اخطأ یعنی اس نے گمان کیا کہ حق ایک جہت میں ہے اور حالانکہ نفس الامر میں اس کے برخلاف تھا اور البتہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف وقوع خطا کے بیچ اجتہاد کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ البتہ تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں کوئی آدمی خوش تقریر ہوتا ہے اپنی دلیل سے بہ نسبت دوسرے کے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ تعلق پکڑا ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہتا ہے کہ حق ایک جہت میں ہے واسطے تصریح کرنے کے ساتھ اس کے کہ ایک غیر معین مخطی ہے یعنی حدیث میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ دونوں میں سے ایک مخطی ہے لیکن معین نہیں کیا کہ فلانا مخطی ہے اور اس مسئلے میں بڑا اختلاف ہے اور

کہا مازری نے کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ہر ایک نے دونوں گروہوں میں سے جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے ہے اور جو قائل ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے لیکن پہلا مسئلہ سو اس واسطے کہ اگر ہر مجتہد مصیب ہوتا تو کوئی دونوں میں سے چوک کی طرف منسوب نہ کیا جاتا واسطے محال ہونے دونقیضوں کے ایک حالت میں اور بہر حال مصوبہ جو کہتے ہیں کہ ہر مجتہد مصیب ہے سو حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے ثواب ٹھہرایا ہے سو اگر مصیب نہ ہوتا تو نہ ثواب دیا جاتا اور یہ جو اس پر خطا کا اطلاق کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یہ محمول ہے اس پر جو غافل ہو انص سے یا اجتہاد کیا اس چیز میں کہ نہیں جائز ہے اجتہاد کرنا بیچ اس کے قطعیات سے اس میں جو اجماع کے مخالف ہو سو اگر ایسا اتفاق پڑے اور اس میں چوک جائے تو منسوخ کیا جائے حکم اس کا اور فتویٰ اس کا اگرچہ اجتہاد کیا ہو بالا جماع اور وہی ہے جس پر صحیح ہے اطلاق خطا کا اور بہر حال جو اجتہاد کرے ایسے مقدمے میں جس میں نہ نص ہو اور نہ اجماع تو نہیں اطلاق کیا جاتا ہے اس پر خطا کا اور دراز کیا ہے مازری نے اس تقریر کو اور ختم کیا ہے اپنی کلام کو ساتھ اس کے کہ جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے دائر ہے یہ قول اکثر اہل تحقیق کا ہے فقہاء اور متکلمین سے اور وہ مروی ہے چاروں اماموں سے اگرچہ اس میں اختلاف حکایت کیا گیا ہے میں کہتا ہوں اور معروف شافعی رحمہ اللہ سے قول اول ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ حکم مذکور لائق ہے کہ خاص ہو ساتھ حاکم کے جو حکم کرنے والا ہو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اس واسطے کہ اس جگہ حق نفس الامر میں معین ہے جھگڑا کرتے ہیں اس میں مدعی اور مدعا علیہ سو جب دونوں میں سے ایک کے واسطے اس کے ساتھ حکم کرے تو باطل ہو جاتا ہے حق دوسرے کا قطعًا اور دونوں میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے اور حاکم کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی سو اس صورت میں اختلاف نہیں کہ مصیب اس میں ایک ہی ہے اس واسطے کہ حق ایک طرف میں ہے اور لائق ہے کہ خاص ہو خلاف ساتھ اس کے کہ مصیب واحد ہے یا ہر مجتہد مصیب ہے ساتھ ان مسائل کے کہ نکالا جاتا ہے حق ان میں سے بطریق دلالت کے اور کہا ابن عربی نے کہ میرے نزدیک اس حدیث میں فائدہ زائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ثواب عمل قاصر کا عامل پر ایک ہے اور عمل متعدی کا ثواب دوگنا ہے اس واسطے کہ اجر دیا جا رہا ہے اس کو فی نفسہ اور منجر ہوتا ہے اس کے واسطے جو متعلق ہو اس کے غیر سے اس کی جنس سے اور جب قضا کرے ساتھ حق کے اور حق دار کو اس کا حق دے تو ثابت ہوتا ہے اس کے واسطے اجر اس کے اجتہاد کا اور جاری ہوتا ہے اس کے واسطے مثل اجر مستحق حق کے سو اگر ایک دونوں میں سے زیادہ خوش تقریر ہو بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو قاضی اس کے واسطے حکم کرے اور نفس الامر میں حق اس کے غیر کے واسطے ہو تو اس کو فقط اجتہاد کا اجر ملتا ہے میں کہتا ہوں اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر حاکم اپنے اجتہاد سے حق غیر مستحق کو دے تو اس پر اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ حاکم نے جان بوجھ کر غیر کا حق اس کو نہیں دیا یعنی بلکہ چوک کی بلکہ گناہ محکوم لہ کا قاصر ہے او پر اس کے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اس کا یہ ہے کہ

مقدور بھر اجتہاد میں کوشش کرے اور حالانکہ وہ اس کے اہل سے ہو ورنہ لاحق ہوتا ہے اس کو گناہ اگر اس کے اہل سے نہ ہو۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ بیان کی میں نے یہ حدیث ابوبکر بن محمد سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یعنی مثل حدیث عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی اور قائل حدیث کا یزید بن عبداللہ ہے جو اس حدیث کے راویوں سے ہے اور یہ جو کہا عن ابی سلمة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو مراد اس سے یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر نے مخالفت کی ہے اپنے باپ کی بیچ روایت کرنے اس کے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اور مرسل کیا ہے حدیث کو جس کو اس نے موصول کیا ہے۔

بَابُ الْحُجَّةِ عَلٰى مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيبُ بَعْضُهُمْ مِنْ مَّشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُوْرِ الْإِسْلَامِ.

حجت قائم کرنا اس پر جس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ظاہر تھے اور جو غائب ہوتے تھے بعض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہد سے اور امور اسلام سے۔

فائدہ: ظاہر تھے یعنی لوگوں کے واسطے نہیں چھپے رہتے تھے مگر نادر پر اور یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس بیان کے کہ بہت اکابر اصحاب نہ حاضر ہوتے تھے نزدیک بعض اس چیز کے کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یا کرتے اعمال تکلیف سے سو بدستور رہتے اس چیز پر کہ ان کو اس پر اطلاع ہوتی یا منسوخ پر واسطے نہ خبر پانے کے اس کے ناسخ پر اور یا اوپر براءت اصلی کے اور جب یہ مقرر ہوا تو قائم ہوئی حجت اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے بڑے صحابی کے عمل کو خاص کر جب کہ والی ہوا ہو حکم کا اوپر روایت غیر اس کے کے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ اس کے کہ اگر نہ ہوتا نزدیک اس کبیر صحابی کے جو قوی تر ہے اس روایت سے تو البتہ نہ مخالفت کرتا اس کی اور رد کرتا ہے اس کو یہ کہ اس اعتماد میں ترک کرنا محقق کا ہے واسطے گمانی چیز کے اور کہا ابن بطال نے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے رد کرنے کا رافضیوں اور خارجیوں پر جو گمان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور سنتیں آپ سے بطور تواتر کے منقول ہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ اس حکم کے جو تواتر کے ساتھ منقول نہ ہو یعنی خبر واحد کے ساتھ عمل کرنا جائز نہیں کہا اور قول ان کا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہو چکی ہے کہ اصحاب ایک دوسرے سے احکام سیکھتے تھے اور رجوع کیا بعض نے اس چیز کی طرف کہ اس کے غیر نے روایت کی اور منعقد ہوا اجماع اوپر واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے میں نے کہا اور باب باندھا ہے بیہقی نے مدخل میں باب دلیل ہے اس پر کہ کبھی پوشیدہ رہتی ہے اس پر جو صحبت میں متقدم ہو وسیع علم والا ہو وہ چیز کہ جانتا ہے اس کو اس کا غیر پھر ذکر کی حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جدہ کے حق میں جو ان کو پہلے معلوم نہ تھی پھر معلوم ہوئی اور حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اجازت مانگنے میں اور وہ مذکور ہے اس باب میں اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس مرد کے حق میں جس نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا پھر اس کو طلاق

دے کر چاہا کہ اس کی ماں سے نکاح کرے سو کہا کہ کچھ نہیں اور انہوں نے چاندی کے ٹکڑوں کو مکمل چاندی سے کم وبیش لینا لینا جائز کیا پھر دونوں امر سے رجوع کیا جب کہ اور اصحاب سے سنا کہ یہ منع ہے اور اور چیزیں سوائے اس کے اور ذکر کی اس میں حدیث براء رضی اللہ عنہ کی کہ سب حضرت ﷺ سے حدیث کو نہیں سنتے تھے ہم کو دنیا کے کاروبار اور شغل تھے لیکن جو لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے سو جو اس وقت موجود ہوتا وہ بیان کرتا اور بتلا دیتا اس شخص کو جو حاضر نہ ہوتا اور اس کی سند ضعیف ہے اور اسی طرح حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ جو حدیثیں کہ ہم تم سے بیان کرتے ہیں وہ سب ہم نے حضرت ﷺ سے نہیں سنیں لیکن ہمارے بعض نے بعض سے جھوٹ نہیں بولا پھر بیان کیں وہ حدیثیں جو اصحاب نے اصحاب سے روایت کی ہیں جو بخاری اور مسلم میں واقع ہوئی ہیں اور کہا کہ اس میں دلالت ہے اوپر اتفاق ان کے کی روایت میں اور اس میں ظاہر تر حجت اور واضح تر دلالت ہے اوپر ثابت کرنے خبر واحد کے اور یہ کہ بعض سنت بعض سے پوشیدہ رہتی تھی اور یہ کہ جو حاضر ہوتا تھا وہ غائب کو پہنچا دیتا تھا اور یہ کہ غائب اس سے اس کو قبول کر لیتا تھا اور اس پر اعتماد اور عمل کرتا تھا میں کہتا ہوں اور خبر واحد اصطلاح میں خلاف متواتر کے ہے برابر ہے کہ ایک شخص کی روایت سے ہو یا زیادہ کی روایت سے اور وہی مراد ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہے اس میں اختلاف اور نہیں وارد ہوتا اس پر جو اس کے ساتھ عمل کرے جو واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگنے پر گواہ طلب کیا اس واسطے کہ نہیں خارج ہوئی وہ ساتھ شہادت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے اس کے واسطے خبر واحد ہونے سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے صرف احتیاط کے واسطے گواہ طلب کیا تھا جیسا کہ اس کا بیان واضح طور سے پہلے گزر چکا ہے نہیں تو قبول کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیچ لینے جزیہ کے مجوس سے اور حدیث اس کی وبا میں اور حدیث عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی انگلیوں کی دیت کے برابر ہونے میں اور حدیث ضحاک رضی اللہ عنہ کی بیچ وارث ہونے عورت کے اپنے خاوند کی دیت سے اور سوائے اس کے اور گزر چکا ہے علم میں عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ وہ اور ایک انصاری باری باری سے حضرت ﷺ کے پاس جایا کرتے تھے ایک دن یہ جاتے اور ایک دن وہ جاتا اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو خبر دیتا اس کی جس سے وہ غائب ہوتا اور تھی غرض ان کی ساتھ اس کے حاصل کرنا اس چیز کا جو قائم ہو ساتھ ان کے حال کے اور حال عیال اپنے کے تا کہ بے پرواہ ہو محتاج ہونے سے واسطے غیر کے اور تا کہ قوی ہوں اس چیز پر کہ وہ اس کے درپے تھے جہاد سے اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے اس پر جس کو مشافہت ممکن ہو یہ کہ اس پر اعتماد کرے اور نہ کفایت کرے ساتھ واسطہ کے بلکہ جائز ہے کفایت کرنا ساتھ واسطے کہ واسطے ثابت ہونے اس کے اصحاب کے فعل سے حضرت ﷺ کے زمانے میں بغیر نکیر کے اور بہر حال حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب کی دوسری حدیث ہے سو اس میں بیان ہے سبب کا بیچ پوشیدہ رہنے بعض سنتوں کے بعض اصحاب پر اور قول اس کا کہ مشغول رکھتا تھا مہاجرین کو عقد خرید وفروخت کا بازار میں

اور یہ موافق ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے جو پہلے گزرا کہ غافل کیا مجھ کو سودے نے بازار میں اور یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اصحاب تجارت کیا کرتے تھے۔ (فتح)

٦٨٠٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ عَطَآءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ اَبُوْ مُوْسٰى عَلٰى عُمَرَ فَكَأَنَّهٗ وَجَدَهٗ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ اَلَمْ اَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهٗ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا قَالَ فَأْتِنِيْ عَلٰى هٰذَا بِبَيِّنَةٍ اَوْ لَاَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ إِلٰى مَجْلِسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ إِلَّا اَصَاغِرُنَا فَقَامَ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَانِيْ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ.

٦٨٠٦۔ حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو شاید ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو مشغول پایا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پلٹے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی اس کو اجازت دو سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان کے واسطے بلائے گئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس فعل پر جو تو نے کیا؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ اس کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس اس پر گواہ لانا ورنہ میں تجھ کو تکلیف دوں گا سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک مجلس کی طرف چلے یعنی اور ان سے کہا کہ میری گواہی دو تو انہوں نے کہا کہ نہ گواہی دے گا مگر جو ہم سب میں زیادہ تر چھوٹا ہے سو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گواہی دی کہ البتہ ہم حکم کیے جاتے تھے اس کے ساتھ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پوشیدہ رہا مجھ سے یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے مشغول کر رکھا مجھ کو بازار کی خرید وفروخت نے۔

٦٨٠٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنَ الْاَعْرَجِ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ إِنِّيْ كُنْتُ امْرَاً مِسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَكَانَ

٦٨٠٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے یعنی شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہے جگہ پھرنے کی یعنی قیامت میں ظاہر ہوگا کہ تم اس انکار میں حق پر ہو یا میں سچ کہتا ہوں اس کا سبب یہ ہے کہ میں محتاج مرد تھا ہر دم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتا تھا اپنے پیٹ

الْمُهَاجِرُوْنَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَالَ مَنْ يَّبْسُطْ رِدَآئَهُ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ ثُمَّ يَقْبِضْهُ فَلَنْ يَّنْسٰى شَيْئًا سَمِعَهٗ مِنِّيْ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهٗ مِنْهُ.

بھرنے کے واسطے اور مہاجرین بازار میں خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے اور انصاری لوگ اپنے مال کی خبر گیری میں مشغول رہتے تھے سو میں ایک دن حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا پھیلائے رہے گا جب تک کہ میں اپنی بات کو تمام کر لوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لے تو نہ بھولے گا کچھ چیز جو مجھ سے سنی یعنی وہ میری سنی حدیث کو کبھی نہ بھولے گا سو میں نے اپنی اوپر کی چادر پھیلائی سو قسم ہے اس کی جس نے حضرت ﷺ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ میں کبھی کچھ چیز نہیں بھولا جس کو حضرت ﷺ سے سنا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ مہاجر اور انصار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے برابر حضرت ﷺ سے حدیثیں روایت نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ اپنے پیٹ بھرنے کے واسطے یعنی یہ سبب پیٹ بھرنے کے یعنی سبب اصلی جو تقاضا کرتا ہے واسطے بہت روایت کرنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حدیث کو حضرت ﷺ سے ہر وقت حضرت ﷺ کے ساتھ رہنا ہے تا کہ پائیں جو کھائیں اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ چیز نہ تھی جس میں تجارت کریں اور نہ زمین تھی کہ اس میں کھیتی کریں سو حضرت ﷺ سے کسی وقت جدا نہ ہوتے تھے کہ کہیں قوت ان سے فوت ہو سو حاصل ہوتا تھا اس ملازمت میں اقوال کے سننے اور افعال کے روایت کرنے سے جو نہ حاصل ہوتا تھا ان کے غیر کے واسطے جو ہر وقت حضرت ﷺ کے ساتھ نہ رہتا تھا اور مدد کی ان کے ہمیشہ یاد رکھنے پر حضرت ﷺ کی دعا نے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بھائی انصاری اپنے کھیتی کے کام میں مشغول رہتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّأٰى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ.

جو دیکھتا ہے کہ ترک کرنا انکار کا حضرت ﷺ سے حجت نہ حضرت ﷺ کے غیر سے

فائدہ: البتہ اتفاق ہے اس پر کہ مقرر رکھنا حضرت ﷺ کا اس چیز کو کہ آپ کے سامنے کی جائے یا کہی جائے اور خبر پائیں اس پر حضرت ﷺ بغیر انکار کے دلالت کرنے والا ہے اوپر جواز کے اس واسطے کہ عصمت دور کرتی ہے حضرت ﷺ سے جو محتمل ہو اس کے غیر کے حق میں اس چیز سے کہ مرتب ہوتی ہے انکار پر سو نہیں برقرار رکھتے باطل پر اور اسی واسطے کہا نہ غیر رسول سے اس واسطے کہ غیر حضرت ﷺ کا سکوت نہیں دلالت کرتا ہے جواز پر اور اشارہ کیا ہے ابن تین نے اس کی طرف کہ ترجمہ متعلق ہے ساتھ اجماع سکوتی کے اور لوگ مختلف ہیں سو ایک گروہ نے کہا کہ

نہیں منسوب کیا جاتا طرف ساکت کے کوئی قول اس واسطے کہ بیچ مہلت نظر کے ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اگر مجتہد کوئی بات کہے اور پھیل جائے اور اس پر اطلاع پانے کے بعد کوئی اس کے مخالف نہ ہو تو وہ حجت ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہوتا ہے حجت یہاں تک کہ متعدد ہو قیل ساتھ اس کے اور محل خلاف کا وہ ہے کہ نص مقدم ہے اور حجت پکڑی ہے جس نے مطلق منع کیا ہے کہ اصحاب نے بہت اجتہادی مسائل میں اختلاف کیا ہے سو ان میں سے بعض اپنے غیر پر انکار کرتا تھا جب کہ قول اس کے نزدیک ضعیف ہوتا اور ہوتی نزدیک اس کے وہ چیز جو اس سے قوی تر ہو نص کتاب یا سنت سے اور بعض ان میں سے چپ رہتا تھا سو اس کا چپ رہنا جواز کی دلیل نہ ہوگا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اس کے واسطے حکم ظاہر نہ ہوا ہو سو اس نے سکوت کیا واسطے جائز رکھنے اس بات کے کہ یہ قول صواب ہو اگرچہ اس کے واسطے اس کی وجہ ظاہر نہ ہوئی۔ (فتح)

٦٨٠٨۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ أَنَّ ابْنَ الصَّآئِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٠٨۔ حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا اللہ کی قسم کھاتا تھا کہ ابن صیاد دجال موجود ہے میں نے کہا کہ تو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہا کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سنا کہ قسم کھاتے تھے اس پر نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو نہ انکار کیا اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

فائدہ: شاید جابر رضی اللہ عنہ نے جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسم کھاتے سنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں کیا تو سمجھی اس سے مطابقت لیکن باقی رہی یہ بات کہ شرط عمل کرنے کی ساتھ تقریر کے یہ ہے کہ نہ معارض ہو اس کو تصریح ساتھ خلاف اس کے سو جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ کہا یا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا تو دلالت کی اس نے جواز پر پھر اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے برخلاف کہا یا کیا تو دلالت کرے گا اوپر منسوخ ہونے اس تقریر کے مگر یہ کہ ثابت ہو دلیل خصوصیت کی کہا ابن بطال نے اس کے بعد کہ مقرر رکھا جابر رضی اللہ عنہ کی دلیل کو سو اگر کہا جائے کہ پہلے گزر چکا ہے یعنی جنائز میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ابن صیاد کے قصے میں کہ مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حقیقت میں یہی دجال ہے تو تو اس کو نہ مار سکے گا سو یہ صریح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے امر میں تردد کیا یعنی پس نہ دلالت کرے گا چپ رہنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے انکار سے وقت حلف عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ وہی دجال اکبر ہے اور جواب اس کے دو ہیں ایک یہ کہ تردد

حضرت ﷺ کو تھا پہلے اس سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کروائے ساتھ اس کے کہ وہی ہے دجال پھر جب اللہ نے حضرت ﷺ کو معلوم کروایا کہ دجال وہی ہے تو نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم پر دوسرا یہ کہ عرب کی عادت ہے کہ کلام کو شک کی جگہ نکالتے ہیں اگرچہ خبر میں شک نہ ہو پھر ذکر کیا جو وارد ہوا ہے غیر جابر رضی اللہ عنہ سے جو دلالت کرتا ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال مانند اس حدیث کی جو عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں ابن صیاد سے ملا اور اس کے ساتھ ایک یہودی مرد تھا اس کی آنکھ پھول گئی اور وہ خارج تھی جیسے اونٹ کی آنکھ سو جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے کہا میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اے ابن صیاد! تیری آنکھ کب پھولی تھی؟ ابن صیاد نے کہا کہ میں نہیں جانتا کب پھولی تھی میں نے کہا تو جھوٹا ہے تو نہیں جانتا اور حالانکہ وہ تیرے سر میں ہے پھر اس نے اس پر مسح کیا اور تین بار آواز کی جیسے گدھا آواز کرتا ہے سو گمان کیا یہودی نے کہ میں نے اپنا ہاتھ اس کے سینے میں مارا اور میں نے اس سے کہا کہ دور ہو تیری قدر اس سے نہ بڑھے گی پھر میں نے اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچ اس مرد سے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چرچا ہوتا ہے کہ دجال نکلے گا نزدیک غضب کے کہ غضبناک ہوگا پھر کہا ابن بطال نے جس کا حاصل نہ تسلیم کرنا ہے جزم کو ساتھ اس کے کہ وہی ہے دجال پس عود کرے گا سوال اول جواب حلف عمر رضی اللہ عنہ کے سے پھر جابر رضی اللہ عنہ کے سے اس پر کہ وہی ہے دجال معہود لیکن بیچ قصہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دلیل ہے کہ مراد ان دونوں کی دجال اکبر ہے اور البتہ روایت کی ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ کہ موسیٰ بن عقبہ سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے قسم ہے اللہ کی میں نہیں شک کرتا کہ مسیح دجال وہ ابن صیاد ہے اور واقع ہوا ہے ابن صیاد کے واسطے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے اور قصہ جو متعلق ہے ساتھ امر دجال کے سو روایت کی مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہ ابن صیاد مکے تک میرے ساتھ رہا سو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا ایذا پائی میں نے لوگوں سے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں دجال ہوں کیا تو نے حضرت ﷺ سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ دجال کی اولاد نہ ہوگی میں نے کہا کیوں نہیں اس نے کہا سو میری اولاد ہے کیا تو نے حضرت ﷺ سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ دجال نہ مدینے میں داخل ہوگا نہ مکہ میں میں نے کہا کیوں نہیں کہا سو میں مدینے میں پیدا ہوا اور یہ میں مکے کا ارادہ کرتا ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن صیاد نے کہا کہ بے شک میں دجال کو پہچانتا ہوں اور پہچانتا ہوں اس کے پیدا ہونے کی جگہ کو اور اب وہ کہاں ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو باقی دن کہا بیہقی نے کہ نہیں بیچ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے زیادہ حضرت ﷺ کے سکوت سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم پر سو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ اس کے امر میں متوقف ہوں پھر حضرت ﷺ کو اللہ کی طرف سے معلوم ہوا ہو کہ دجال ابن صیاد کا غیر ہے یعنی دجال اور ہے اور ابن صیاد اور بنا بر اس کے کہ تمیم داری کا قصہ اس کو تقاضا کرتا ہے اور ساتھ اسی کے تمسک کیا ہے جس نے جزم کیا ہے کہ دجال ابن صیاد کے سوائے ہے اور طریقہ اس کا صحیح ہے اور جو صفت کہ

ابن صیاد میں تھی وہ موافق پڑ گئی دجال کی صفت کو میں کہتا ہوں اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کے قصے کو روایت کیا ہے مسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ تمیم نے دجال کو سمندر کے ایک جزیرے میں لوہے کی زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھا سو اس نے ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پوچھی کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہو کے بھیجے گئے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اس نے کہا کہ ان کے حق میں بہتر ہے کہ اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھ کو نکلنے کی اجازت ہوگی سو میں نکل کر زمین میں سیر کروں گا سو کوئی گاؤں نہ چھوڑوں گا مگر کہ اس میں اتروں گا سوائے مکے اور مدینے کے اور بیہقی کے ایک طریق میں ہے کہ وہ بڑا بوڑھا ہے کہا بیہقی نے اس حدیث میں ہے کہ دجال اکبر جو اخیر زمانے میں نکلے گا وہ ابن صیاد کے سوائے ہے اور ابن صیاد ایک دجال تھا ان دجالوں میں سے جن کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ قیامت سے پہلے جھوٹے لوگ ہوں گے سو تم ان سے بچنا اور ان میں سے اکثر نکل چکے ہیں اور جو لوگ جزم کرتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے شاید ان کو تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قصہ نہیں پہنچا نہیں تو ان کے درمیان تطبیق نہایت بعید ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور کہا علماء نے کہ قصہ ابن صیاد کا مشکل ہے اور اس کا حال مشتبہ ہے لیکن نہیں شک ہے اس میں کہ وہ ایک دجال ہے دجالوں میں سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے حال میں کچھ وحی نہیں ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وحی ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ صفات دجال کے اور ابن صیاد میں قرائن محتملہ تھے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حال میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہیں کیا بلکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تیرے واسطے اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں ، الحدیث اور یہ جو ابن صیاد نے حجت پکڑی کہ میں مسلمان ہوں تو نہیں ہے اس میں دلالت اس کے دعویٰ پر کہ وہ دجال اکبر نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خبر دی ہے اس کی صفات سے وقت نکلنے اس کے اخیر زمانے میں اور بہر حال اسلام لانا اور حج کرنا اس کا سو نہیں تصریح ہے اس میں کہ وہ دجال نہیں احتمال ہے کہ ہو خاتمہ اس کا ساتھ بدی کے یعنی جو صفات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی بیان فرمائی ہیں وہ اس میں اس وقت پائی جائیں گی جب کہ وہ اخیر زمانے میں نکلے گا اگرچہ اس سے پہلے مسلمان ہو اور نماز روزہ وغیرہ کرتا ہو پس ابن صیاد کا مسلمان ہونا اور حج کرنا اس کے دجال ہونے کا منافی نہیں اس لیے کہ جائز ہے کہ حال میں مسلمان ہو اور اخیر زمانے میں مرتد ہو کے نکلے اور روایت کی ہے ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں جو دلالت کرتی ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال اکبر جو اخیر زمانے میں نکلے گا اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند صحیح کے کہ ہم نے جنگ حرہ کے دن ابن صیاد کو گم کیا معلوم نہیں کہاں گیا اور حسان بن عبدالرحمن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہمارا لشکر اصبہان میں اترا تھا سو میں ایک دن یہودیوں کے لشکر کے پاس گیا وہ خوشی کرتے تھے اور دف بجاتے تھے سو میں نے اپنے ایک یار سے پوچھا جو ان میں سے تھا اس نے کہا کہ ہمارا بادشاہ جس کے ساتھ ہم عرب کی فتح چاہتے

تھے داخل ہوا سو صبح کو میں نے دیکھا تو اچانک وہ ابن صیاد تھا اور قریب تر تطبیق درمیان حدیث تمیم داری رضی اللہ عنہ کے اور ہونے ابن صیاد کے دجال یہ ہے کہ دجال بعینہ وہی ہے جس کو تمیم رضی اللہ عنہ نے لوہے کی زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھا جزیرے میں اور ابن صیاد شیطان ہے کہ ظاہر ہوا تھا بیچ صورت دجال کے اس مدت میں یہاں تک کہ متوجہ ہوا طرف اصبہان کے سو پوشیدہ ہوا ساتھ ساتھی اپنے کے یہاں تک کہ آئے وہ مدت کہ مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے نکلنا اس کا بیچ اس کے اور واسطے شدت التباس امر کے بیچ اس کے بخاری رحمہ اللہ ترجیح کی راہ چلا ہے سو فقط اس نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی جو ابن صیاد کے قصے میں ہے عمر رضی اللہ عنہ سے اور نہیں روایت کی اس نے روایت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی جو تمیم رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور وہم کیا ہے بعض نے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب فرد ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو ساتھ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور جابر رضی اللہ عنہ نے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تو ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن منبر پر فرمایا کہ جس حالت میں کہ چند آدمی دریا میں سوار تھے کہ اُن کا کھانا تمام ہوا تو ان کو ایک جزیرہ نظر آیا سو نکلے حال دریافت کرنے کو تو ان سے جساسہ ملا سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ دجال ابن صیاد ہے میں نے کہا کہ وہ مر گیا تھا اس نے کہا کہ اگرچہ مر گیا ہو میں نے کہا وہ مسلمان ہو گیا تھا کہا اگرچہ مسلمان ہو گیا تھا میں نے کہا کہ وہ مدینے میں داخل ہوا تھا کہا اگرچہ مدینے میں داخل ہوا اور جابر رضی اللہ عنہ کی کلام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس کا امر مشتبہ ہے اور جائز ہے کہ جو حال میں اس سے ظاہر ہوا نہ منافی ہو اس چیز کو کہ متوقع ہے اس سے بعد نکلنے اس کے اخیر زمانے میں اور البتہ روایت کی احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اگر میں دس بار قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال ہے تو یہ بہتر ہے مجھ کو اس سے کہ ایک بار قسم کھاؤں کہ وہ دجال نہیں اور اس کی سند صحیح ہے، واللہ اعلم اور حدیث میں جائز ہونا قسم کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو گمان پر اور اس کی صورت اتفاقی یہ ہے کہ جو پائے اپنے باپ کے خط سے جس کو پہچانتا ہو کہ اس کے واسطے کسی شخص کے پاس مال ہے اور غالب ہو اس کے گمان پر صدق اس کا یہ کہ جائز ہے اس کے واسطے جب کہ مطالبہ کرے اور متوجہ ہو اس پر قسم یہ کہ قسم کھائے کہ وہ مستحق ہے اس کا اس سے قبض کرنے کا۔ (فتح)

بَابُ الْأَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدِّلَالَةِ وَتَفْسِيْرُهَا

جو احکام کہ پہچانے جاتے ہیں دلائل سے اور کس طرح ہیں معنی دلالت کے اور تفسیر اس کی

فائدہ: اور دلیل وہ چیز ہے جو راہ دکھلائے طرف مطلوب کی اور لازم آئے اس کے علم سے علم ساتھ وجود مدلول کے اور مراد ساتھ دلالت کے شرع کے عرف میں ارشاد ہے اس کی طرف کہ حکم شے خاص کا جس میں کوئی خاص نص وارد نہ ہوئی ہو داخل ہے تحت حکم دلیل دوسری کے بطریق عموم کے سو یہ ہیں معنی دلالت کے اور بہر حال تفسیر اس کی سو مراد ساتھ اس کے بیان کرنا اس کا ہے اور وہ تعلیم کرانا ہے مامور کو کیفیت اس کی کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس کی

طرف اشارہ ہے باب کی دوسری حدیث میں اور مستفاد ہوتا ہے ترجمہ سے بیان رائے محمود کا اور وہ چیز وہ ہے کہ لی جائے اس چیز سے کہ ثابت ہو حضرت ﷺ کے اقوال سے اور افعال سے بطریق نص کے اور بطریق اشارے کے سو مندرج ہوگا اس میں استنباط اور خارج ہوگا جمود اوپر ظاہر محض کے۔ (فتح)

وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّهُمْ عَلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾.

اور البتہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ حکم گھوڑوں وغیرہ کے پھر پوچھے گئے گدھوں کے حکم سے سو دلالت کی ان کو اوپر اللہ کے قول کے سو جس نے ذرہ برابر بھلائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: یہ باب کی اول حدیث کی طرف اشارہ ہے اور اس کی مراد یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ آخر سورہ تک عام ہے عامل میں اور اس کے عمل میں اور یہ کہ حضرت ﷺ نے بیان کیا پالنا گھوڑوں کا اور احوال ان کے پالنے والے کا اور سوال کیے گئے گدھوں کے حکم سے تو اشارہ کیا اس کی طرف کہ حکم گدھوں کا اور حکم گھوڑوں وغیرہ کا داخل ہے عموم میں جو مستفاد ہے آیت سے۔ (فتح)

وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهٗ وَلَا أُحَرِّمُهٗ وَأُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهٗ لَيْسَ بِحَرَامٍ

اور سوال کیے گئے حضرت ﷺ سوسمار کے کھانے سے سو فرمایا کہ میں اس کو نہ کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں اور حضرت ﷺ کے دستر خوان پر سوسمار کھائی گئی سو استدلال کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے کہ وہ حرام نہیں۔

فائدہ: یہ باب کی تیسری حدیث کی طرف اشارہ ہے اور مراد اس کی بیان کرنا ہے حکم حضرت ﷺ کی تقریر کا اور یہ کہ وہ جواز کا فائدہ دیتا ہے یہاں تک کہ پایا جائے قرینہ جو اس کو غیر کی طرف پھیرے۔ (فتح)

٦٨٠٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِيْ لَهٗ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ

٦٨٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو جس کو ثواب ہے سو وہ مرد ہے جس نے گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ پہنچے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس مرد کے

الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَّهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَّهُ وَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَآءً فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾.

واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑوں کی رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مار گئے تو اس مرد کے واسطے اُن کے ٹاپوں کی مٹی اور ان کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے سو اس میں سے پانی پیا اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہیں اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو باندھا اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولا یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کی اور عاجزوں کو ان کی سواری سے نہ روکا تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہیں یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو باندھا اترانے اور دکھلانے کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حکم سے سو فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں مگر یہ آیت جو تنہا اور جامع ہے سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: یعنی گھوڑے پالنا تین طرح ہیں عمدہ قسم تو یہ ہے کہ جہاد کے واسطے پالے کہ اس کا ثواب بے شمار ہے دوسری قسم یہ کہ اپنی سواری اور سوداگری کے واسطے پالے تو اس میں دنیا کا فائدہ ہے دین کا نقصان نہیں تیسری قسم یہ کہ کافروں کی مدد کے واسطے پالے اور نمود کے واسطے تو یہ سراسر وبال ور عذاب ہے اور محکی ہے مہلب سے کہ اس حدیث میں حجت ہے بیچ ثابت کرنے قیاس کے وفيه نظر، تقدم في كتاب الجهاد عند شرحه۔ (فتح)

٦٨١٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح

۶۸۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے حیض کا حکم پوچھا کہ اس کے بعد کس طرح غسل کرے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے ٹکڑا کپڑے

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِيْنَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِيْنَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِيْ قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِيْنَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِيْ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا.

کا مشک آلودہ پھر اس سے وضو کر یعنی خون کی جگہ کو تلاش کر کے وہاں خوشبو لگا تا کہ خون کی بدبو دفع ہو پھر غسل کر اس نے کہا یا حضرت! میں اس سے کس طرح وضو کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ وضو کر اس نے کہا میں اس سے کس طرح وضو کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ وضو کر، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کی مراد پہچان گئی سو میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا پھر میں نے اس کو غسل حیض کا طریقہ سکھلایا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عورت سائلہ حضرت ﷺ کی غرض کو نہ سمجھی اس واسطے کہ وہ نہ پہچانتی تھی کہ کپڑے کے ٹکڑے مشک آلودہ سے خون کی جگہوں کو تلاش کرنے کا نام وضو رکھا جاتا ہے جب کہ جوڑا گیا ہو ساتھ ذکر خون کے اور گندگی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس کو یہ اس واسطے کہ اس کے ذکر کرنے سے شرم آتی ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی غرض سمجھی سو بیان کی اس عورت کے واسطے وہ چیز جو اس پر پوشیدہ رہی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ مجمل موقوف ہے اوپر بیان اس کے قرائن سے اور مختلف ہیں افہام لوگوں کے اس کے سمجھنے میں اور اصول والوں نے مجمل کی یہ تعریف کی ہے کہ مجمل وہ ہے جس کی دلالت واضح نہ ہو اور واقع ہوتا ہے اجمال لفظ مفرد میں مانند قراء کی کہ وہ طہر اور حیض کا احتمال رکھتا ہے اور واقع ہوتا ہے اجمال مرکب میں بھی مانند قول اللہ تعالیٰ کے بیدہ عقدة النكاح کہ وہ احتمال رکھتا ہے خاوند کا اور ولی کا اور مانند اس کے ہے حدیث باب کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیان اس کا واسطے سائلہ کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اس سے سمجھا اور برقرار رکھی گئیں اوپر اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٨١١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ

٦٨١١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفید حارث کی بیٹی نے حضرت ﷺ کو گھی اور پنیر اور گوئیں تحفہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

بھیجا سو حضرت ﷺ نے ان کو منگوایا تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر کھائی گئیں اور حضرت ﷺ نے ان کو چھوڑا جیسے اس سے کراہت کرنے والے ہیں اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ان کے کھانے کا حکم کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے۔

٦٨١٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَإِنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ قَرِّبُوهَا فَقَرَّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ.

٦٨١٢۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لہسن اور پیاز کھائے تو چاہیے کہ ہم سے یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے اور چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک طشت لایا گیا جس میں ساگ کی سبزی تھی تو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بو پائی اور ان سے پوچھا سو خبر دی گئی ساتھ اس کے جو اس میں تھا ساگوں سے سو فرمایا کہ قریب کرو طرف بعض اصحاب کی جو آپ کے ساتھ تھا یعنی ابو ایوب سو جب اس نے دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس سے نہیں کھایا تو اس کے کھانے کو مکروہ جانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھا اس واسطے کہ میں سرگوشی کرتا ہوں جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا اور روایت کی ابن عفیر نے ابن وہب سے ہانڈی اس میں سبزی تھی اور نہیں ذکر کیا لیث. اور ابو صفوان نے یونس سے قصہ ہانڈی کا سو میں نہیں جانتا کہ وہ زہری کے قول سے ہے یا حدیث میں۔

فائدہ: یہ جو کہا فلما راہ الخ تو اس میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ جب اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اس

کے کھانے سے باز رہے اور حکم کیا ساتھ قریب کرنے اس کے اس کی طرف تو اس نے اس کے کھانے کو مکروہ جانا اور شاید کہ ابو ایوب نے استدلال کیا تھا ساتھ عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ اوپر مشروع ہونے متابعت حضرت ﷺ کی کے آپ کے سب افعال میں سو جب حضرت ﷺ ان سبزیوں کے کھانے سے باز رہے تو اس نے حضرت ﷺ کی پیروی کی تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے وجہ تخصیص کی بیان کی سو فرمایا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں جس سے تو کانا پھوسی نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرے ساتھی کو ایذا ہو اور ایک روایت میں فرمایا کہ میں اللہ کے فرشتوں سے شرماتا ہوں اور حرام نہیں کہا ابن بطال نے یہ جو فرمایا کہ اس کو بعض اصحاب کے نزدیک کرو تو یہ نص ہے اوپر جواز کھانے اس کے کے اور اسی طرح یہ قول حضرت ﷺ کا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں، الخ میں کہتا ہوں اور تکملہ اس کا وہ ہے جو میں نے ذکر کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتوں کو آدمیوں پر فضیلت ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ جس سے کانا پھوسی کرتے تھے مراد اس سے وہ ہے جو حضرت ﷺ پر وحی اتارتا تھا اور وہ اکثر اوقات میں جبریل علیہ السلام تھے اور اگر کوئی دلیل دلالت کرے کہ جبریل علیہ السلام افضل ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ جیسے صحابی سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہو وہ افضل اس شخص سے جو ابو ایوب سے افضل ہو خاص کر جب کہ پیغمبر ہو اور اگر بعض افراد کو بعض پر فضیلت دی جائے تو نہیں لازم آتی اس سے تفضیل تمام جنس کی تمام جنس پر۔ (فتح)

٦٨١٣۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ وَعَمِّيْ قَالَا حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ أَجِدْكَ قَالَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ زَادَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ.

٦٨١٣۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے حضرت ﷺ سے کسی چیز میں بات کی سو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ حکم کیا تو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو یا حضرت! اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کس کے پاس آؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پاوے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ زیادہ کیا ہے ہمارے واسطے حمیدی نے ابراہیم سے کہ گویا کہ اس عورت کی مراد موت ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ظاہر قول عورت کے کہ اگر میں نہ پاؤں اس پر کہ اس کی مراد موت ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہ بات اس کے حال سے سمجھی گئی اگرچہ اس نے اس کو زبان سے نہ بولا میں کہتا ہوں اور اسی کی طرف واقع ہوا ہے اشارہ اس طریق میں جو مذکور

ہے اس جگہ جس میں ہے کہ گویا کہ مراد اس کی موت تھی لیکن یہ جو اس نے کہا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو یہ عام تر ہے نفی میں زندگی کی حالت اور موت کی حالت سے اور حضرت مَلَّالِيْكُم نے جو اس کو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا تو یہ مطابق ہے واسطے اس عموم کے اور یہ جو بعض نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت مَلَّالِيْكُم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں تو یہ صحیح ہے لیکن بطریق اشارت کے نہ تصریح کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو جزم کیا کہ حضرت مَلَّالِيْكُم نے خلیفہ نہیں کیا تو یہ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اس میں کوئی نص صریح وارد نہیں ہوئی کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور مناسبت پہلی حدیث کی یہ ہے کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا اس پر کہ لہسن کا کھانا مکروہ ہے ساتھ باز رہنے حضرت مَلَّالِيْكُم کے اس کے کھانے سے عموم پیروی کی جہت سے اور یہ باب حکم اس چیز کا ہے کہ پہچانی جائے استدلال سے نہ جو پہچانی جائے نص سے۔ (فتح)۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ

نہ پوچھو اہل کتاب سے کچھ چیز

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب بعض اہل کتاب سے پائی تو اس کو حضرت مَلَّالِيْكُم کے پاس لائے اور اس کو حضرت مَلَّالِيْكُم پر پڑھا تو حضرت مَلَّالِيْكُم غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارے پاس سفید اور صاف دین لایا ہوں نہ پوچھو ان سے کچھ چیز سو وہ خبر دیں تم کو ساتھ حق کے اور تم اس کو جھٹلاؤ یا خبر دیں تم کو ساتھ باطل کے اور تم اس کو سچا جانو یعنی دونوں صورتوں میں تمہارا نقصان ہے قسم ہے اللہ کی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی سے کچھ چارہ نہ ہوتا اور اس کے راوی ثقہ ہیں مگر مجالد میں ضعف ہے اور استعمال کیا ہے اس کو ترجمہ میں واسطے وارد ہونے اس چیز کے کہ شاہد ہے اس کی صحت کے واسطے صحیح حدیث سے اور روایت کی عبدالرزاق نے حویرث رضی اللہ عنہ سے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہ سوال کرو اہل کتاب سے کہ تم کو راہ نہ بتلائیں گے اور حالانکہ وہ خود گمراہ ہوئے کہ تم حق کو جھٹلایا یا جھوٹ کو سچ جانو کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ یہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیچ سوال کرنے ان کے ہے اس چیز سے کہ اس میں نص نہیں اس واسطے کہ ہماری شرع بنفسہ کافی ہے سو جب نہ پائے کوئی نص تو نظر اور استدلال میں بے پرواہی ہے ان کے سوال سے اور نہیں داخل ہے نہی میں پوچھنا ان سے ان خبروں سے جو ہماری شرع کو سچا کرتی ہیں اور پہلی امتوں کی خبروں سے اور بہر حال یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَاسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَؤُوْنَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ تو مراد ان سے وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان لائے اور منع سوال کرنا ان سے ہے جو ایمان نہیں لائے ان میں سے اور احتمال ہے کہ ہو مراد خاص ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ توحید کے اور حضرت مَلَّالِيْكُم کی پیغمبری کے اور جو اس کے

مشابہ ہے اور نہی اس چیز سے جو سوائے اس کے ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِينَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذٰلِكَ لَنَبْلُوْ عَلَيْهِ الْكَذِبَ.

حمید سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا قریش کی ایک جماعت سے مدینے میں اور ذکر کیا کعب احبار کو سو کہا کہ البتہ وہ زیادہ تر سچا تھا ان محدثین میں جو اہل کتاب سے حدیثیں بیان کرتے ہیں یعنی توراۃ اور انجیل میں سے اور البتہ ہم باوجود اس کے اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے تھے۔

فائدہ: معاویہ حدیث بیان کرتا تھا مدینے میں یعنی جب کہ اس نے اپنی خلافت میں حج کیا اور یہ جو کہا اہل کتاب سے یعنی اگلی قدیمی کتابوں سے سو شامل ہوگا توراۃ اور انجیل کو اور صحیفوں کو اور یہ جو کہا کہ ہم اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے ہیں یعنی اس کی بعض خبر واقع کے خلاف واقع ہوتی تھی اور کہا ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہ مراد معاویہ کی یہ ہے کہ کبھی وہ چوک جاتا تھا اس چیز میں کہ ہم کو خبر دیتا اور اس کی یہ مراد نہیں کہ وہ جھوٹا تھا اور بعض نے کہا کہ ضمیر لنبلو علیہ کتاب کی طرف راجع ہے نہ کعب کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے ان کی کتاب میں جھوٹ اس واسطے کہ انہوں نے اس کو بدل ڈالا اور اس میں تحریف کی اور کہا عیاض نے کہ صحیح ہے عود کرنا ضمیر کا طرف کتاب کی اور صحیح ہے عود اس کا طرف کعب کی اور اس کی حدیث پر جو بیان کرتا تھا اگرچہ نہ قصد کرتا تھا جھوٹ کا اور نہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا اس واسطے کہ نہیں شرط ہے کذب کے مسمی میں قصد کرنا بلکہ وہ خبر دینا ہے شے سے برخلاف اس چیز کے کہ اس پر ہے اور نہیں ہے اس میں کعب کی جرح ساتھ کذب کے اور مراد ساتھ محدثین کے وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے کعب کے برابر تھے اور اسلام لائے تھے اور اہل کتاب سے حدیث بیان کرتے تھے اور شاید کہ وہ کعب کے برابر تھے لیکن کعب کو ان سے زیادہ تر بصیرت تھی اور زیادہ تر پہچاننے والا تھا اس چیز کو کہ بیان کرتا اور کعب احبار یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہو گئے تھے اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہوئے تھے اور پہلی بات زیادہ مشہور ہے۔ (فتح)

٦٨١٤۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

٦٨١٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے وقت یہود توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے واسطے عربی میں اس کا ترجمہ کرتے تھے

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ﴾ اَلْآيَةَ.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کتاب والوں کو یعنی یہود اور نصاریٰ کو نہ سچا جانو نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے جو ہم پر اترا یعنی قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اُترا۔

فائدہ: مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود ہیں لیکن حکم عام ہے سو شامل ہوگا نصاریٰ کو بھی اور یہ حدیث نہیں معارض ہے ترجمہ کی حدیث کو اس واسطے کہ وہ نہی ہے سوال کرنے سے اور یہ نہی ہے تصدیق اور تکذیب سے سو محمول ہے ثانی اس پر کہ جب کہ اہل کتاب مسلمانوں کو خبر دیں بغیر پوچھنے کے اور نہی تصدیق تکذیب کی توجیہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦٨١٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ تَقْرَؤُوْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْهُ وَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا أَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

٦٨١٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب سے کچھ چیز اور تمہاری کتاب یعنی قرآن جو تمہارے پیغمبر پر اُترا تازہ تر ہے کہ ہاتھوں کے استعمال اور سالوں کی کثرت سے اس میں شبہ نے کچھ راہ نہیں پائی پڑھتے ہو تم اس کو خالص اس میں کچھ چیز اللہ کی کلام کے سوا نہیں ملی اور البتہ اللہ نے تم سے بیان کر دیا کہ یہود و نصاریٰ نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا اور متغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے انہوں نے کتاب لکھی اور کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ لیں اس کے بدلے تھوڑی قیمت کیا نہیں منع کرتا تم کو ان کے سوال سے جو آیا تمہارے پاس علم سے قسم ہے اللہ کی ہم نے ان میں سے کسی مرد کو نہیں دیکھا کہ سوال کرے تم کو اس چیز سے جو تم پر اتری۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور تمہارے پاس کتاب ہے جو تازہ اور نئی ہے سب کتابوں سے باعتبار اترنے کے اللہ کی طرف سے اور یہ روایت تفسیر کرتی ہے اس حدیث کی اور اس حدیث کی شرح شہادات میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخِلَافِ

باب ہے بیچ مکروہ ہونے اختلاف کے

فائدہ: اور بعض کے واسطے خلاف ہے یعنی احکام شرعیہ میں یا عام تر اس سے۔

٦٨١٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَلَّامًا.

٦٨١٦۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھا کرو قرآن کو جب تک تمہارے دل زبان سے موافقت کریں اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف پڑے تو اس سے اٹھ کھڑے ہو، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ عبدالرحمٰن نے سلام سے سنا ہے۔

٦٨١٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَارُوْنَ الْأَعْوَرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨١٧۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٦٨١٨۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٨١٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا وقت آیا یعنی قریب الموت ہوئے کہا اور گھر میں بہت مرد تھے جن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تم کو نوشہ لکھ دوں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درد غالب ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے سو ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے اور گھر والوں میں اختلاف پڑا اور

غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْإِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

جھگڑنے لگے سو ان میں بعض کہتے تھے کہ قریب لاؤ حضرت ﷺ تم کو نوشتہ لکھ دیں کہ اس کے بعد تم کبھی نہ بھٹکو اور ان میں سے بعض کہتا تھا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی کتاب ہم کو کافی ہے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کے پاس بہت شور وغل اور اختلاف کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہا عبید اللہ نے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ مصیبت ہے کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی حضرت ﷺ کو کہ ان کے واسطے یہ نوشتہ لکھیں ان کے اختلاف اور شور وغل کے سبب سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث میں اختلاف کرنا مکروہ ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے۔

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّحْرِيْمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ وَكَذٰلِكَ أَمْرُهُ نَحْوَ قَوْلِهِ حِيْنَ أَحَلُّوْا أَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ.

باب ہے منع کرنا حضرت ﷺ کا تحریم سے ہے مگر جو پہچانی جائے اباحت اس کی اور اسی طرح امر حضرت ﷺ کا مانند قول حضرت ﷺ کے کی جب کہ اصحاب نے عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا کہ عورتوں سے صحبت کرو کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے ان پر صحبت کرنا واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا۔

فائدہ: منع کرنا حضرت ﷺ کا تحریم سے یعنی نہی جو صادر ہے حضرت ﷺ سے محمول ہے تحریم پر اور وہ حقیقت ہے بیچ اس کے یعنی نہی کے حقیقی معنی تحریم ہیں مگر جس کا مباح ہونا پہچانا جائے یعنی سیاق کی دلالت سے یا حال کے قرینے سے یا اس پر دلیل کے قائم ہونے سے اور اسی طرح امر حضرت ﷺ کا یعنی حرام ہے مخالفت اس کی واسطے واجب ہونے پیروی حضرت ﷺ کے جب تک کہ نہ قائم ہو دلیل اوپر ارادے ندب کے یا غیر اس کے مانند قول حضرت ﷺ کے کی یعنی حجۃ الوداع میں جب کہ ان کو حکم کیا سو انہوں نے فسخ کیا حج کو طرف عمرے کی اور عمرہ کر کے حلال ہوئے اور مراد ساتھ امر کے صیغہ افعل کا ہے اور نہی لا تفعل اور اختلاف ہے صحابی کے قول میں کہ حضرت ﷺ

نے ہم کو اس طرح حکم کیا یا اس سے منع کیا سو راجح نزدیک اکثر سلف کے یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں یہ نہی امر اور نہی میں داخل ہے اور تقسیم کیا ہے بعض اصولیوں نے امر کے صیغے کو سترہ قسم پر اور نقل کیا ہے قاضی ابوبکر بن طیب نے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ سے کہ امر ان کے نزدیک ایجاب پر ہے یعنی وجوب کے واسطے ہے اور نہی تحریم کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اس کے خلاف پر اور کہا ابن بطال نے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور کہا بہت شافعیہ وغیرھم نے کہ امر وجوب کے واسطے ہے اور نہی کراہت کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل وجوب کی امر میں اور دلیل تحریم کی نہی میں اور بہت لوگوں نے اس میں توقف کیا ہے اور سبب توقف کا یہ ہے کہ وارد ہوتا ہے صیغہ امر کا واسطے وجوب کے استحباب کے اور اباحت کے اور ارشاد وغیرہ کے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جو کرے مامور بہ کو وہ مستحق ہوتا ہے تعریف کا اور جو اس کو نہ کرے مستحق ہوتا ہے وہ ذم کا اور اسی طرح بالعکس نہی میں اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ شامل ہے امر اور نہی کو اور جو اس میں وعید ہے وہ دلالت کرتی ہے اس کی تحریم پر فعل میں اور ترک میں اور یہ جو فرمایا کہ جماع کرو عورتوں سے تو یہ اجازت ہے ان کے واسطے عورتوں سے صحبت کرنے میں واسطے اشارہ کے طرف مبالغہ کرنے کی حلال کرنے میں اس واسطے کہ جماع فاسد کرتا ہے حج کو سوائے اور محرمات کے۔ (فتح)

وَقَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

اور کہا ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم کو منع ہوا جنازے کے ساتھ جانا اور ہم کو واجب نہ ہوا

فائدہ: اور فرق اس حدیث میں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مباح کرنا ہے بعد حرام کرنے کے پس نہ دلالت کرے گی وجوب پر واسطے قرینہ مذکور کے لیکن مراد جابر رضی اللہ عنہ کی تاکید کرنا ہے بیچ اس کے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نہی ہے بعد مباح کرنے کے سو ارادہ کیا ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ بیان کریں ان کے واسطے یہ کہ نہیں تصریح کی حضرت ﷺ نے ان کے واسطے ساتھ تحریم کے اور صحابی اعرف ہے ساتھ مراد حدیث کے اپنے غیر کے۔ (فتح)

۶۸۱۹۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ اُنَاسٍ مَعَهٗ قَالَ اَهْلَلْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۶۸۱۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے اصحاب نے صرف حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ نہ تھا کہا عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت ﷺ ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکے میں تشریف لائے سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ ہم عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں اور فرمایا کہ احرام اتار ڈالو اور عورتوں سے صحبت کرو کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ أَحِلُّوْا وَأَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّا نَقُوْلُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ إِلٰى نِسَآئِنَا فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيْرُنَا الْمَذْيَ قَالَ وَيَقُوْلُ جَابِرٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَحَرَّكَهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّوْنَ فَحِلُّوْا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

جابر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے اس کو اصحاب پر واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا سو حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ ہم کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفہ کے دن کے درمیان صرف پانچ دن رہتے تھے تو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ ہم احرام اتار کر اپنی عورتوں سے صحبت کریں سو ہم عرفات میں آئیں ہماری شرم گاہوں سے مذی ٹپکتی ہو کہا اور اشارہ کیا جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اس کو ہلایا یعنی ہاتھ کو ہلا کر ذکر کی صورت بتائی سو حضرت ﷺ خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ البتہ تم نے جان لیا کہ میں تم سے زیادہ تر پرہیز گار ہوں اللہ کا اور تم میں زیادہ تر سچا اور نیک ہوں اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا جیسا تم نے احرام اُتارا سو احرام اُتار ڈالو سو اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو پیچھے معلوم ہوا تو میں قربانی کو اپنے ساتھ نہ لاتا یعنی میں قربانی ساتھ لانے کے سبب سے ناچار ہو گیا ہوں اگر یہ حال جانتا تو مکے میں قربانی خریدتا سو ہم نے احرام اُتارا اور ہم نے سنا اور فرمانبرداری کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم کو حضرت ﷺ نے واجب کر کے حکم نہ کیا یعنی عورتوں کے جماع میں اس واسطے کہ امر مذکور تو صرف اباحت کے واسطے تھا اسی واسطے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کون سا حلال ہونا؟ فرمایا کہ بالکل حلال ہونا اور یہ جو کہا کہ پانچ راتیں یعنی ان میں سے پہلی رات یک شنبہ کی اور اخیر رات پنج شنبہ کی اس واسطے کہ متوجہ ہونا ان کا مکے سے چار شنبے کی رات کو تھا اور پنج شبہ کی رات کو منیٰ میں رہے اور پنج شنبے کے دن عرفات میں داخل ہوئے اور یہ جو کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ہلا یا تو کہا کرمانی نے کہ یہ اشارہ ہے طرف کیفیت ٹپکنے کی اور احتمال ہے کہ ہو اشارہ طرف محل ٹپکنے کی۔ (فتح)

٦٨٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ

٦٨٢٠۔ حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھا کرو مغرب کی نماز سے

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

پہلے اور تیسری بار میں فرمایا کہ جو چاہے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ لوگ اس کو سنت ٹھہرائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور جگہ ترجمہ کی اس کے اخیر میں ہے کہ اس کے واسطے جو چاہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ امر وجوب کے واسطے ہے اسی واسطے اس کے پیچھے وہ چیز لائے جو دلالت کرتی ہے اختیار دینے پر فعل اور ترک میں سو ہوگا یہ صاف واسطے حمل کرنے کے وجوب پر اور یہ جو کہا کہ اس کو سنت ٹھہرائیں یعنی طریق لازم جس کا ترک کرنا جائز نہ ہو یا سنت راتبہ کہ اس کا ترک کرنا مکروہ ہو اور نہیں مراد ہے جو وجوب کے مقابل ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَأَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا کام مشورے سے ہے درمیان ان کے اور فرمایا کہ مشورہ کر ان سے کام میں۔

فائدہ: بہرحال آیت پہلی سو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ نہیں مشورہ کیا کسی قوم نے کبھی مگر کہ اللہ نے ان کو ہدایت کی واسطے بہتر چیز کے اور دوسری آیت کی تفسیر میں بھی حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مشورہ کی کچھ حاجت نہ تھی لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ پچھلے لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اپنے اصحاب سے مشورہ کرتا ہو زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسور کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دو مجھ کو ان لوگوں میں اور اس میں جواب ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا اور عمل کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اس چیز کے جو دونوں نے صلاح دی اور یہ صلح حدیبیہ کی طویل حدیث میں ہے۔ (فتح)

وَأَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ لِقَوْلِهٖ ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ﴾

اور یہ کہ مشورہ کرنا عزم اور بیان کرنے سے پہلے ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے سو جب تو قصد کرے تو اللہ پر توکل کر۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی وہ ہے جو عکرمہ رحمہ اللہ کی قراءت میں وارد ہوئی ہے ت کے پیش سے یعنی جب میں تجھ کو اس کی طرف ہدایت کروں تو اس سے نہ پھر سو گویا کہ مشورہ تو مشروع ہے وقت عدم عزم کے اور یہ واضح ہے اور البتہ اختلاف ہے بیچ متعلق مشورہ کے سو بعض نے کہا کہ ہر چیز میں ہے جس میں نص نہ ہو اور بعض نے کہا کہ فقط دنیا کے کام میں اور کبھی بعض احکام میں بھی مشورہ کرتے تھے اور نقل کیا ہے بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشورہ خاص ہے ساتھ

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ میں بعض امر مراد ہے اور بہت شافعیہ نے مشورہ کو خصائص سے شمار کیا ہے اور اختلاف ہے اس کے وجوب میں سو نقل کیا ہے بیہقی نے استحباب نص سے اور یہی ہے راجح۔ (فتح)

فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور جب قصد کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں جائز ہے کسی آدمی کو آگے بڑھنا اللہ اور اس کے رسول سے

فائدہ: یعنی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورے کے بعد کسی کام کے کرنے کا قصد کریں اس کام سے کہ واقع ہوا اس پر مشورہ اور اس میں شروع کریں تو اس کے بعد کسی کو جائز نہیں ہوتا کہ صلاح دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برخلاف اس کے واسطے وارد ہونے نہی کے اللہ اور اس کے رسول کے آگے بڑھنے سے سورۂ حجرات کی آیت میں اور ظاہر ہوا تطبیق دینے سے درمیان آیت مشورے کے اور درمیان آیت حجرات کے خاص کر عموم اس کے کا ساتھ مشورے کے سو جائز ہے آگے بڑھنا لیکن اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے جس جگہ مشورہ طلب کریں اور مشورے کے سوائے اور کسی صورت میں آگے بڑھنا جائز نہیں سو مباح کیا ان کے واسطے جواب مشورہ طلب کرنے کا اور زجر کی ان کو ابتدا کرنے سے ساتھ مشورے وغیرہ کے اور داخل ہوتا ہے اس میں اعتراض کرنا اس پر جو دیکھیں بطریق اولیٰ اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امر ثابت ہو تو نہیں جائز ہوتا کسی کو یہ کہ اس کی مخالفت کرے اور نہ حیلہ کرے اس کی مخالفت میں بلکہ ٹھہرائے اس کو اصل کہ رد کرے اس چیز کی طرف جو اس کے مخالف ہو نہ بالعکس جیسا کہ بعض مقلدین کرتے ہیں اور غافل ہیں اللہ کے اس قول سے ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ﴾ الآیۃ۔

وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهٗ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوْجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوْجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَأْمَتَهٗ وَعَزَمَ قَالُوْا أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهٗ فَيَضَعُهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ،

اور مشورہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے جنگ اُحد کے دن مقام میں اور نکلنے میں تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکلنے کی رائے دی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ پہنی اور عزم کیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! مدینے میں ٹھہریے سو نہ التفات کیا اس کی طرف عزم کے بعد اور کہا کہ نہیں لائق ہے کسی پیغمبر کو جو اپنی زرہ پہنے کہ پھر اس کو رکھے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے۔

فائدہ: اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب مشرک لوگ جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب جانا کہ مدینے میں رہیں اور ان سے مدینے میں لڑیں تو بعض لوگوں نے جو جنگ بدر میں موجود نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! ہمارے ساتھ ان کی طرف نکلیے کہ ہم ان سے اُحد میں لڑیں اور ہم امیدوار ہیں کہ فضیلت پائیں جو جنگ بدر والوں نے پائی سو ہمیشہ رہے یہ کہتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنی

پھر جب حضرت ﷺ زرہ پہن چکے تو وہ اصحاب پشیمان ہوئے اور پچھتائے اور عرض کیا کہ یا حضرت! مدینے میں قیام کیجیے آپ ہی کی رائے ٹھیک ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی پیغمبر کو لائق نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتار ڈالے یہاں تک کہ اللہ اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ کرے اور ہتھیار پہننے سے پہلے ان کے واسطے ذکر کیا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں سو میں نے اس کی تعبیر مدینے سے کی اور یہ سند حسن ہے۔ (فتح)

وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمٰى بِهٖ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلٰى تَنَازُعِهِمْ وَلٰكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ.

اور مشورہ کیا حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ سے اس میں کہ عیب کیا اہل افک نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سو دونوں سے سنا یہاں تک کہ قرآن اترا سو کوڑے مارے حضرت ﷺ نے عیب کرنے والوں کو اور نہ التفات کیا ان کے تنازع کی طرف لیکن حکم کیا جو اللہ نے آپ کو حکم کیا۔

فائدہ: دونوں سے سنا یعنی دونوں کی کلام کو سنا اور نہ عمل کیا ساتھ تمام اس کلام کے یہاں تک کہ وحی اتری بہرحال علی رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ کو اشارہ کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیں سو کہا کہ اس کے سوائے اور عورتیں بہت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عذر پہلے گزر چکا ہے اور بہرحال اُسامہ رضی اللہ عنہ سو اس نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں جانا مگر نیک سو نہ عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی علی رضی اللہ عنہ نے جدا ہونے سے اور عمل کیا ساتھ قول ان کے اور لونڈی سے پوچھیے سو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا اور عمل کیا ساتھ قول اُسامہ رضی اللہ عنہ کے نہ چھوڑنے میں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی کہ اپنے ماں باپ کے گھر میں جائیں اور مراد تنازع سے مختلف ہونا دونوں کے قول کا ہے وقت پوچھنے اور مشورہ طلب کرنے کے ان سے اور جن کو حد ماری گئی وہ مسطح رضی اللہ عنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حمنہ رضی اللہ عنہا ہیں اور قصہ افک کی شرح سورۂ نور کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُوْنَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُوْرِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوْا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلٰى غَيْرِهٖ اقْتِدَآءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور تھے امام بعد حضرت ﷺ کے مشورہ لیتے امین اہل علم سے مباح کاموں میں تاکہ سہل اور آسان کام کو لیں پھر جب ظاہر ہو کتاب اور سنت تو نہ بڑھتے اس سے اس کے غیر کی طرف واسطے پیروی کرنے کے ساتھ حضرت ﷺ کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ نہ ہو ان میں نص ساتھ حکم معین کے اور ہوں اصل اباحت پر سو مراد اس کی وہ چیز ہے جو احتمال رکھے فعل اور ترک کا احتمال واحد اور بہرحال جس میں وجہ حکم کی پہچانی جائے تو نہیں اور قید کرنا ساتھ امینوں کے تو وہ

صفت موضح ہے اس واسطے کہ جو امین نہ ہو اس سے مشورہ نہیں طلب کیا جاتا اور اس کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جاتا اور یہ جو کہا تا کہ آسان حکم کو لیں سو واسطے عموم امر کے ہے ساتھ لینے سہل اور آسان حکم کے اور واسطے نہی کے تشدید سے جو مسلمان کو مشقت میں ڈالے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا جاتا ہے حاکم ساتھ مشورے کے اس واسطے کہ مشورہ دینے والا خبر دار کرتا ہے اس کو اس چیز پر جس سے وہ غافل ہوا اور دلالت کرتا ہے اس کو اس چیز پر کہ نہ یاد ہو اس کو دلیل سے اس واسطے نہ تا کہ تقلید کرے مشورہ دینے والے کی اس چیز میں جو کہتا ہے اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا ہے اللہ نے یہ منصب واسطے کسی کے بعد رسول کے اور البتہ وارد ہوئیں بہت خبریں اماموں کے مشورہ طلب کرنے سے بعد حضرت ﷺ کے ان میں سے ہے مشورہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیچ لڑنے مرتدوں کے اور البتہ روایت کی ہے بیہقی نے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب قرآن اور حدیث میں حکم نہ پاتے تو علماء سے مشورہ کرتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور مشورہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے اصحاب سے بیچ جمع کرنے لوگوں کے ایک قرآن پر۔ (فتح)

وَرَاٰى اَبُوْ بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكَاةَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآئَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ اَبُوْ بَكْرٍ اِلٰى مَشُوْرَةٍ اِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَاَرَادُوْا تَبْدِيْلَ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ

اور مناسب دیکھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لڑنا زکوۃ کے منع کرنے والوں سے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کس طرح لڑے گا لوگوں سے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جب انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا یعنی کلمہ توحید پڑھا تو انہوں نے اپنی جان مال مجھ سے بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے درمیان اس چیز کے کہ حضرت ﷺ نے جمع کی پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی پیروی کی سو نہ التفات کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طرف مشورہ کی جب کہ ان کے پاس پیغمبر ﷺ کا حکم تھا ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا یعنی نماز کو فرض کیا اور زکوۃ کو فرض نہ کیا اور دین اور اس کے احکام کے بدل

دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ.

ڈالنے کا ارادہ کیا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کو مار ڈالو۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَشُوْرَةِ عُمَرَ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا وَّكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے والے قاری لوگ تھے بوڑھے ہوں یا جوان اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت ٹھہرنے والے نزدیک کتاب اللہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

٦٨٢١۔ حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا قَالَتْ وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهٖ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَآءَةِ أَهْلِهٖ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهٗ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ

٦٨٢١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ کہا بہتان باندھنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا جب کہ وحی بند ہوئی ان سے پوچھنے کو اور حالانکہ دونوں سے مشورہ پوچھتے تھے اپنے اہل یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے چھوڑ دینے میں سو بہرحال اُسامہ رضی اللہ عنہ سو اشارہ کیا اس نے ساتھ اس کے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی سے جانتا تھا اور بہرحال علی رضی اللہ عنہ سو انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی اور اس کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں اور بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی سے پوچھیے وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ! کیا تو نے کبھی ایسی بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے؟ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کی پاک دامنی میں کبھی شک نہیں دیکھا ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے خمیر سے سو جاتی ہے سو بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ مسلمانوں کے! کون ایسا ہے جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی

أَذَاهُ فِيْ أَهْلِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا فَذَكَرَ بَرَآئَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ.

ایذا میرے اہل بیت یعنی میرے گھر والی بیوی کو پہنچی سو اللہ کی قسم نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور ذکر کی پاک دامنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب المغازی میں گزر چکی ہے اور یہاں اس سے جگہ حاجت کی فقط ذکر کیا اور وہ مشورہ پوچھنا ہے علی رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ سے اور اخیر میں اشارہ کیا کہ اس نے خود اس کو مختصر بیان کیا ہے۔ (فتح)

٦٨٢٢- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّآءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تُشِيْرُوْنَ عَلَيَّ فِيْ قَوْمٍ يَسُبُّوْنَ أَهْلِيْ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَمَّا أُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْأَمْرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أَنْطَلِقَ إِلٰى أَهْلِيْ فَأَذِنَ لَهَا وَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ سُبْحَانَكَ ﴿مَا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾.

٦٨٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو اللہ کی حمد اور ثنا کی اور فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو ان لوگوں میں جنہوں نے میرے گھر والوں کو برا کہا نہیں جانی میں نے ان پر کبھی کچھ بدی اور عروہ سے روایت ہے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس حال سے خبر ہوئی تو کہا یا حضرت! کیا مجھ کو اجازت ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور ان کے ساتھ غلام بھیجا اور ایک انصاری مرد نے کہا الٰہی! تو پاک ہے ہم کو لائق نہیں کہ ایسی بات بولیں الٰہی! تو پاک ہے یہ بڑا طوفان ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو تو اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مشورہ طلب کیا اس چیز میں کہ کریں ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت دی سو اشارہ کیا آپ کی طرف سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہیں اس چیز میں جو کہیں اور کریں اور جو حکم ہو بجا لائیں سو اصحاب کے درمیان جھگڑا واقع ہوا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حد قذف قائم کی اس پر جس نے قذف کی اور یہ جو کہا علیھم یعنی اہل پر اور جمع باعتبار اہل کے ہے اور قصہ صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تھا لیکن چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب سے ان کے باپ کی سب لازم آتی ہے اور وہ اہل میں معدود ہیں تو صحیح ہوا لانا لفظ جمع کا۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّوْحِيْدِ وَالرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ

کتاب ہے بیچ بیان توحید کے اور رد کرنے کے جہمیہ وغیرھم پر

فائدہ: اور بعض روایتوں میں توحید کے لفظ اخیر میں واقع ہوئے ہے اور ظاہر اس کا اعتراض کیا گیا ہے اس واسطے کہ جہمیہ وغیرہ اہل بدعت نے توحید کو رد نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی تفسیر میں اور دلائل باب کے ظاہر ہیں اور مراد اس کے قول وغیرھم سے قدریہ اور خوارج ہیں اور ان کا بیان کتاب الفتن میں گزر چکا ہے اور اسی طرح رافضیوں کا بیان کتاب الاحکام میں ہو چکا ہے اور یہ چاروں فرقے بدعتیوں کے سرگروہ ہیں اور البتہ نام رکھا ہے اپنا معتزلوں نے اہل عدل اور توحید اور مراد ان کی ساتھ توحید کے وہ چیز ہے جو اعتقاد کیا ہے انہوں نے اللہ کی صفتوں کی نفی کرنے سے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ صفات باری کا ثابت کرنا مستلزم ہے تشبیہ کو اور جو اللہ کے ساتھ خلق کو مشابہ کہے وہ مشرک ہے اور وہ لوگ نفی میں جہمیہ کے موافق ہیں اور بہرحال اہل سنت سو تفسیر کیا ہے انہوں نے توحید کو ساتھ نفی کرنے تشبیہ اور تعطیل کے اسی واسطے کہا جنید نے کہ توحید اکیلا کرنا قدیم کا ہے محدث سے اور کہا ابو القاسم تیمی نے بیچ کتاب الحجہ کے کہ توحید مصدر ہے وحد یوحد کا اور وحدت اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اعتقاد کیا میں نے اللہ کو ایک اکیلا تنہا اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں کوئی نظیر اس کی اور نہ شبیہ اور بعض نے کہا کہ وحدتہ کے معنی ہیں کہ میں نے اس کو ایک جانا اور بعض نے کہا کہ میں نے اس سے کیفیت اور کمیت کو سلب کیا سو وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں ہے کوئی مشابہ اس کی ہیئت میں اور ملک میں اور تدبیر میں نہیں کوئی شریک اس کا اور نہیں کوئی رب سوائے اس کے اور نہیں کوئی خالق سوائے اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ بغل گیر ہے ترجمہ اس کو کہ اللہ جسم نہیں اس واسطے کہ جسم مرکب ہے کئی چیزوں مؤلفہ سے اور یہ رد کرتا ہے جہمیہ وغیرہ پر ان کے زعم میں کہ وہ جسم ہے اور شاید مراد اس کی یہ تھی کہ کہے شبہ اور بہرحال جہمیہ سو نہیں اختلاف کیا ہے کسی نے ان میں سے جنہوں نے ان کے مقالات میں تصنیف کی کہ وہ صفات کی نفی کرتے ہیں یہاں تک کہ منسوب ہیں طرف تعطیل کی اور ثابت ہوا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مبالغہ کیا ہے جہم نے بیچ نفی تشبیہ کے یہاں تک کہ کہا کہ اللہ کچھ چیز نہیں اور کہا کرمانی نے کہ جہمیہ ایک فرقہ ہے بدعتیوں میں سے منسوب ہے طرف جہم بن صفوان کی جو پیشوا ہے اس گروہ کا جو قائل ہیں کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور وہ جبریہ ہیں اور قتل ہوا تھا ہشام بن عبد الملک کے زمانے میں اور

جہمیہ کا مذہب صرف جبر کا ہی نہیں بلکہ وہ صفات باری کا بھی انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں اور یہ کہ وہ مخلوق ہے اور کہا استاذ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی نے کہ جہمیہ جہم بن صفوان کی پیروی کرنے والے ہیں جو قائل ہے ساتھ اجبار اور اضطرار کے طرف اعمال کی اور کہا کہ نہیں ہے فعل کسی کے واسطے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا جاتا ہے فعل طرف بندے کے بطورِ مجاز کے بغیر اس کے کہ فاعل ہو یا کچھ اس سے ہو سکے اور گمان کیا ہے اس نے کہ علم اللہ کا حادث ہے اور باز رہا ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ کو وصف کرے ساتھ اس کے کہ وہ شے ہے یا زندہ ہے یا عالم ہے یا مرید ارادہ کرنے والا ہے اور کہا کہ میں نہیں وصف کرتا اللہ کو ساتھ اس صفت کے کہ جائز ہے اطلاق اس کا اس کے غیر پر اور میں اس کا وصف کرتا ہوں ساتھ اس کے کہ وہ خالق ہے اور زندہ کرنے والا ہے اور مارنے والا ہے اور موحد ہے ساتھ فتح مہملہ کے اس واسطے کہ یہ اوصاف خاص ہیں ساتھ اس کے اور گمان کیا ہے اس نے کہ اللہ کا کلام حادث ہے اور ابو معاذ بلخی سے روایت ہے کہ جہم دراصل کوفے کا رہنے والا تھا اور فصیح تھا اور اس کو علم نہ تھا اور نہ اس کو اہل علم سے صحبت تھی سو کسی نے اس سے کہا کہ اللہ کو بیان کر سو گھر میں داخل ہوا پھر چند ایام کے بعد نکلا سو کہا کہ اللہ یہ ہوا ہے ساتھ ہر چیز کے اور ہر چیز میں ہے اور نہیں خالی ہے اس سے کوئی چیز اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے کہا کہ کلام جہم کا صفت ہے بغیر معنی کے اور عمارت ہے بغیر بنیاد کے اور کسی نے اس کو کبھی اہل علم میں نہیں شمار کیا اور سوال کیا گیا اس مرد سے جو دخول سے پہلے طلاق دے کہا جہم نے کہ اس کی عورت عدت بیٹھے اور وارد کیا ہے بہت آثار کو سلف سے جہم کی تکفیر میں اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ قتل ہونا جہم کا اٹھائیسوں سال میں تھا اور بکیر بن معروف کی روایت میں ہے کہ میں نے مسلم بن احوز کو دیکھا کہ اس نے جہم کی گردن کاٹی سو جہم کا منہ سیاہ ہو گیا اور کہا ابن حزم نے کتاب الملل والنحل میں کہ جو فرقے کہ اسلام کے ساتھ قائل ہیں وہ پانچ ہیں اہل سنت پھر معتزلہ اور ان میں سے ہیں قدریہ پھر مرجیہ اور ان میں سے ہیں جہمیہ اور کرامیہ پھر رافضیہ اور ان میں سے شیعہ پھر خوارج اور ان میں سے ہیں ازارقہ اور باضیہ پھر وہ بہت فرقے ہوئے ہیں سو اکثر اہل سنت کا اختلاف فروع میں ہے اور اعتقاد میں نہایت تھوڑا ہے اور بہر حال جو باقی ہیں سو ان کے مقالات میں وہ چیز ہے جو اہل سنت کے مخالف ہے بعید اور قریب سو قریب تر فرقہ مرجیہ کا وہ شخص ہے جس نے کہا کہ ایمان فقط تصدیق قلبی اور زبانی کا نام ہے اور عبادت ایمان سے نہیں اور بعید تر فرقہ جہمیہ ہیں جو قائل ہیں کہ ایمان عقد دل کا ہے فقط اگرچہ ظاہر کرے کفر کو اپنی زبان سے اور عبادت کرے بت کی بغیر تقیہ کے اور کرامیہ قائل ہیں کہ ایمان فقط زبانی اقرار کا نام ہے اگرچہ دل میں کافر ہو اور عمدہ کلام مرجیہ کا ایمان اور کفر میں ہے سو جو قائل ہے کہ عبادت ایمان میں سے ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور نہیں کافر ہوتا مسلمان گناہ کرنے سے اور نہیں قائل ہے کہ وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا تو وہ مرجی نہیں اگرچہ باقی باتوں میں ان کے موافق ہو

اور عمدہ کلام معتزلہ کا وعد اور وعید اور قدر میں ہے سو جو قائل ہے کہ قرآن مخلوق نہیں اور ثابت کرتا ہے تقدیر کو اور اللہ کے دیدار کو قیامت میں اور ثابت کرتا ہے اس کی صفات کو جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والا اس کے ساتھ ایمان سے خارج نہیں ہوتا تو وہ معتزلہ میں سے نہیں اگرچہ اور باتوں میں ان کے موافق ہو اور جہمیہ اور معتزلوں نے تعطیل میں مبالغہ کیا ہے اور رافضیوں نے تشبیہ میں یہاں تک کہ انہوں نے اللہ کو خلق کے ساتھ تشبیہ دی ہے اللہ تعالیٰ پاک بلند ہے ان کے قول سے بہت بلند ہونا اور کہا جہمیہ نے کہ آدمی کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور کہا قدریہ نے کہ آدمی اپنے فعل کا آپ خالق ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلٰى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

جو آیا ہے بیچ بلانے حضرت ﷺ کے اپنی امت کو اللہ کی توحید کی طرف بابرکت ہیں نام اس کے اور بلند ہے عظمت اس کی۔

فائدہ: مراد ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے گواہی دینی ہے اس کی کہ وہ اللہ ایک ہے اور یہی ہے وہ توحید جس کا نام بعض غالی صوفیوں نے توحید عامہ رکھا ہے اور دونوں گروہوں نے توحید کی تفسیر میں نئی بات نکالی ہے ایک تفسیر معتزلہ کی ہے کما تقدم دوسری توحید غالی صوفیوں کی ہے اس واسطے کہ جب ان کے بڑوں نے کلام کیا بیچ مسئلے محو اور فنا کے اور ان کی مراد اس سے مبالغہ کرنا تھا رضا اور تسلیم میں اور امر کی تفویض میں تو مبالغہ کیا بعض نے یہاں تک کہ مرجیہ کے مشابہ ہوئے بیچ نفی کرنے نسبت فعل کے طرف بندے کے اور اس نے نوبت پہنچائی طرف اس کی کہ بعض نے گنہگاروں کو معذور ٹھہرایا پھر بعض غالی یہاں تک بڑھے کہ انہوں نے کافروں کو بھی معذور ٹھہرایا پھر بعض غالی یہاں تک بڑھ گئے کہ انہوں نے گمان کیا کہ توحید کے معنی اعتقاد کرنا وحدۃ الوجود کا ہے یعنی خالق اور مخلوق کا وجود ایک ہے اور سب اللہ ہی اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی چیز عالم میں نہیں خالق ہو یا مخلوق اور بڑا ہوا یہ معاملہ یہاں تک کہ بہت اہل علم بدظن ہوئے صوفیوں کے اکابر سے اور اللہ کی پناہ ان کو اس سے اور میں نے شیخ طائفہ جنید کی کلام کو پہلے بیان کیا ہے اور وہ نہایت خوب اور مختصر ہے۔ (فتح)

٦٨٢٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ.

۶۸۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔

٦٨٢٤۔ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ

۶۸۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلٰى نَحْوِ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ إِلٰى أَنْ يُّوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فَإِذَا عَرَفُوْا ذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِيْ أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فَقِيْرِهِمْ فَإِذَا أَقَرُّوْا بِذٰلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ.

حضرت ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ البتہ تو اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود سو چاہیے کہ تو ان کو پہلے پہل بلائے اس طرف کہ اللہ کو ایک جانیں یعنی گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں سو جب اس کو پہچان لیں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر ہر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو جب وہ نماز پڑھنا قبول کریں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے ان کے مال میں کہ ان کے مالدار سے لی جائے اور ان کے محتاج کو پھیر کر دی جائے سو جب وہ اس کا اقرار کریں تو ان سے زکوۃ لینا اور بچنا لوگوں کے عمدہ مال سے یعنی زکوۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم کے نہ لینا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلانا اور جب اللہ کو پہچانیں الخ اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے اس کا کہ اول واجب اللہ کی معرفت ہے یعنی اللہ کو پہچاننا یہ قول امام الحرمین کا ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے لانا کسی چیز مامور کا بقصد بجا لانے کے اور نہ باز رہنا کسی منع کی ہوئی چیز سے مگر بعد پہچاننے آمر اور ناہی یعنی حکم کرنے والے اور منع کرنے والے کے اور اعتراض کیا گیا ہے اس پر ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے معرفت مگر ساتھ نظر اور استدلال کے اور وہ مقدمہ ہے واجب کا سو ہوگا واجب سو اول واجب استدلال کرنا ہوگا اور یہی مذہب ہے ایک گروہ کا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نظر میں کئی اجزا ہوتے ہیں کہ بعض بعض پر مرتب ہوتے ہیں سو ہوگی اول واجب ایک جز نظر کی اور میں نے کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے جس نے منہ پھیرا ہے اصل اس مسئلے سے اور تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ اور ساتھ حدیث کے كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ اس واسطے کہ ظاہر آیت اور حدیث کا یہ ہے کہ معرفت حاصل ہے ساتھ اصل فطرت کے اور اس سے خارج ہونا عارض ہوتا ہے شخص پر واسطے قول حضرت ﷺ کے سو اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں اور نصرانی

کرتے ہیں اور ابو جعفر سمنانی اس کے ساتھ قائل ہوا ہے اور وہ رئیس ہے اشاعرہ کا اور کہا اس نے کہ یہ مسئلہ معتزلوں کا ہے اشعری کی کتابوں میں باقی رہا اور تفریع کی اس پر کہ واجب ہے ہر ایک پر معرفت اللہ کی ساتھ دلیلوں کے جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور نہیں کفایت کرتی ہے اس میں تقلید یعنی دوسرے آدمی سے سن کر اس کی تقلید سے اللہ کے وجود کو ثابت کرنا اور اس کو وحدہ لاشریک جاننا کافی نہیں اور مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ خود دلیلوں سے اللہ کے وجود کو ثابت نہ کرے اور بعض نے کہا کہ دلائل میں نظر کرنا حرام ہے اور بعض نے کہا کہ موقوف ہے صحیح ہونا ایمان ہر ایک کے کا اوپر پہچاننے دلیلوں کے علم کلام سے یہ قول منسوب ہے طرف ابو اسحاق اسفرائینی کی اور کہا غزالی نے کہ زیادتی کی ہے ایک گروہ نے سو انہوں نے کافر ٹھہرایا ہے عام مسلمانوں کو اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ جو نہ پہچانے عقائد شرعیہ کو ساتھ ادلہ کے جن کو انہوں نے تحریر کیا تو وہ کافر ہے سو انہوں نے اللہ کی فراخ رحمت کو تنگ کیا ہے اور ٹھہرایا ہے انہوں نے بہشت کو خاص ساتھ نہایت تھوڑے گروہ کے متکلمین سے اور ذکر کیا ہے مانند اس کی ابوالمظفر سمعانی نے اور طول کیا ہے اس نے رد میں اس کے قائل پر اور نقل کیا ہے اکثر ائمہ فتویٰ سے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ تکلیف دی جائے عوام کو واسطے اعتقاد کرنے اصول کے سمیت ان کی دلیلوں کے اس واسطے کہ اس میں وہ مشقت ہے جو اشد ہے مشقت سے بیچ سیکھنے فروع فقیہ کے اور کہا قرطبی نے مفہم میں بیچ شرح حدیث ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصم کے کہ یہ شخص وہ ہے جو قصد کرتا ہے ساتھ جھگڑنے کے دفع کرنا حق کے کا اور رد کرنا اس کا ساتھ وجوہ فاسدہ کے اور شبہ وہم پیدا کرنے والے کے اور اشد اس سے جھگڑنا ہے دین کے اصول میں جیسا کہ واقع ہوتا ہے اکثر متکلمین کے واسطے جو منہ پھیرنے والے ہیں ان راہوں سے جن کی طرف کتاب اور سنت نے راہ دکھلائی ہے اور رجوع کرنے والے ہیں طرف طرق مبتدعہ کی اور قوانین جدمیہ کی اور امور صناعیہ کی کہ مدار اکثر ان کے کی اوپر آراء سوفسطائی کے ہے یا مناقضات لفظی کے کہ پیدا ہوتا ہے اس کے سبب سے اس میں مشروع کرنے والے پر شبہ کہ اکثر اوقات عاجز ہوتا ہے اس کے حل کرنے سے اور پیدا ہوتے ہیں شکوک کہ جاتا رہتا ہے ساتھ ان کے ایمان اور ان میں خوب جواب دینے والا وہ ہے جو بہت جھگڑنے والا ہو سو بہت جاننے والے شبہ کے فساد کو نہیں قوی ہوتے اس کے حل کرنے پر اور بعض اس سے خلاصی پانے والے نہیں پاتے ہیں ان کے علم کی حقیقت کو پھر انہوں نے ارتکاب کیا ہے کئی قسم محال کا کہ نہیں راضی ہوتے اس سے بے وقوف اور لڑکے جب کہ انہوں نے بحث کی تحیز جواہر اور الوان اور احوال سے سو شروع کیا انہوں نے اس چیز میں کہ بند ہے اس سے سلف صالح کیفیت تعلق صفات اللہ کے سے اور گننے ان کے سے اور متحد ہونے ان کے سے اپنے نفس میں اور کیا وہ ذات عین ہیں یا غیر اور کلام میں کہ کیا وہ متحد ہے یا منقسم اور کیا وہ منقسم ہے ساتھ وصف کے یا نوع کے اور کس طرح تعلق پکڑا ہے ازل میں ساتھ مامور کے باوجود ہونے ان کے حادث پھر جب مامور منعدم ہو جائے تو کیا باقی رہتا ہے تعلق اور کیا

امر زید کے واسطے ساتھ نماز کے مثلا وہ نفس امر ہے واسطے عمرو کے اور ساتھ زکوۃ وغیرہ کے جو انہوں نے نیا نکالا ہے جس کے ساتھ شارع نے حکم نہیں کیا اور چپ رہے اس سے اصحاب اور جو ان کی راہ چلا بلکہ منع کیا انہوں نے بحث کرنے سے بیچ اس کے واسطے جاننے ان کے کہ یہ بحث ہے اس چیز کی کیفیت سے جس کی کیفیت عقل سے معلوم نہیں ہوتی اس واسطے کہ عقل کی ایک حد ہے کہ وہاں کھڑی ہو جاتی ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور نہیں فرق ہے درمیان بحث کے ذات کی کیفیت سے اور صفات کی کیفیت سے اور جو توقف کرے اللہ میں تو چاہیے کہ جانے کہ جب وہ محروم ہے اپنے نفس کی کیفیت سے مع موجود ہونے اس کے کے اور کیفیت ادراک اس چیز کے سے جس کو ادراک کرتا ہے تو وہ اس کے سوائے اور چیز کے ادراک سے بطریق اولیٰ عاجز ہوگا اور عالم کے علم کی غایت یہ ہے کہ یقین کرے کہ ان مصنوعی چیزوں یعنی مخلوق کا کوئی خالق ہے پاک ہے مثل سے پاک ہے نظیر سے متصف ہے ساتھ صفات کمال کے پھر جب ثابت ہو اس سے نقل ساتھ کسی چیز اس کی اوصاف اور اسماء سے تو اس کو ہم قبول کریں گے اور اس پر اعتقاد کریں گے اور چپ رہیں گے اس سے جو سوائے اس کے ہے جیسا کہ وہ طریق ہے سلف کا اور جو اس کے سوائے ہے اس کا صاحب زلل سے نہیں بچتا اور قطع کیا ہے بعض اماموں نے کہ نہیں بحث کی اصحاب نے جوہر میں اور نہ عرض میں اور جو اس کے متعلق ہے متکلمین کی بحثوں سے سو جس نے ان کے طریق سے منہ پھیرا وہ گمراہ ہوا اور علم کلام نے بہت لوگوں کو شک میں ڈالا ہے اور بعض کو الحاد کی طرف پہنچایا اور بعض عبادت سے رہ گئے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے شارع ﷺ کے نصوص سے منہ پھیرا اور امور کے حقائق کو اس کے غیر سے طلب کیا اور نہیں ہے عقل کی قوت میں وہ چیز جو پائے اس کو جو نصوص شارع ﷺ میں ہے حکم سے کہ اختیار کیا ہے اس کو شارع نے اور متکلمین کے بہت اماموں نے اپنے طریق سے رجوع کیا یہاں تک کہ امام الحرمین سے آیا ہے کہ میں بڑے سمندر میں سوار ہوا اور غوطہ مارا میں نے ہر چیز میں جس سے اہل علم نے منع کیا بیچ طلب کرنے حق کے واسطے بھاگنے کے تقلید سے اور اب میں نے رجوع کیا اور اعتقاد کیا ساتھ مذہب سلف کے اور کہا بعض نے کہ جو نہ پہچانے اللہ کو ساتھ ان طریقوں کے کہ مرتب کیا ہے انہوں نے اس کو تو نہیں صحیح ہے ایمان اس کا اور قائل اس کا کافر ہے اس واسطے کہ داخل ہوتے ہیں اس کی کلام کے عموم میں سلف صالح اصحاب اور تابعین سے اور اس کا فساد دین سے معلوم ہے ساتھ ہدایت کے اور بعض نے کہا کہ جو قائل ہے کہ طریق سلف کا اسلم ہے اور طریق خلف کا احکم ہے تو یہ قول اس کا مستقیم نہیں اس واسطے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ طریقہ سلف کا مجرد ایمان لانا ہے ساتھ الفاظ قرآن کے اور حدیث کے بغیر سمجھنے کے اس میں اور طریقہ خلف کا نکالنا معانی کا ہے نصوص سے جو مصروف ہیں اپنے حقائق سے ساتھ انواع مجاز کے سو جمع کیا ہے اس قائل نے درمیان جہل کے طریقہ سلف سے کا اور دعویٰ کے بیچ طریقے خلف کے اور نہیں امر جس طرح گمان کیا اس نے بلکہ سلف بیچ نہایت معرفت کے تھے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے

اور بیچ نہایت تعظیم اس کی کے اور جھکنے کے واسطے امر اس کے اور ماننے کے واسطے مراد اس کی کے اور جو خلف کے طریقے پر چلے اس کو اعتماد نہیں کہ جو اس نے تاویل کی وہی مراد ہے اور نہیں ممکن ہے اس کو قطع کرنا ساتھ صحت تاویل اپنی کے اور بعض نے کہا کہ جو قائل ہے کہ مذہب خلف کا احکم ہے تو یہ نسبت رد کرنے کی ہے اس شخص پر جو نہیں ثابت کرتا پیغمبری کو سو جو چاہے کہ اس کو حق کی طرف بلائے وہ محتاج ہے اس کی طرف کہ اس پر دلائل کو قائم کرے یہاں تک کہ مسلمان ہو یا ہلاک ہو برخلاف ایمان دار کے کہ اس کو اصل ایمان لانے میں اس کی حاجت نہیں اور نہیں سبب اول کا مگر ٹھہرانا اصل کا عدم ایمان پس لازم آتا ہے واجب کرنا استدلال کا جو پہنچانے والا ہے طرف معرفت کے نہیں تو طریق سلف کا سہل ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے جس نے استدلال کو واجب کیا ہے ساتھ اتفاق کرنے علماء کے اوپر مذمت تقلید کے اور ذکر کیا آیتوں اور حدیثوں کو جو تقلید کی مذمت میں وارد ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تقلید مذموم یعنی بری تقلید پکڑنا ہے غیر کے قول کا بغیر حجت کے اور نہیں ہے اس قبیل سے حکم رسول کا اس واسطے کہ اللہ نے رسول کی تابعداری کو واجب کیا ہے ہر چیز میں کہ فرمائی اور نہیں عمل کرنا اس چیز میں کہ حکم کیا ساتھ اس کے رسول نے یا منع کیا اس سے داخل تحت تقلید مذموم کے یعنی حضرت ﷺ کے حکم کو ماننا تقلید مذموم میں بالاتفاق داخل نہیں اور بعض نے کہا کہ تقلید کے معنی ہیں ماننا غیر کے قول کو بغیر حجت کے اور جس پر قائم ہو حجت ساتھ ثبوت نبوت کے یہاں تک کہ اس کو اس کا یقین حاصل ہو گیا سو وہ جس چیز کو حضرت ﷺ سے سنے گا وہ چیز اس کے نزدیک قطعی سچ ہو گی سو جب اس نے اس کے ساتھ اعتقاد کیا تو وہ مقلد نہ ہو گا اس واسطے کہ اس نے غیر کے قول کو بغیر حجت کے نہیں لیا یعنی بلکہ قائم ہوئی اس پر حجت ساتھ ثبوت نبوت حضرت ﷺ کے اور یہ سند ہے سب سلف کی بیچ لینے کے ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہوئی نزدیک ان کے آیات قرآن اور احادیث رسول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس باب کے سو وہ محکم کے ساتھ ایمان لائے اور متشابہ کو اللہ کے سپرد کیا اور بعض نے کہا کہ مطلوب ہر ایک سے تصدیق جزمی ہے کہ نہ شک رہے باوجود اس کے ساتھ وجود اللہ کے اور ایمان کے ساتھ پیغمبروں اس کے کے اور ساتھ اس چیز کے کہ وہ لائے جس طرح کہ حاصل ہو اور جس طریق سے کہ اس کی طرف پہنچا جائے اگرچہ تقلید محض سے ہو جب کہ سلامت ہو پھسلنے سے کہا قرطبی نے کہ اسی پر ہیں امام فتویٰ دینے والے اور جو ان سے پہلے ہیں سلف سے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے اصل فطرت سے اور ساتھ اس چیز کے کہ متواتر ہے حضرت ﷺ سے پھر اصحاب سے کہ انہوں نے حکم کیا ساتھ اسلام ان لوگوں کے جو مسلمان ہوئے جاہل گنواروں سے ان لوگوں میں سے جو بت پرست تھے سو قبول کیا انہوں نے ان سے شہادتین کے اقرار کو اور التزام احکام اسلام کو بغیر لازم کرنے کے ساتھ سیکھنے ادلہ کے اگرچہ بہت ان میں سے اسلام لائے تھے واسطے وجود کسی دلیل کے لیکن بہت ان میں سے اسلام لائے تھے طوعًا بغیر تقدم استدلال کے بلکہ ساتھ مجرد اس بات کے کہ تھے نزدیک ان کے

اخبار اہل کتاب سے کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور مخالفوں پر غالب ہوگا سو جب ان کے واسطے محمد ﷺ میں علامتیں ظاہر ہوئیں تو انہوں نے اسلام کی طرف جلدی کی اور ہر بات میں حضرت ﷺ کی تصدیق کی نماز اور زکوۃ وغیرہ سے اور کہا ابوالمظفر بن سمعانی نے کہ عقل نہیں واجب کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے کسی چیز کو اور نہیں حصہ اس کو کسی چیز میں اس سے اور اگر نہ وارد ہو شرع ساتھ حکم کے تو نہ واجب ہو کسی پر کچھ چیز واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ یعنی ہم نہیں عذاب کرنے والے کسی کو یہاں تک کہ ہم پیغمبر بھیجیں اور واسطے دلیل اس آیت کے ﴿لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ یعنی تا کہ نہ ہو واسطے لوگوں کے حجت اللہ پر بعد پیغمبروں کے اور سوائے اس کے آیتوں سے سو گمان کرے کہ پیغمبروں کی دعوت تو صرف فروعات کے بیان کرنے کے واسطے تھی تو اس کو لازم آتا ہے کہ کہے کہ اللہ کی طرف بلانے والی صرف عقل ہی ہے پیغمبر کی حاجت نہیں اور لازم آتا ہے اس کو کہ کہے کہ پیغمبر کا ہونا اور نہ ہونا بہ نسبت دعوت الی اللہ کے برابر ہے اور کافی ہے یہ گمراہی اور ہم نہیں انکار کرتے اس سے کہ عقل راہ دکھلاتی ہے طرف توحید کی لیکن ہم کو اس سے انکار ہے کہ عقل کسی چیز کے واجب کرنے میں مستقل ہو بغیر پیغمبر کے یہاں تک کہ نہ صحیح ہو اسلام مگر اس کے طریق سے باوجود قطع نظر کے سمعی دلائل سے یعنی قرآن اور حدیث سے اس واسطے کہ یہ خلاف ہے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر قرآن کی آیتیں اور احادیث صحیحہ جو متواتر ہیں اگرچہ معنی کے طریق سے ہو اور اگر ہوتا جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو البتہ باطل ہو جاتے وہ دلائل جو سمعی ہیں جن میں عقل کو مجال نہیں سب یا اکثر بلکہ واجب ہے ایمان ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو سمعی دلائل سے سو اگر ان کو ہم سمجھ لیں تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے نہیں تو کفایت کریں گے ہم ساتھ اعتقاد حقیقت اس کی کے موافق مراد اللہ تعالیٰ کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جب کافر کلمہ شہادت کے ساتھ اقرار کرے تو اس پر اسلام کا حکم جاری کیا جائے یعنی اس کو مسلمان کہا جائے اگرچہ اس وقت کسی حکم اسلام کو بجا نہ لایا ہو اس واسطے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانے کو لازم ہے تصدیق کرنا ساتھ اس چیز کے کہ دونوں سے ثابت ہو اور اس کا التزام کرنا سو حاصل ہوتا ہے یہ اس کے واسطے جو دونوں شہادتوں کی تصدیق کرے اور جو بعض بدعتیوں سے بعض چیز کا انکار واقع ہوا ہے تو یہ نہیں قادح ہے بیچ صحیح ہونے حکم ظاہری کے اس واسطے کہ اگر انکار تاویل کے ساتھ ہو تو ظاہر ہے اور اگر عناد سے ہو تو اسلام کے صحیح ہونے میں قادح ہے سو جاری ہوں گے اس پر احکام مرتد وغیرہ کے اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور واجب ہونا عمل کا ساتھ اس کے اور تعقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی خبر کو قرینہ حاوی ہے کہ وہ نزول وحی کے زمانے میں ہے سو نہ برابر ہوگی ساتھ اور اخبار احاد کے اور اس میں ہے کہ جب کافر اسلام کے کسی رکن کو سچ جانے اور اس کے ساتھ اعتقاد کرے جیسے نماز کو مثلاً تو وہ اس کے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے اور مبالغہ کیا ہے جس نے کہا کہ جس چیز کے انکار سے مسلمان کافر ہو

جائے اس کے اعتقاد کرنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اور پہلا قول راجح تر ہے اور جزم کیا ہے اس کے ساتھ جمہور نے اور یہ حکم اعتقاد میں ہے اور بہر حال فعل میں جیسے اگر نماز پڑھی تو نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اس کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ منع کے اس واسطے کہ فعل میں عموم نہیں پس داخل ہوتا ہے اس میں احتمال عبث اور استہزاء کا اور اس سے ثابت ہوا کہ واجب ہے لینا زکوۃ کا اس شخص سے جس پر واجب ہو اور جو اس سے باز رہے اس سے قہر اور جبر کے ساتھ زکوۃ لینا اگر چہ اس سے منکر نہ ہو اور اگر باوجود باز رہنے کے زکوۃ دینے سے شوکت والا ہو تو اس کے ساتھ لڑائی کی جائے زکوۃ کے نہ دینے پر اور نہیں تو اگر اس کی تعزیر ممکن ہو تو اس کو تعزیر دی جائے جو اس کے لائق ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے تعزیر بالمال میں حدیث بہز بن حکیم کی مرفوع کہ جو زکوۃ نہ دے تو ہم اس کو اس سے جبرا لیں گے اور آدھا مال اس کا تاوان ہے اس پر اللہ کے تاوان سے، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور جس نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس پر عمل نہیں کیا تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ جس حکم پر وہ دلالت کرتی ہے وہ منسوخ ہے اول یہ حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا تھا اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ تعزیر بالمال کا ابتدا میں ہونا معروف نہیں ہے تا کہ دعویٰ نسخ کا تمام ہو اور اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے نسخ مگر اس کی شرط سے جیسے معرفت تاریخ کی اور اس کی تاریخ معلوم نہیں اور اعتماد کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بہز کے ضعیف ہونے پر یعنی یہ حدیث بہز کی ضعیف ہے اور یہ جواب اس کا خوب نہیں اس واسطے کہ وہ جمہور کے نزدیک ثقہ ہے مگر شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ نہیں سو جو شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہو اس کو یہ کافی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اتفاق کیا ہے سب شہروں کے علماء نے او پر ترک کرنے عمل کے ساتھ اس کے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ اس کا کوئی معارض ہے جو اس سے راجح ہے اور جو اس کے ساتھ قائل ہے وہ نہایت قلیل ہے اور نیز باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو زکوۃ کو قبض کرے وہ امام ہے یا جو اس کے قائم مقام ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس کے بعد اس پر کہ جائز ہے باطنی مال والوں کے واسطے مباشرت اخراج کی یعنی جس کے پاس چاندی سونا ہو وہ خود زکوۃ ادا کرے جس کو چاہے دے امام کی طرف پہنچانا واجب نہیں اور قلیل ہے جو قائل ہے کہ واجب ہے دفع کرنا زکوۃ کا امام کی طرف اور یہ ایک روایت ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور قدیم قول میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ (فتح)

٦٨٢٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا

٦٨٢٥۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے اللہ کا بندوں پر؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا یہ کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا

حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا أَتَدْرِيْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

ہے حق بندوں کا اللہ پر؟ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا یہ کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا اس باب میں حضرت ﷺ کے اس قول سے ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں کہ یہی مراد ہے ساتھ توحید کے کہا ابن تین نے کہ مراد قول حضرت ﷺ کے سے حق العباد علی اللہ وہ حق ہے جو معلوم ہوا ہے شرع کی جہت سے نہ عقل کے واجب کرنے سے سو مانند واجب کی ہے بیچ تحقق واقع ہونے اس کے یا وہ بطور مشاکلت کے ہے۔ (فتح)

٦٨٢٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ زَادَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٢٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کو سنا کہ سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اس کو پھر پڑھتا ہے سو جب اس نے صبح کی تو حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ سے یہ ذکر کیا اور گویا کہ وہ اس کو کم گمان کرتا تھا یعنی صرف اس کا اسی چھوٹی سورت کو پڑھنا سوائے اور قرآن کے کم جانتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بے شک وہ سورت یعنی قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے زیادہ کیا ہے اسماعیلی نے، الخ یعنی اس سند میں ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ کے درمیان قتادہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ اس واسطے کہ اس میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ ایک اکیلا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

٦٨٢٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِيْ هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٦٨٢٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو ایک چھوٹے لشکر پر سردار بنا کر بھیجا سو وہ اپنے ساتھیوں کے واسطے ان کی نماز میں قرآن پڑھتا تھا پھر قرأت

حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِيْ حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهٖ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ.

کو سورۂ قل ھو اللہ احد کے ساتھ ختم کرتا تھا یعنی ان کی امامت کرتا تھا اور ہر رکعت میں دو دو سورتوں کو جوڑ کر پڑھتا تھا سو جب وہ سفر سے پھرے تو انہوں نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ وہ یہ کام کس واسطے کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا اس واسطے کہ وہ اللہ کی صفت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو پڑھوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خبر دار کر دو کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ اول سوائے اس کے کوئی اور سورہ پڑھتا تھا پھر اس کو پڑھتا تھا اور اسی طرح ہر رکعت میں کرتا تھا اور یہی ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ اپنی اخیر قراءت کو اس کے ساتھ ختم کرتا تھا سو خاص ہوگا یہ ساتھ اخیر رکعت کے اور پہلی توجیہ پر سو لیا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے جمع کرنا دو سورتوں کا ایک رکعت میں اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کی صفت ہے تو کہا ابن تین نے کہ یہ اس نے اس واسطے کہا کہ اس میں اللہ کے نام اور اس کی صفات ہیں اور اس کے نام مشتق ہیں اس کی صفات سے اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو اس کو اس نے کسی سند سے کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا ہو ساتھ نص کے یا استنباط کے اور البتہ روایت کی بیہقی نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہود حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے واسطے اپنے رب کی تعریف کر جس کی تو بندگی کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے سورۂ اخلاص اتاری سو فرمایا کہ یہ تعریف ہے میرے رب کی اور روایت کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور صحیح کہا ہے حاکم نے اور اس میں زیادہ ہے کہ کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی مگر کہ مر جائے گی اور نہیں کوئی چیز جو مر جائے مگر کہ وارث کی جاتی ہے یعنی اس کا کوئی وارث ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ مرتا ہے اور نہ کوئی اس کا وارث ہوتا ہے اور نہیں کوئی اس کے برابر نہ مشابہ اور نہیں مثل اس کی کوئی چیز اور باب کی حدیث میں حجت ہے اس کے واسطے جو ثابت رکھتا ہے کہ اللہ کے واسطے صفت ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اکیلا اور تنہا ہوا ہے ابن حزم رحمہ اللہ علیہ سو کہا اس نے کہ یہ لفظ ہے کہ اصطلاح باندھی ہے اس پر اہل کلام نے معتزلہ سے اور نہیں ثابت ہوئی حضرت ﷺ سے اور

نہ کسی آپ کے صحابی سے اور اگر باب کی حدیث سے اعتراض کریں تو وہ ضعیف ہے اور بر تقدیر صحت اس کی کے سو قل ھو اللہ احد صفت ہے رحمٰن کی جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور زیادہ کیا جائے گا اس پر برخلاف اس صفت کے کہ اس کو بولتے ہیں اس واسطے کہ وہ عرب کی لغت میں نہیں بولی جاتی مگر جوہر یا عرض پر اور یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے اور نہیں التفات کیا جاتا طرف قول ابن حزم رحمہ اللہ کے اس کے ضعیف کہنے میں اور اس کا کلام اخیر بھی مردود ہے اس واسطے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اسمائے حسنیٰ ثابت ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ یعنی اللہ ہی کے واسطے ہیں سب نام نیک سو پکارو اس کو ساتھ ان کے اور کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کہ ذکر کیا چند ناموں کو سورۂ حشر کے اخیر میں لہ الاسماء الحسنٰی اور جو نام اللہ کے کہ اس میں مذکور ہیں وہ عرب کی بولی میں صفات ہیں سو اس کے ناموں کے ثابت کرنے میں اس کی صفتوں کا ثابت کرنا ہے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وحی ہے مثلاً تو البتہ وصف کیا گیا ساتھ اس صفت کے جو زائد ہے ذات سے اور وہ صفت زندگی کی ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ واجب ہوتا اقتصار کرنا اس چیز پر کہ خبر دی ذات کے وجود سے اور دوسری آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ وصف کرنا اس کا ساتھ صفت کمال کے مشروع ہوئے اور البتہ تقسیم کیا ہے بیہقی نے اور اہل سنت کی ایک جماعت نے اللہ کے تمام ناموں کو جو قرآن اور صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں دو قسم پر ایک قسم دونوں سے صفتیں ذات کی ہیں اور وہ صفتیں وہ ہیں کہ مستحق ہے ان کا ازل میں اور دوسری قسم اس کے فعل کی صفتیں ہیں اور وہ وہ ہیں کہ مستحق ہے ان کا ابد میں نہ ازل میں اور نہیں جائز ہے وصف کرنا اس کو مگر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کتاب اور سنت صحیح ثابتہ یا اجماع کیا گیا ہے اوپر اس کے پھر بعض صفتیں ان میں سے وہ ہیں کہ قرین ہے ساتھ اس کے دلالت عقل کی مانند حیاۃ اور قدرت اور علم اور ارادے اور سمع اور بصر اور کلام کی اس کی ذات کی صفتوں سے اور مانند خلق اور رزق اور زندہ کرنے اور مارنے اور عفو اور عقوبت کی فعل کی صفتوں سے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ثابت ہوئے ہیں ساتھ نص کتاب اور سنت کے مانند ہاتھ اور منہ اور آنکھ کی ذات کی صفتوں اور مانند استواء اور نزول اور آنے کی اس کے فعل کی صفتوں سے سو جائز ہے ثابت کرنا ان صفتوں کا اس کے واسطے اس واسطے کہ ثابت ہوئی ہے خبر ساتھ ان کے ایسی وجہ سے کہ دور کرے اس سے تشبیہ کو سو جو اس کی ذات کی صفتیں ہیں وہ ہمیشہ ازل میں اس کی ذات میں موجود ہیں اور ابد میں بھی اس کی ذات میں موجود رہیں گی اور اس کے فعل کی صفتیں اس سے ثابت ہیں اور نہیں محتاج ہے اللہ پاک فعل میں طرف مباشرت کی کہ ہاتھوں سے کرنا پڑے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امر اس کا جب کہ کسی چیز کا ارادہ کرے یہ ہے کہ کہتا ہے اس کو ہو جا سو ہو جاتا ہے اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے قل ھو اللہ دو اسموں پر جو بغل گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو اور وہ احد اور صمد ہے اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتی ہیں اوپر تنہا ہونے ذات مقدس کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ واحد میں اصل عدد کا اثبات ہے

اور ماسوا کی نفی نہیں اور احد ثابت کرتا ہے اپنے مدلول کو اور تعرض کرتا ہے واسطے نفی ماسوائے کے اور استعمال کرتے ہیں اس کو نفی میں پس احد اللہ کے ناموں میں مشعر ہے ساتھ وجود اس کے جو خاص ہے اور میں اس کا کوئی شریک نہیں اور بہر حال صمد سو وہ بغل گیر ہے تمام اوصاف کمال کو اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں وہ شخص کہ انتہا کو پہنچی ہے بادشاہی اس کی اس طرح سے کہ سب حاجتوں میں اس کی طرف رجوع کیا جائے اور نہیں تمام ہوتا ہے یہ حقیقۃً مگر اللہ کے واسطے اور یہ جو کہا اس واسطے کہ وہ رحمٰن کی صفت ہے تو احتمال ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ اس میں ذکر ہے رحمٰن کی صفت کا اور احتمال ہے کہ اس کی مراد اور کچھ ہو لیکن نہیں خاص ہے یہ ساتھ اس سورت کے لیکن تخصیص اس کی ساتھ اس کے شاید اس وجہ سے ہے کہ اس میں اللہ کی صفتوں کے سوائے اور کچھ نہیں سو خاص کی گئی وہ ساتھ اس کے سوائے غیر اس کے اور یہ جو کہا کہ اس کو خبر دو کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے تو کہا ابن دقیق العید نے احتمال ہے کہ ہو محبت رکھنا اس کا اس سورۃ سے سبب محبت رکھنے اللہ کے کا اس سے اور احتمال ہے کہ ہو اس چیز کے واسطے جس پر اس کا کلام دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ محبت اس کی واسطے ذکر صفات رب کے دلالت کرتی ہے اوپر صحیح ہونے اس کے اعتقاد کے اور کہا مازری وغیرہ نے کہ محبت اللہ کے بندوں سے ارادہ کرنا اس کا ہے ان کے ثواب دینے کا اور بعض نے کہا کہ وہ نفس ثواب ہے اور کہا ابن تین نے کہ مخلوق کی اللہ سے محبت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ ان کو نفع دے اور کہا قرطبی نے مفہم میں اللہ کا بندے سے محبت رکھنا قریب کرنا ہے اس کو اپنی طرف اور اس کا اکرام کرنا ہے اور نہیں ہے میل اور نہ غرض جیسے کہ بندے کی طرف سے ہے اور نہیں محبت بندے کی رب سے نفس ارادہ بلکہ وہ ایک چیز زائد ہے اس پر اور جب صحیح ہوا فرق تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ محبوب ہے اپنے محبوں کا بنا بر حقیقت محبت کے اور کہا بیہقی نے کہ محبت اور بغض ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک صفات فعل سے ہے سو اس کی محبت کے معنی یہ ہیں کہ اس کا اکرام کرتا ہے جو اس سے محبت رکھے اور معنی اس کے بغض کے یہ ہیں کہ اس کی اہانت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾.

کہہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس کو پکارو گے بہتر ہوگا سو اس کے ہیں سب نام نیک یعنی یہ سب نام اللہ ہی کے ہیں جو کہہ کر پکارو بہتر ہے۔

٦٨٢٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَبِيْ ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ.

٦٨٢٨ـ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ رحم کرے گا اللہ اس پر جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

فائدہ: یعنی ظالم پر جو لوگوں کو ناحق ستائے خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے اللہ کی رحمت نہ ہو گی اور اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے۔

۶۸۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ رَسُوْلُ إِحْدٰى بَنَاتِهِ يَدْعُوْهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَعَادَتِ الرَّسُوْلَ أَنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدُفِعَ الصَّبِيُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

۶۸۲۹۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اچانک آپ کی ایک بیٹی کا ایلچی آپ کے پاس آیا آپ کو بلانے کو اس کے بیٹے کی طرف جو موت میں تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے آپ کو کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا مر رہا ہے آپ تشریف لائیں سو فرمایا کہ پھر جا اور اس کو خبر دے کہ بے شک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو اس کو حکم کرتا کہ صبر کرے اور ثواب چاہے تو اس نے پھر ایلچی کو بھیجا کہ وہ قسم دیتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ضرور تشریف لائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے سو لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی جیسے وہ مشک میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! یہ کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے بندوں کے دل میں ڈالا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب میں ثابت کرنا رحمت کا ہے اور وہ ذات کی صفات سے ہے سو رحمٰن وصف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے اور وہ بغل گیر ہے رحمت کے معنی کو جیسے کہ بغل گیر ہے وصف اس کی ساتھ اس کے کہ وہ عالم ہے علم کے معنی کو اور سوائے اس کے اور مراد ساتھ رحمت اس کی کے اور ارادہ فائدہ پہنچانے کا ہے اس کو کہ اس کے علم میں پہلے لکھا گیا ہے کہ وہ اس کو فائدہ پہنچائے گا اور اس کے سبب

نام رجوع کرتے ہیں ایک ذات کی طرف اگرچہ دلالت کرتا ہے ہر ایک ان میں سے ایک صفت پر اس کی صفات سے کہ خاص ہے اسم ساتھ دلالت کرنے کے اوپر اس کے اور بہرحال جو رحمت کہ اللہ نے بندوں کے دل میں ڈالی ہے تو وہ فعل کی صفات سے ہے بیان کیا اس کو ساتھ اس کے کہ اللہ نے اس کو اپنے بندوں کے دل میں پیدا کیا ہے اور وہ رقت اور نرمی کرنی ہے مرحوم پر اور اللہ تعالیٰ سبحانہ اس سے پاک ہے سو تاویل کی جائے گی اس کے ساتھ جو اس کے لائق ہے اور کہا ابن تین نے کہ رحمٰن اور رحیم مشتق ہیں رحمت سے اور بعض نے کہا کہ وہ رجوع کرتے ہیں طرف معنی ارادے کی سو اس کی رحمت ارادہ کرنا اس کا ہے کہ رحمت دے جس پر رحم کرے اور بعض نے کہا کہ دونوں اسم رجوع کرتے ہیں طرف عقاب اس شخص کی جو سزا کا مستحق ہو کہا خطابی نے کہ رحمٰن ماخوذ ہے رحمت سے مبنی ہے مبالغہ پر اور اس کے معنی ہیں صاحب بڑی رحمت کا کہ نہیں ہے کوئی نظیر اس کی بیچ اس کے پس رحمٰن صاحب رحمت شاملہ کا ہے واسطے خلق کے اور رحیم فعیل ہے ساتھ معنی فاعل کے اور وہ خاص ہے ساتھ ایمانداروں کے اللہ نے فرمایا ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمٰن اور اور رحیم دونوں اسم رقیق ہیں ایک دوسرے سے زیادہ تر نرم ہے اور اسی طرح ہے مقاتل سے اور زیادہ کیا ہے کہ رحمٰن ساتھ معنی مترحم کے ہے اور رحیم ساتھ معنی رجوع کرنے والے کے ہے کہا خطابی نے کہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ رقت اللہ کی کسی صفت میں داخل ہو اور شاید کہ مراد ساتھ اس کے لطف اور مہربانی ہے اور اس کے معنی ہیں غموض یعنی چشم پوشی نہ پتلا دبلا ہونا جو جسموں کی صفتوں سے ہے، میں کہتا ہوں اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ثابت ہیں اور شاید رقیق کے بدلے رفیق ہے ساتھ فا کے اور قوت دی ہے اس کو بیہقی نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مسلم نے روایت کی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کا پیدا کرنے والا ہے اور نرمی کو بہت پسند رکھتا ہے اور جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر نہیں دیتا پھر کہا رحمٰن خاص ہے تسمیہ میں عام ہے فعل میں اور رحیم عام ہے تسمیہ میں خاص ہے فعل میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ جو قسم کھائے ساتھ کسی نام کے اللہ کے ناموں سے مانند رحمٰن اور رحیم کے تو اس کی قسم منعقد ہو جاتی ہے **وقد تقدم فی موضعه** اور اس پر کہ کافر جب اقرار کرے ساتھ وحدانیت رحمٰن کے مثلاً تو حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اس کے اور البتہ خاص کیا ہے اس سے حلیمی نے اس نام کو جس کے ساتھ اشتراک واقع ہو جیسا کہ طبعی علم والا کہے **لا الله الا المحی الممیت** تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ ایسے نام کی جس میں تاویل نہ ہو سکے اور اگر کہے جو منسوب ہے طرف تجسیم کی یہودیوں میں سے **لا اله الا الذی فی السمآء** تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان مگر یہ کہ عام لوگوں میں سے ہو تجسیم کے معنی کو نہ جانتا ہو سو کفایت کی جائے گی اس سے ساتھ اس کے جیسا کہ لونڈی کے قصے میں ہے جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مسلمان ہے اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ آسمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دے کہ وہ

مسلمان ہے اور یہ صحیح مسلم میں ہے اور یہ کہ جو کہے لا الا الا الرحمن حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے مگر یہ کہ پہچانا جائے کہ وہ عناد سے کہتا ہے یا اللہ کے سوائے اور چیز کو رحمٰن کہتا ہے کہا حلیمی نے اور اگر یہودی کہے لا الہ الا اللہ تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان یہاں تک کہ اقرار کرے ساتھ اس کے کہ لیس کمثلہ شیء اور اگر کہے بت پرست لا الہ الا اللہ اور وہ گمان کرتا ہو کہ بت اس کو اللہ کی طرف قریب کرتا ہے تو نہیں ہوتا ہے وہ مسلمان یہاں تک کہ بیزار ہو بت پوجنے سے۔

تنبیہ: ظاہر ہوتا ہے بخاری رحمہ اللہ کے تصرف سے کتاب التوحید میں کہ وہ بیان کرتا ہے حدیثوں کو جو وارد ہوئی ہیں صفات مقدسہ میں سو داخل کرتا ہے ان میں سے ہر حدیث ایک باب میں پھر تائید کرتا ہے اس کی قرآن کی آیت سے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ اخبار احاد سے نکل کر حد تواتر میں داخل ہوگئی ہیں بطریق تنزل اور تسلیم کے کہ اخبار احاد سے اعتقادیات میں حجت پڑنا جائز نہیں اور یہ کہ جس نے اس سے انکار کیا اس نے قرآن اور سنت دونوں کی مخالفت کی اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے سلام بن ابی مطیع سے اور وہ بخاری رحمہ اللہ کا استاذ الاستاذ ہے کہ اس نے بدعتیوں کو ذکر کیا سو کہا خرابی ان کو کس چیز سے انکار کرتے ہیں ان حدیثوں سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں ہے حدیث میں کوئی چیز مگر کہ قرآن میں ہے مثل اس کی یعنی سمع بصر نفس ہاتھ کلام استواء وغیرہ کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمے میں ساتھ اس آیت کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے بیچ سبب نزول اس کے کی روایت کی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پکارتے ہیں یا اللہ! یا رحمٰن! تو انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک اللہ کے پکارنے کا حکم کرتا تھا اور حالانکہ خود دو اللہ کو پکارتا ہے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک میں ہی ہوں بہت روزی دینے والا زور آور مضبوط

فائدہ: بعض روایتوں میں ان اللہ الخ ہے موافق مشہور قراءت کے اور ثابت ہو چکی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قراءت موافق روایت باب کے کہا اہل تفسیر نے بیچ موصوف ہونے اس کے ساتھ قوت کے معنی یہ ہیں کہ وہ قادر بڑی قدرت والا ہے ہر چیز پر۔

٦٨٣٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٣٠۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایذا سن کے اللہ سے زیادہ تر کوئی صبر کرنے والا اور غصے کو روکنے والا نہیں اس کے واسطے اولاد ٹھہراتے ہیں پھر بھی ان کافروں کو آرام میں رکھتا ہے اور

روزی دیتا ہے۔ وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ أَصْبَرُ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللهِ يَدْعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ان کو روزی دیتا ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ باب شامل ہے اللہ کی دو صفتوں کو ایک صفت ذات کی ہے اور دوسری صفت صفت فعل کی سو رزق دینا فعل ہے اللہ تعالیٰ کے فعل سے سو وہ اس کے فعل کی صفتوں سے ہے اس واسطے کہ رازق چاہتا ہے کہ کوئی مرزوق ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تھا اور کوئی مرزوق نہ تھا اور جو چیز کہ پہلے نہ تھی پھر پیدا ہوئی تو وہ محدث ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ موصوف ہے ساتھ اس کے کہ وہ رازق ہے اور موصوف کیا اپنی ذات کو ساتھ اس کے خلق کے پیدا کرنے سے پہلے ان معنوں سے کہ وہ روزی دے گا جب کہ پیدا کرے گا مرزوق چیزوں کو اور قوت ذات کی صفتوں میں سے ہے اور قوت ساتھ معنی قدرت کے ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ازل سے قوت اور قدرت والا ہے اس کی قدرت ازل سے موجود اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے واجب کرتی ہے اس کے واسطے حکم قدرت والوں کا اور متین کے معنی ہیں قوی اور لغت میں اس کے معنی ہیں ثابت اور صحیح اور کہا بیہقی نے کہ قوی پوری قدرت والے کو کہتے ہیں جس کی طرف کسی حال میں عجز منسوب نہ کیا جائے اور رجوع کرتے ہیں اس کے معنی طرف قدرت کی اور قادر وہ ہے جس کے واسطے قدرت شامل ہو اور قدرت اس کی ایک صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور مقتدر کہتے ہیں پوری قدرت والے کو جس پر کوئی چیز منع نہ ہو اور اس حدیث میں رد ہے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ وہ قادر ہے بنفسہ نہ ساتھ قدرت کے اس واسطے کہ قوت ساتھ معنی قدرت کے ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذُو الْقُوَّةِ﴾ اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ مراد ساتھ قول اس کے ﴿ذُو الْقُوَّةِ﴾ شدید القوت ہے اور معنی اس کے موصوف ہونے میں ساتھ قوت کے یہ ہیں کہ وہ بڑی قدرت والا ہے سو جاری ہوا اپنے طریقے پر کہ قدرت صفت نفسی ہے برخلاف قول اہل سنت کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ اس کے متعلق ہے ساتھ ہر مقدور کے اور اس کے غیر نے کہا کہ قدرت کا قدیم ہونا اور افاضہ رزق کا حادث ہونا دونوں آپس میں مخالف نہیں اس واسطے کہ حادث وہ تعلق ہے اور ہونا اللہ کا رازق مخلوق کا بعد وجود مخلوق کے نہیں مستلزم ہے تغیر کو بیچ اس کے اس واسطے کہ تغیر تعلق میں ہے اس واسطے کہ اس کی قدرت نہ تھی متعلق ساتھ دینے رزق کے یعنی ازل میں بلکہ ساتھ ہونے اس کے کہ واقع ہو گی آئندہ میں پھر جب واقع ہوا دینا رزق کا تو تعلق پکڑا قدرت نے ساتھ اس کے بغیر اس کے کہ وہ صفت نفس الامر میں متغیر ہو اسی واسطے پیدا ہوا اختلاف کہ کیا قدرت ذات کی صفتوں سے ہے یا فعل کی صفتوں سے سو جس نے نظر کی اس کی طرف کہ اس کو قدرت ہے اوپر پیدا کرنے رزق کے تو اس نے کہا کہ وہ صفت ذات کی قدیم ہے اور جس نے تعلق قدرت کی طرف نظر کی اس نے کہا کہ وہ صفت فعل کی ہے اور نہیں ہے کوئی استحالہ بیچ اس کے صفات فعلیہ اور اضافیہ میں برخلاف

صفات ذاتی کے اور حدیث میں اصبر اسم تفضیل ہے صبر سے اور اللہ کے نیک ناموں میں سے ہے صبورًا اور اس کے معنی ہیں وہ شخص جو نہ جلدی کرے نافرمانوں کی سزا میں اور وہ قریب ہے حلیم کے معنی سے اور حلیم ابلغ ہے سلامتی میں عقوبت سے اور مراد ساتھ ایذا کے ایذا اس کی پیغمبروں کی ہے اور نیک بندوں کی اس واسطے کہ مخلوق کی ایذا کا اللہ کے ساتھ متعلق ہونا محال ہے اس واسطے کہ وہ نقصان کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر نقصان سے اور نہیں تاخیر کرتا سزا کو جبرًا بلکہ تفضّل اور احسان سے اور رسولوں کو جھٹلانا بیچ نفی کرنے ان کے کے عورت اور اولاد کو اللہ سے ایذا دینا ہے ان کو سو منسوب کی گئی یہ ایذا طرف اللہ کی واسطے مبالغہ کے بیچ انکار کرنے کے اوپر ان کے اور بڑا جاننے ان کے قول کے کہا ابن منیر نے وجہ مطابقت آیت کی واسطے حدیث کے شامل ہونا اس کا ہے اوپر صفت رزق اور قوت کے جو دلالت کرنے والی ہے قدرت پر بہرحال رزق سو واضح ہے حضرت ﷺ کے قول سے کہ وہ ان کو روزی دیتا ہے اور بہرحال قوت سو حضرت کے اس قول سے ہے اصبر اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف قدرت کی ان کے ساتھ احسان کرنے پر باوجود بدی کرنے ان کے برخلاف مطیع آدمی کے کہ وہ نہیں قادر ہے احسان کرنے پر ساتھ بدی کرنے والے کے مگر جہت تکلف کرنے اس کے سے شرعًا اور سبب اس کا یہ ہے کہ خوف فوت کا باعث ہوتا ہے اس کو جلدی بدلہ لینے پر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ قادر ہے اس پر کہ بدلہ لے حال میں اور مال میں نہیں عاجز کرتی ہے اس کو کوئی چیز اور نہ اس سے فوت ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا﴾ وَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ وَ ﴿أَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ﴾ ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهٖ﴾ وَ ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ قَالَ يَحْيَى الظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ جانتا ہے غیب کو اور نہیں واقف کرتا اپنے غیب پر کسی کو اور اللہ ہی کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور اتارا اس کو اپنے علم سے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہیں جنتی مگر اس کے علم سے اور اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا یحییٰ نے کہ ظاہر ہے ہر چیز پر علم سے اور باطن ہے ہر چیز پر علم سے۔

فائدہ: پہلی دو آیتوں کا بیان تو پہلے ہو چکا ہے اور بہرحال تیسری آیت سو ظاہر دلیلوں سے ہے بیچ ثابت کرنے علم کے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور تحریف کی ہے اس کی معتزلی نے اپنے مذہب کی نصرت کے واسطے سو کہا کہ اتارا اس کو ملتبس اپنے علم خاص سے اور وہ تالیف کرنا اس کا ہے اوپر نظم اور اسلوب کے کہ عاجز ہے اس سے ہر بلیغ اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نظم عبارات کی نہیں ہے وہ نفس علم قدیم کا بلکہ وہ دلالت کرنے والی ہے اوپر اس کے اور نہیں ہے کوئی ضرورت طرف حمل کرنے کی غیر حقیقت پر جو اخبار ہے اللہ کے علم حقیقی سے اور وہ اللہ کی صفت ذاتی

ہے اور نیز معتزلی نے کہا کہ اتارا اس کو اپنے علم سے اور وہ عالم ہے سو تاویل کی اس نے علم کے ساتھ عالم کے واسطے بھاگنے کے اثبات علم سے اس کے واسطے یعنی وہ بھاگا ہے اس سے کہ اللہ کے واسطے علم ثابت نہ کرے باوجود اس کے کہ آیت اس کے ساتھ تصریح کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں گھیر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے اور پہلے گزر چکا ہے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصے میں کہ نہیں علم میرا اور تیرا اللہ کے علم کی نسبت اور بہر حال چوتھی آیت سو وہ پہلی آیت کی مثل ہے بیچ ثابت کرنے علم کے اور صریح تر ہے اور بہر حال پانچویں آیت سو کہا طبری نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سو بنا بر اس کے اس کی تقدیر یہ ہے کہ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں میں ثابت کرنا ہے اللہ کے علم کا اور وہ اللہ کی ذات کی صفات سے ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ عالم ہے بغیر علم کے پھر جب ثابت ہوا کہ اس کا علم قدیم ہے تو واجب ہوا تعلق اس کا ساتھ ہر معلوم کے حقیقۃً ان آیتوں کی دلالت سے اور ساتھ اس تقریر کے رد کیا جائے گا اوپر ان کے قدرت اور قوت اور حیات وغیرہ میں اور اس کے غیر نے کہا کہ ثابت ہوا کہ اللہ ارادہ کرنے والا ہے ساتھ دلیل تخصیص ممکنات کے ساتھ وجود اس چیز کے جو موجود ہے ممکنات سے بدلے اس کے عدم کے اور ساتھ عدم کرنے معدودم کے عوض اس کے وجود کے یا پھر ہوگا فعل اس کا اس کے واسطے ساتھ اس صفت کے کہ صحیح ہو اس سے تخصیص اور تقدیم اور تاخیر یا نہ اور برشق ثانی اگر ہو فاعل ان کے واسطے نہ ساتھ صفت مذکور کے تو لازم آئے گا صادر ہونا ممکنات کا اللہ سے یکبارگی بغیر تقدیم اور تاخیر اور تطویر کے اور البتہ لازم آئے گا قدیم ہونا ممکنات کا اس واسطے کہ تحلف کرنا مقتضی کا اپنے مقتضا ذاتی سے محال ہے سو اس سے لازم آئے گا کہ ممکن واجب ہو اور حادث قدیم ہو اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ وہ فاعل ہے اس صفت سے کہ صحیح ہے ساتھ اس کے تقدیم اور تاخیر پس یہ برہان ہے معقول کی اور بہر حال برہان منقول کی سو قرآن کی بہت آیتیں ہیں جیسے یہ قول اللہ کا ﴿اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ پھر فاعل مصنوعات کا خالق بااختیار ہوتا ہے متصف ساتھ علم اور قدرت کے اس واسطے کہ ارادہ اور وہ اختیار ہے مشروط ہے ساتھ علم بالمراد کے اور وجود مشروط کے بغیر شرط کے محال ہے اور اس واسطے کہ جو کسی چیز کا مختار ہو اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو دشوار ہوتا ہے اس پر صادر ہونا اس کی مراد کا اور جب معلوم ہوا مشاہدہ سے صادر ہونا مصنوعات کا فاعل مختار سے بغیر دشواری کے تو قطعاً معلوم ہو گیا کہ وہ قادر ہے اس کے پیدا کرنے پر وسیاتی مزید الکلام فی باب المشیئة اور کہا ابو اسحاق اسفرائنی نے کہ معنی علیم کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے معلومات کو اور معنی خبیر کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے جو ہوا پہلے اس سے کہ ہو اور معنی شہید کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے غائب کو جیسا کہ جانتا ہے حاضر کو اور معنی محصی کے یہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی اس کو کثرت علم سے اور بیان کیا ہے بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى﴾ کہا جانتا ہے جو چھپائے بندہ اپنے دل میں اور جو پوشیدہ ہے اس سے جس کو

آئندہ کرے گا اور یہ جو کہا ظاہر ہے ہر چیز پر ساتھ علم کے تو بعض نے کہا کہ معنی ظاہر باطن کے یہ ہیں کہ سب چیزوں کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور بعض نے کہا کہ ظاہر ہے دلائل سے اور باطن ہے اپنی ذات سے اور بعض نے کہا کہ ظاہر ہے ساتھ عقل کے باطن ہے ساتھ حس کے اور بعض نے کہا کہ ظاہر کے معنی یہ ہیں کہ عالی ہے ہر چیز پر اور باطن وہ ہے جو ہر چیز کے باطن کو جانے اور شامل ہے قول اس کا کل شیء اس کے علم کو جو ہوئی اور جو ہو گی بطورِ اجمال اور تفصیل کے اس واسطے کہ خالق سب مخلوقات کا بااختیار متصف ہے ساتھ علم کے یعنی سب مخلوقات کو جانتا ہے اور ان پر قدرت رکھتا ہے اور بہرحال علم کا ہونا سو اس واسطے ہے کہ اختیار مشروط ہے ساتھ علم کے اور نہیں پایا جاتا ہے مشروط بغیر شرط کے اور بہرحال ان پر قادر ہونا سو اس واسطے کہ مختار شے کا اگر اس پر قادر نہ ہو تو البتہ دشوار ہوتی ہے مراد اس کی اور البتہ پائی گئی مخلوقات بغیر تعذر کے سو دلالت کی اس نے کہ وہ قادر ہے ان کے پیدا کرنے پر اور جب یہ مقرر ہو چکا تو نہ خاص کیا جائے گا علم اس کا بیچ تعلق ہونے اس کے ساتھ ایک معلوم کے سوائے دوسرے معلوم کے واسطے واجب ہونے قدم اس کے جو منافی ہے واسطے قبول تخصیص کے پس ثابت ہوا کہ وہ جانتا ہے کلیات کو اس واسطے کہ وہ معلومات ہیں اور جزئیات کو بھی اس واسطے کہ وہ بھی معلوم ہیں اور اس واسطے کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے پیدا کرنے جزئیات کے اور ارادہ کرنا کسی چیز معین کا بطورِ اثبات کے ہو یا نفی کے مشروط ہے ساتھ علم کے ساتھ اس مراد جزئی کے سو جانتا ہے مرئی چیزوں کو جو نظر آتی ہیں دیکھنے والوں کو اور دیکھنے ان کے کو ان کے واسطے ساتھ وجہ خاص کے اور اسی طرح تمام سنی گئی اور پائی گئی چیزوں کو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے بداہت سے کہ اس کے واسطے کمال کا ہونا واجب ہے اور ضد ان صفتوں کی نقص ہے اور نقص اللہ پر محال ہے سبحانہ وتعالیٰ اور اس قدر کافی ہے دلائل عقلیہ سے اور گمراہ ہوا جس نے گمان کیا فلاسفہ سے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جزئیات کو ساتھ وجہ کلی کے نہ بطورِ جزئی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ امور فاسدہ کے ان میں سے ایک یہ ہے کہ پہنچاتا ہے محال کو اور وہ متغیر ہونا علم کا ہے اس واسطے کہ جزئیات زمانی ہیں متغیر ہوتی ہیں ساتھ متغیر ہونے زمانے اور احوال کے اور علم تابع ہے معلومات کی ثبات میں اور تغیر میں پس لازم آئے گا متغیر ہونا اس کے علم کا اور علم اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے سو ہوگی ذات اس کی محل واسطے حوادث کے اور یہ محال ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ تغیر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے احوال اضافیہ میں اور اس کی مثال مثل ایک مرد کے ہے جو ستون کے دائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کی بائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کے آگے کھڑا ہوا پھر اس کے پیچھے سو مرد ہی ہے جو متغیر ہوتا ہے اور وہ ستون بحال خود قائم ہے سو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جس حال پر ہم کل تھے اور جس پر اب ہیں اور جس پر آئندہ دن کو ہوں گے اور نہیں ہے یہ خبر اس کے علم کے متغیر ہونے سے بلکہ تغیر جاری ہے ہمارے احوال پر اور اللہ تعالیٰ عالم ہے ہر حال میں ایک دستور پر اور بہرحال سمعی دلائل سو قرآن عظیم پر ہے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی ہم

نے مثل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ اور کہا ﴿لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ﴾ وَقَالَ تَعَالٰى ﴿اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ﴾ اور اسی نکتہ کے لیے وارد کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیچ چابیوں غیب کے پھر ذکر کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مختصر اور قول اس کا اس میں کہ جو تجھ سے بیان کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ فرمایا کہ نہیں جانتا غیب کی بات کو مگر اللہ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں جو کل ہوگا تو اس نے جھوٹ کہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ یعنی نہیں جانتا کوئی جی کہ کل کو کیا کمائے گا اور ذکر کرنا اس آیت کا مناسب تر ہے اس باب میں اس واسطے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے موافق ہے لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اختیار کیا ہے اشارے کو صریح عبارت پر اور مغازی ابن اسحاق میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوئی تو زید بن لصیت نے کہا کہ گمان کرتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ پیغمبر ہے اور تم کو آسمان کی خبر دیتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد ایسا ایسا کہتا ہے اور قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھ کو معلوم کروائے اور البتہ اللہ نے مجھ کو اس کا پتہ بتلایا ہے کہ وہ پہاڑ کے فلانے درے میں ہے سو اصحاب گئے اور اس کو لائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں غیب کو نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھ کو بتلا دے اور یہ مطابق ہے اللہ کے اس قول کے ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ الآیۃ یعنی نہیں اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو چاہے رسول سے اور اختلاف ہے کہ اس میں غیب سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ اپنے عموم پر ہے یعنی ہر چھپی چیز اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے جو خاص وحی کے ساتھ متعلق ہے اور بعضے نے کہا کہ جو علم قیامت کے ساتھ متعلق ہے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہا زمخشری نے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر باطل کرنے کرامت کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے غیب پر اطلاع دینا پیغمبروں کے ساتھ خاص کیا ہے جو مرتضی ہوں اور کہا ابن منیر نے کہ دعویٰ زمخشری کا عام ہے اور اس کی دلیل خاص ہے سو دعویٰ اس کا منع کرنا سب کرامتوں کا ہے اور دلیل احتمال رکھتی ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے اس میں مگر نفی اطلاع کی غیب پر برخلاف تمام کرامتوں کے اور اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جائے کہ مراد ساتھ اطلاع دینے کے غیب پر علم ہے اس چیز کا جو آئندہ واقع ہوگی پہلے اس سے کہ واقع ہو اس کی تفصیل پر سو نہ داخل ہوگا اس میں جو ظاہر ہوتا ہے ان کے واسطے غیبی چیزوں سے اور جو واقع ہوتا ہے ان کے واسطے خارق عادت سے جیسے پانی پر چلنا اور بعید مسافت کو تھوڑی مدت میں طے کرنا اور

مانند اس کے اور جزم کیا ہے استاد ابو اسحاق نے کہ ولیوں کی کرامت پیغمبروں کے معجزے کے مشابہ نہیں ہوتی اور ابن فورک نے کہا کہ پیغمبروں کو حکم ہے معجزوں کے ظاہر کرنے کا اور ولی پر واجب ہے کہ کرامت کو چھپائے کسی کے آگے ظاہر نہ کرے اور پیغمبر کو معجزے کا یقین ہوتا ہے اور قطع برخلاف ولی کے کہ وہ نہیں ہے نڈر استدراج سے اور اس آیت میں رد ہے نجومیوں پر اور ہر اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مطلع ہوتا ہے اس چیز پر جو آئندہ واقع ہوگی زندہ ہونے سے یا مرنے سے یا سوائے اس کے اس واسطے کہ وہ جھوٹا جاننے والا ہے قرآن کو اور وہ بعید تر ہیں ارتضا سے باوجود اس کے کہ پیغمبری کی صفت بھی ان میں نہیں ہے۔ (فتح)

٦٨٣١۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ.

٦٨٣١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کیا کم کرتے ہیں پیٹ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا سوائے اللہ کے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ کم وبیش ہونے سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے پیدائش سے اور جو زیادہ ہوتا ہے اس میں اور بعض نے کہا جو کم ہوتا ہے نو مہینوں سے حمل میں اور جو زیادہ ہوتا ہے نفاس میں ساٹھ روز تک اور بعض نے کہا جو کم ہوتا ہے ساتھ ظاہر ہونے حیض کے حمل میں ساتھ ناقص ہونے بچے کے اور جو زیادہ ہوتا ہے نو مہینوں سے بقدر اس کے کہ اس کو حیض ہو اور بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے حمل میں ساتھ بند ہونے حیض کے اور جو زیادہ ہوتا ہے ساتھ خون نفاس کے بعد وضع کے اور بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے اولاد سے پہلے اور جو زیادہ ہوتا ہے پیچھے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ استعارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کے واسطے چابیوں کو واسطے پیروی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ناطق ہے ساتھ اس کے قرآن کریم ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ اور تا کہ قریب ہو سمجھنا اس کا سامع پر اس واسطے کہ نہیں شمار کر سکتا ہے غیب کے امروں کو مگر جو ان کو جانتا ہو اور قریب تر چیز جس سے غیب پر اطلاع ہوتی ہے دروازے ہیں اور چابی آسان تر چیز ہے دروازہ کھولنے کے واسطے اور جب کہ آسان تر چیز کی جگہ پہچانی نہیں جاتی تو جو اس سے اوپر ہو وہ لائق تر ہے کہ نہ پہچانی جائے اور مراد ساتھ نفی علم کے حقیقی غیب سے

ہے یعنی حقیقی غیب کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اس واسطے کہ بعض غیب چیز کے واسطے اسباب ہیں کہ استدلال کیا جاتا ہے ان سے اوپر اس کے لیکن یہ غیب حقیقی نہیں سو چونکہ تمام چیز جو موجود میں ہے اس کے علم میں محصر ہے تو تشبیہ دی حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ اس چیز کے جو خزانے میں ہو پھر چابی کو اس کے واسطے استعارہ کیا اور وہ مثل اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی چیز مگر کہ ہمارے نزدیک اس کا خزانہ ہے اور یہ جو کہا کہ پانچ چابیاں ہیں تو پانچ کے ٹھہرانے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تمام عالم ان پانچ چیزوں میں بند ہے سو یہ جو کہا کہ جو پیٹ کم کرتے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو زیادہ ہوتی ہے جان میں اور جو کم ہوتی ہے اور خاص کیا رحم کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ اکثر لوگ اس کو عادت سے پہچانتے ہیں اور باوجود اس کی نفی کے کہ کوئی اس کی حقیقت کو نہیں پہچانتا تو جو اس کے سوائے ہے وہ بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا اور یہ جو کہا کہ کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا تو یہ اشارہ ہے طرف امور عالم علوی کے اور خاص کیا مینہ کو باوجود اس کے کہ اس کے واسطے اسباب ہیں کہ کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ جاری ہونے عادت کے اوپر واقع ہونے اس کے لیکن وہ بغیر تحقیق کے ہے اور یہ جو کہا کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا تو اس میں اشارہ ہے طرف امور عالم پستی کے باوجود اس کے کہ اکثر لوگوں کی عادت یہ ہے کہ اپنے شہر میں مرتے ہیں لیکن یہ حقیقۃً نہیں بلکہ اگر اپنے شہر میں مرے تو بھی نہیں جانتا کہ کس جگہ میں دفن ہوگا اگرچہ وہاں اس کے بڑوں کا کوئی مقبرہ ہو بلکہ اگرچہ اس نے اپنے واسطے کوئی قبر تیار کر رکھی ہو اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے تو اس میں اشارہ ہے طرف انواع زمانے کے اور جو اس میں ہے حوادث سے اور تعبیر کی لفظ کل سے اس واسطے کہ کل کا دن سب زمانوں میں قریب تر ہے اور جب نہیں جانتا کوئی کہ کل کیا ہوگا باوجود قریب ہونے اس کے اور باوجود ممکن ہونے امارت اور علامت کے تو جو زمانہ کہ اس کے بعد ہے اس کا حال بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے تو اس میں اشارہ ہے طرف علوم آخرت کی اس واسطے کہ قیامت کا دن اول ہے آخرت کا اور جب قریب تر چیز کے علم کی نفی کی تو جو اس کے بعد ہے وہ بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا سو جمع کیا اس آیت نے غیب کی سب قسموں کو اور دور کیا تمام فاسد دعوؤں کو اور البتہ بیان کیا ہے اللہ نے دوسری آیت میں کہ نہیں مطلع کرتا اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مگر جس پیغمبر سے راضی ہوا کہ اطلاع کسی چیز پر ان امروں سے نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ (فتح)

٦٨٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۸۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو البتہ اس نے جھوٹ کہا اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ نہیں پا سکتی ہیں اس کو آنکھیں اور جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت ﷺ غیب

وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهٗ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ.

کو جانتے ہیں تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ﴾

باب ہے اللہ نے فرمایا کہ اللہ سلام اور مومن ہے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب سے ثابت کرنا ناموں کا ہے اللہ کے ناموں سے پھر ذکر کیا اس کے بعد جو وارد ہوا ہے ان کے معنوں میں اور اس میں نظر ہے ہم نے مانا لیکن وظیفہ شارح کا یہ ہے کہ بیان کرے وجہ تخصیص ان تین ناموں کی ساتھ ذکر کے سوائے غیر ان کے اور مفرد کرنا ان کا ترجمہ میں اور ممکن ہے کہ ارادہ کیا ہو ساتھ اس قدر کے سب تینوں آیتوں کو جو سورۂ حشر کے اخیر میں مذکور ہیں اس واسطے کہ وہ ختم ہوئی ہیں ساتھ قول اس کے ﴿لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ اور سورۂ اعراف میں فرمایا ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ سو گویا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بعد ثابت کرنے حقیقت قدرت اور قوت اور علم کے اشارہ کیا اس طرف کہ صفات سمعیہ نہیں محصور ہیں عدد معین میں ساتھ دلیل آیت مذکور کے یا مراد اس کی اشارہ کرنا ہے طرف ان اسموں کی کہ نام رکھا جاتا ہے ساتھ ان کے اللہ تعالیٰ اور باوجود اس کے ان ناموں کا اطلاق مخلوق پر آتا ہے سو ثابت ہو چکا ہے قرآن اور حدیث میں کہ سلام اللہ کے ناموں میں سے ہے اور باوجود اس کے اطلاق کیا گیا ہے اس تحفے پر جو مسلمانوں کے درمیان جاری ہے یعنی السلام علیکم اور مومن اللہ کو بھی کہا جاتا ہے اور ایمان دار کو بھی مومن کہا جاتا ہے اور یہ دونوں نام اس آیت میں اکٹھے واقع ہوئے ہیں سو مناسب ہوا کہ دونوں کو ایک باب میں ذکر کرے اور کہا اہل علم نے کہ سلام کے معنی اللہ کے حق میں وہ ہے جو سلام رکھے مسلمانوں کو اپنے عذاب سے اور مومن کے بھی یہی معنی ہیں اور بعض نے کہا کہ سلام کے معنی ہیں جو سلامت ہو ہر نقص سے اور پاک ہو ہر آفت اور عیب سے پس یہ صفت سلبی ہے اور بعض نے کہا کہ سلام کرنے والا اپنے بندوں کو پس یہ صفت کلامی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ جو سلامت رکھے خلق کو اپنے ظلم سے اور بعض نے کہا کہ اسی کی طرف سے ہے سلامتی اس کے بندوں کے واسطے سو وہ صفت فعلی ہے اور بعض نے کہا مومن وہ ہے جو اپنے آپ کی تصدیق کرے اور اپنے دوستوں کو سچا کرے اور اس کی تصدیق جاننا اس کا ہے کہ وہ سچا ہے اور وہ سچے ہیں اور بعض نے کہا کہ پیدا کرنے والا امن کا یا بخشنے والا امن کا اور بعض نے کہا کہ پیدا کرنے والا اطمینان کا دل میں اور ایک روایت میں مہیمن کا لفظ زیادہ ہے اور اس کے معنی ہیں جو نہ کم کرے مطیع کو اس کے ثواب سے کچھ اگرچہ بہت ہو اور نہ زیادہ کرے نافرمان کو عذاب اس پر جس کا وہ مستحق ہو۔ (فتح)

٦٨٣٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

٦٨٣٣۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے اللہ کو سلام یعنی التحیات میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ ہی ہے سلام یعنی اس طرح نہ کہا کرو بلکہ یوں کہا کرو کہ زبان کی سب عبادتیں اور بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں صرف اللہ ہی کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے پیغمبر اور اللہ کی رحمت اور برکت سلام ہے ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ ہے اللہ کا اور اس کا رسول ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ بادشاہ ہے آدمیوں کا اس باب میں داخل ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا بیہقی نے کہ ملک اور مالک وہ خاص ملک ہے اور اس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے حق میں جو قادر ہو پیدا کرنے پر اور وہ صفت ہے کہ وہ اس کا مستحق ہے اپنی ذات کے واسطے اور کہا راغب نے کہ ملک وہ متصف ہے ساتھ امر اور نہی کے اور یہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بولنے والوں کے اسی واسطے کہا ملک الناس یعنی مالک ہے آدمیوں کا اور نہیں کہا گیا مالک چیزوں کا اور یہ جو کہا مالک یوم الدین تو اس کی تقدیر یہ ہے بادشاہ ہے قیامت کے دن میں اس واسطے کہ دوسری جگہ فرمایا لمن الملک الیوم اور احتمال ہے کہ خاص کیا ہو آدمیوں کو ساتھ ذکر کر کے ملک الناس میں اس واسطے کہ مخلوقات میں سے بعض چیزیں بڑھنے والی ہیں اور بعض جماد یعنی بے جان ہیں اور بڑھنے والی چیزیں بعض چپ رہنے والی ہیں اور بعض بولنے والی ہیں اور بولنے والی چیزوں میں بعض چیزیں کلام کرنے والی ہیں اور بعض نہیں سو عمدہ سب میں وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں یعنی آدمی اور جن اور فرشتے اور جو چیز کہ ان کے سوا ہے جائز ہے داخل ہونا اس کا ان کے قبضے اور تصرف میں اور جب آیت میں مراد وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں تو جس کے وہ مالک ہیں وہ بھی اسی کے مِلک میں ہے جو ان کا مالک ہے تو ہوگا یہ حکم میں اس چیز کے جیسے کہا بادشاہ ہے ہر چیز کا باوجود تنبیہ کرنے کے ساتھ ذکر اشرف کے۔ (فتح) اور مراد ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے وہ ہے جو آئندہ آئے۔

گی بیچ باب لما خلقت بیدی۔

٦٨٣٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ مِثْلَهُ.

٦٨٣٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قبضے میں کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ اور کہا شعیب اور زبیدی اور ابن مسافر اور اسحاق نے زہری سے ابوسلمہ سے یعنی اختلاف ہے ابن شہاب زہری پر اس کے شیخ نے سو کہا یونس نے کہ وہ سعید ہے اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ ابوسلمہ ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے قول اللہ تعالیٰ کا ملک الناس داخل ہے بیچ معنی التحیات للہ کے یعنی ملک اللہ کا ہے اور گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں التحیات للہ کے کے یعنی ملک اللہ کا ہے گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں التحیات للہ واسطے بجا لانے حکم اپنے رب کے ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ﴾ اور اللہ نے جو اپنی ذات کو وصف کیا ساتھ ملک الناس کے تو اس میں دو وجہ سے احتمال ہے ایک یہ کہ ہو ساتھ معنی قدرت کے سو ہوگی صفت ذات کی اور یہ کہ ہو ساتھ معنی قہر کے اور پھیرنے کے اس سے جو ارادہ کرتے ہیں پس ہوگی صفت فعل کی اور حدیث میں ثابت کرنا ہے دائیں ہاتھ کا صفت اللہ تعالیٰ کی واسطے اس کی ذات کے صفتوں سے اور نہیں مراد ہے اس سے جارحہ برخلاف جہمیہ کے اور اس نے ترجمہ اور حدیث کے درمیان توفیق نہیں دی اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف جو اس کے استاد نعیم بن حماد نے کہا کہ کہا جاتا ہے جہمیہ سے کہ خبر دو ہم کو قول اللہ تعالیٰ کے سے بعد فنا ہونے خلقت کے کہ اللہ فرمائے گا کہ آج کس کی بادشاہی ہے؟ سو کوئی اس کو جواب نہ دے گا پھر خود ہی اس کا جواب دے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ اور یہ بعد قطع ہونے اور موقوف ہونے اس کی خلق کی کلام کے ہے ان کی موت کے سبب سو کیا یہ مخلوق ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اللہ پیدا کرتا ہے کلام کو پس سناتا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھ اس کے کہ جس وقت میں اللہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہی ہے اس وقت مخلوق زندہ نہ ہوگی سو اپنے آپ کو آپ جواب دے گا سو فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ یعنی کہے گا کہ آج بادشاہی اللہ ہی کی ہے جو ایک ہے اور بہت قاہر پس ثابت ہوا کہ وہ اس کے ساتھ کلام کرتا ہے اور اس کا کلام کرنا اس کی ذات کی صفت سے ہے سو وہ غیر مخلوق ہے اور ہشام ابن عبید رازی نے

کہا کہ نہیں شک کرتا کوئی کہ بے شک یہ کلام اللہ کا ہے اور نہیں وحی کرے گا طرف کسی کی اس واسطے کہ اس وقت کوئی روح باقی نہ رہے گی مگر کہ اس نے موت چکھی ہوگی اور اللہ ہی ہے کہنے والا اس بات کا اور وہی ہے جواب دینے والا اپنے آپ کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ﴾

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اور وہ غالب ہے حکمت والا تیرا رب پاک ہے عزت والا اور اللہ کے واسطے ہے عزت اور اس کے پیغمبر کے۔

فائدہ: بہرحال پہلی آیت سو بہت سورتوں میں واقع ہوئی ہے اور بہرحال دوسری آیت سو اس میں منسوب کیا ہے عزت کو طرف ربوبیت کی اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ قہر اور غلبہ ہے اور احتمال ہے کہ اضافت اختصاص کے واسطے ہو گویا کہ کہا گیا کہ ذوالعزت یعنی عزت والا اور یہ کہ وہ ذات کی صفت ہے اور احتمال ہے کہ عزت سے مراد اس جگہ وہ عزت ہو جو کائن ہے درمیان خلق کے اور حالانکہ وہ مخلوق ہے سو ہوگی صفت فعل کی بنا بر اس کے رب ساتھ معنی خالق کے ہے اور تعریف عزت میں جنس کے واسطے ہے سو جب عزت سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوئی تو نہیں صحیح ہے کہ ہو کوئی عزت دیا گیا مگر ساتھ اس کے اور نہیں ہے عزت کسی کے واسطے مگر کہ وہی اس کا مالک ہے اور بہرحال تیسری آیت سو پہچانا جاتا ہے حکم اس کا دوسری سے اور وہ ساتھ معنی غلبے کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کے جواب میں آئی ہے جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہی ہے عزت والا اور جو اس کا مخالف ہے وہ ذلیل تر ہے سو رد کیا اس پر ساتھ اس کے کہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول کے واسطے ہے اور مسلمانوں کے واسطے۔ (فتح)

وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ

اور جو قسم کھاتا ہے اللہ کی عزت اور اس کی صفات سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عزیز بغل گیر ہے عزت کو اور عزت احتمال ہے کہ ہو صفت ذات کی ساتھ معنی قدرت اور عظمت کے اور احتمال ہے کہ ہو صفت فعل کی ساتھ معنی قہر کے اپنی مخلوق پر یعنی اپنی مخلوق پر غالب ہے اور اسی واسطے صحیح ہے اضافت نام اس کے کی طرف اس کی اور ظاہر ہوگا فرق درمیان اس کے جو قسم کھائے ساتھ عزت اللہ کے جو اس کی ذات کی صفت ہے اور جو قسم کھائے ساتھ عزت اس کی کے جو اس کے فعل کی صفت ہے ساتھ اس کے کہ پہلے قسم میں حانث ہو جاتا ہے اور دوسری میں حانث نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ قسم کھانا منع ہے جیسا کہ منع کیا گیا ہے قسم کھانا ساتھ حق آسمان کے اور حق زید کے۔ میں کہتا ہوں اگر مطلق عزت کی قسم کھائے تو وہ منصرف ہوتی ہے طرف صفت ذات کی اور منعقد ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ ارادہ کرے خلاف اس کے کا ساتھ دلیل احادیث باب کے اور کہا راغب نے کہ عزیز وہ ہے جو قہر کرے اور نہ قہر کیا گیا اس واسطے کہ جو عزت کہ اللہ کے واسطے ہے وہی ہے دائم اور باقی اور وہی ہے عزت حقیقی جو ممدوح ہے اور کبھی استعارہ کی جاتی ہے حمیت اور الفت کے واسطے سو موصوف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کافر اور فاسق

اور وہ صفت مذموم ہے اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ﴾ اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ارادہ کرے کہ باعزت ہو تو چاہیے کہ کمائے عزت کو اللہ سے اس واسطے کہ عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اور نہیں حاصل ہوتی ہے مگر اللہ کی فرمانبرداری سے اور اسی واسطے ثابت کیا ہے اس کو اپنے رسول کے واسطے اور مسلمانوں کے واسطے اور کبھی وارد ہوتی ہے عزت ساتھ معنی صعوبت کے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ اور ساتھ معنی غلبے کے اور کہا بیہقی نے کہ عزت ساتھ معنی قوت کے ہے سو راجع ہے طرف معنی قدرت کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ باب کے ثابت کرنا عزت کا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے تا کہ رد کرے اس پر جو کہتا ہے کہ وہ عزیز ہے بغیر عزت کے یہ قول معتزلہ کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کہے گی بس بس قسم ہے تیری عزت کی

فائدہ: یہ حدیث پوری مع اپنی شرح کے تفسیر سورۂ ق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے نقل کیا دوزخ سے کہ وہ اللہ کی عزت کی قسم کھائے گی اور حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس حاصل ہوگی مراد برابر ہے کہ حقیقۃً وہی ناطق ہو یا جو اس پر موکل ہیں وہ ناطق ہوں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مرد باقی رہے گا جو سب دوزخیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا سو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میرا منہ آگ کی طرف سے پھیر دے قسم ہے تیری عزت کی کہ میں تجھ سے اس کے سوائے اور کچھ نہیں مانگتا، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے واسطے ہے جو تو نے مانگا اور دس گنا اور بھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول اس کا ہے کہ اس نے کہا قسم ہے تیری عزت کی۔

وَقَالَ أَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

اور کہا ایوب علیہ السلام نے اور مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ تیری برکت اور عنایت کی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی ایمان والنذور میں گزری اور واقع

ہوا ہے حاکم کی روایت میں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو صحت دی تو اس پر سونے کی ٹڈیوں کا مینہ برسا۔

۶۸۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ.

۶۸۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی نہیں لائق بندگی کے مگر تو جو کبھی نہیں مرے گا اور جن اور آدمی مر جائیں گے۔

فائدہ: عائد موصول کے واسطے محذوف ہے پس حاصل ہوگا ارتباط اور یہ جو کہا کہ جن اور آدمی مر جائیں گے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتے نہیں مریں گے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ وہ مفہوم لقب کا ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نیز معارض ہے اس کو جو قوی تر ہے اس سے وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ﴾۔

۶۸۳۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقٰى فِي النَّارِ ح وَ قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ مُعْتَمِرٍ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقٰى فِيْهَا ﴿وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِيْ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُوْلُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ.

۶۸۳۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ میں کافروں کو ڈالا کریں گے اور کہا کرے گی کیا کچھ اور بھی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم (بے مثل) اس میں رکھے گا تو وہ آپس میں سمٹ جائے گی پھر کہے گی بس بس مجھ کو تیری عزت اور کرم کی قسم ہے اور ہمیشہ رہے گی بہشت باقی یعنی اس میں بہت جگہ باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ اس کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا سو جگہ دے گا ان کو باقی بہشت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ ق کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے حلف کرنا

ساتھ کرم اللہ کے جیسا کہ جائز ہے حلف کرنا ساتھ عزت اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ساتھ حق کے

فائدہ: شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمے کے اس چیز کی طرف جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے کہ معنی قول اس کے بالحق یعنی ساتھ کلمہ حق کے اور وہ قول اس کا ہے کن اور واقع ہوا ہے باب کی حدیث کے اول میں قولہ الحق سو شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ قول کے کلمہ ہے اور وہ کن ہے واللہ اعلم اور کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی ہیں بہ سبب حق کے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ حق کے اس جگہ ضد ہزل کے ہے اور مراد ساتھ حق کے اسمائے حسنیٰ ہیں موجود ثابت ہے جو نہ زائل ہو نہ متغیر ہو اور جو اعتقاد کہ نفس الامر کے مطابق ہو اس کو بھی حق کہتے ہیں اور فعل پر بھی حق بولا جاتا ہے جو واقع کے مطابق ہو اور اطلاق کیا جاتا ہے اوپر واجب اور لازم اور ثابت اور جائز کے اور نقل کیا ہے بیہقی نے حلیمی سے کہ حق وہ ہے کہ نہ جائز ہو انکار اس کا اور لازم ہو اثبات اس کا اور اعتراف ساتھ اس کے اور وجود باری کا لائق تر ہے جس کے ساتھ اعتراف کرنا واجب ہے اور نہیں جائز ہے انکار اس کا اس واسطے کہ جتنی دلیلیں روشن کہ اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں کسی پر نہیں دلالت کرتیں۔

٦٨٣٧۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ مِنَ اللَّيْلِ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا

٦٨٣٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو یہ دعا پڑھتے تھے الٰہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی رب ہے آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا اور جو ان کے درمیان ہے تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی ہے آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا تیرا قول سچ ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا سچ ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں سو بخش دے جو میں نے آگے کیا اور پیچھے کیا اور جس کو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو ہی ہے میرا اللہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے۔

أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ لِيْ غَيْرُكَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے یہ جو کہا کہ آسمانوں اور زمین کا یعنی پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور قول اس کا بالحق پیدا کیا ان کو ساتھ حق کے یعنی نہ بے فائدہ۔

حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا وَقَالَ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ.

سفیان نے اسی طرح بیان کیا اور کہا: تو حق ہے اور تیری بات حق ہے۔

فائدہ: یعنی اشارہ کیا ہے اس طرف کہ ساقط ہوا ہے قبیصہ کی روایت سے قول اس کا انت الحق اس واسطے کہ اس کے اول میں ہے قولک الحق اور ثابت ہوا ہے قول اس کا انت الحق ثابت بن محمد کی روایت میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾.

اللہ نے فرمایا کہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ معنی سمیع بصیر کے علیم ہیں اور لازم آتا ہے اس پر یہ کہ برابر کرے اس کو ساتھ اندھے کے جو جانتا ہے کہ آسمان سبز ہے اور حالانکہ اس کو آسمان نظر نہیں آتا اور ساتھ بہرے کے جو جانتا ہے کہ آدمیوں میں آواز ہیں اور ان کو نہیں سنتا اور نہیں کوئی شک ہے کہ جو سنے اور دیکھے وہ زیادہ تر داخل ہونے والا ہے صفت کمال میں اس شخص سے جس میں صرف ایک وصف دونوں میں سے پائی جائے پس صحیح ہوا کہ قول اس کا سمیعا بصیرا فائدہ دیتا ہے قدر زائد کا اوپر علیم ہونے اس کے اور قول اس کا سمیعا بصیرا بغل گیر ہے اس کو کہ وہ سنتا ہے کان سے اور دیکھتا ہے آنکھ سے جیسا کہ بغل گیر ہے ہونا اس کا علیما اس کو کہ وہ عالم ہے علم سے اور نہیں ہے کوئی فرق درمیان ثابت کرنے کے کہ وہ سمیع بصیر ہے اور درمیان اس کے کہ وہ سمع بصر یعنی کان آنکھ والا ہے اور یہ قول ہے سب اہل سنت کا اور حجت پکڑی ہے معتزلی نے ساتھ اس کے کہ سننا پیدا ہوتا ہے پہنچنے ہوا کے سے جو مسموع ہے طرف پٹھے کی جو بچھا ہوا ہے بیچ جڑ سوراخ کان کے اور اللہ پاک ہے جارحہ سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ عادت ہے کہ جاری کی ہے اللہ نے اس کے حق میں جو زندہ ہو سو پیدا کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ وقت پہنچنے ہوا کے طرف محل مذکور کی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سنتا ہے مسموعات کو بغیر وسائط کے اور اسی طرح دیکھتا ہے چیزوں کو بغیر سامنے ہونے کے اور خارج ہونے شعاع کے پس ذات باری تعالیٰ کی باوجود ہونے اس کے زندہ موجود نہیں مشابہ ہے مخلوق کے ذات کو پس اسی طرح اس کی ذات کی صفتیں بھی صفات کے مشابہ نہیں وسیاتی مزید ذلک اور کہا بیہقی نے اسماء اور صفات میں کہ سمیع وہ ہے جس کے واسطے سمع ہو کہ پائے ساتھ اس کے مسموعات کو اور بصیر وہ ہے کہ اس کے واسطے بصر ہو کہ پائے اس کے ساتھ مرئیات کو اور ہر ایک

دونوں میں سے اللہ کے حق میں صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور باب کی آیت اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے رد اس شخص پر جس نے گمان کیا کہ وہ سمیع بصیر ہے ساتھ معنی علیم کے پھر روایت کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی ابوداود نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا عَلِيمًا﴾ اور اپنی دو انگلیوں کو آنکھ اور کان پر رکھا کہا بیہقی نے کہ مراد ساتھ اس کے اشارہ کرنا ہے طرف تحقیق اثبات سمع اور بصر کے واسطے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیان کرنے محل ان کے آدمی سے کہ اللہ کے واسطے سمع اور بصر ہے یہ کہ مراد ساتھ اس کے علم ہے اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو اشارہ کرتے طرف دل کی اس واسطے کہ وہ محل ہے علم کا اور نہیں ہے مراد ساتھ اس کے جارحہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے مخلوق کی مشابہت سے پھر ذکر کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے واسطے شاہد عقبہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ بے شک اللہ کانا نہیں اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورت کی طرف نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دل کی طرف دیکھتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ تَمِيمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ سب تعریف اللہ کو کہ ادراک کیا ہے اس کی سمع نے آوازوں کو سو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اُتاری البتہ اللہ نے سن لی ہے بات اس عورت کی جو اپنے خاوند کے واسطے تجھ سے جھگڑتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ معنی وسع کے ہیں ادراک کیا اس واسطے کہ جو چیز کہ کشادگی کے ساتھ موصوف کی جائے وہ تنگی کے ساتھ بھی موصوف ہوتی ہے اور یہ اجسام کی صفات سے ہے پس واجب ہے پھیرنا اس کے قول کا ظاہر سے اور حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے واسطے سمع ہے اور ابو عبیدہ بن معن سے روایت ہے کہ میں نہیں سنتا کلام خولہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض کلام اس کا مجھ سے پوشیدہ رہتا تھا اور وہ اپنے خاوند کی شکایت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اس نے میری جوانی کھالی اور میں نے اس کے واسطے اولاد جنی یہاں تک کہ جب میں بوڑھی ہوئی تو اس نے مجھ سے ظہار کیا یعنی مجھ کو ماں کہا یعنی اس نے شکوہ کیا کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے سو ہمیشہ رہی وہ شکوہ کرتی یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیتیں لائے ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ الآیۃ اور یہ صحیح تر روایت ہے کہ وارد ہوئی ہے اس قصے میں۔ (فتح)

۶۸۳۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ

۶۸۳۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو جب ہم کسی اونچی

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَکُنَّا إِذَا عَلَوْنَا کَبَّرْنَا فَقَالَ ارْبَعُوْا عَلٰی أَنْفُسِکُمْ فَإِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا قَرِیْبًا ثُمَّ أَتٰی عَلَیَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ فَقَالَ لِیْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ قَیْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ فَإِنَّھَا کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّکَ بِهٖ.

جگہ پر چڑھتے تھے تو پکار پکار کے اللہ اکبر کہتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر اس واسطے کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو اور میں اپنے جی میں کہتا ہوں لا حول ولا قوۃ الا باللہ سو فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! (یہ ابو موسیٰ کا نام ہے) کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ وہ ایک خزانہ ہے بہشت کے خزانوں سے یا فرمایا کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو یعنی ساتھ باقی حدیث کے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر روایت یوں آتی کہ تم بہرے اور اندھے کو نہیں پکارتے ہو تو ظاہر ہوتی مناسبت میں لیکن چونکہ غائب اندھے کی مانند ہے نہ دیکھنے میں تو اس کے لازم کی نفی کی تا کہ ہو ابلغ اور شامل تر اور زیادہ کیا قریب کو اس واسطے کہ بعید اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو سنتے دیکھتے ہیں لیکن وہ دور ہونے کے سبب سے دیکھ سن نہیں سکتا ہے کبھی اور نہیں ہے مراد قریب ہونا مسافت کا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے حلول سے یعنی مخلوق کے اندر داخل ہونے سے کما لا یخفی اور مناسبت غائب کی ظاہر ہے بہ سبب نہی کرنے کے آواز کے بلند کرنے سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں نفی آفت کی ہے جو مانع ہے سمع سے اور نفی آفت کی ہے جو مانع ہے دیکھنے سے اور ثابت کرنا اس کا کہ وہ سمیع بصیر قریب ہے مستلزم ہے اس کو کہ ان صفتوں کی ضد اس پر صحیح نہ ہو۔ (فتح)

٦٨٣٩۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنِی ابْنُ وَھْبٍ أَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ یَزِیْدَ عَنْ أَبِی الْخَیْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ قُلِ اللّٰھُمَّ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.

٦٨٣٩۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا حضرت! مجھ کو وہ دعا سکھلایئے جس کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں یعنی التحیات کے اخیر میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہہ اللھم سے اخیر تک یعنی الٰہی! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا سوائے تیرے سو تو بخش دے مجھ کو اپنے پاس کی مغفرت سے البتہ تو ہی بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اس طرف کہ مناسبت حدیث

کی ترجمہ سے یہ ہے کہ دعا کرنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جب کہ حضرت ﷺ نے ان کو سکھلایا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ اس کی دعا کو سننے والا ہے اور اس کو اس پر بدلہ دینے والا ہے اور کہا بعض نے کہ حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے اس میں ذکر سستی دیکھنے کا لیکن ذکر کیا دونوں کے لازم کو اس جہت سے کہ فائدہ دعا کا قبول کرنا دعا کا ہے سو اگر اللہ کی سمع چھپی بات سے متعلق نہ ہوتی جیسے کہ کھلی بات سے متعلق ہے تو البتہ نہ حاصل ہوتا فائدہ دعا کا یا مقید کیا جاتا اس کو ساتھ اس کے جو پکار کر دعا مانگے۔ (فتح)

٦٨٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَام نَادَانِي قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ.

٦٨٤٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھ کو پکارا کہا کہ بے شک اللہ نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ البتہ اللہ نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رد کیا انہوں نے اس چیز کو کہ حضرت ﷺ نے ان کو اس کی طرف بلایا توحید سے یعنی اس کو قبول نہ کیا اور کہا کرمانی نے کہ مقصود ان حدیثوں سے ثابت کرنا صفات سمع اور بصر کا ہے اور یہ دونوں صفات اس کی قدیمی ہیں اس کی ذات کی صفات سے اور وقت پیدا ہونے مسموع اور دیکھی گئی چیز کے واقع ہوتا ہے تعلق اور معتزلوں نے کہا کہ اللہ سمیع ہے سنتا ہے ہر مسموع کو اور بصیر ہے دیکھتا ہے ہر مبصر کو سو انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ دونوں صفتیں حادث ہیں اور ظاہر آیتوں اور حدیثوں کا ان پر رد کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾

اللہ نے فرمایا کہہ وہ اللہ قادر ہے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قدرت ذات کی صفت ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا۔

٦٨٤١۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

٦٨٤١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب کو استخارہ سکھلاتے تھے ہر کام میں جیسے ان کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے فرماتے تھے کہ جب کوئی کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعت نفل نماز پڑھے سوائے فرض کے پھر یہ دعا پڑھے اللھم سے آخر تک یعنی الہٰی! میں تجھ سے

السَّلَمِیُّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الْاِسْتِخَارَةَ فِی الْأُمُوْرِ کُلِّهَا کَمَا یُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ یَقُوْلُ إِذَا هَمَّ أَحَدُکُمْ بِالْأَمْرِ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ لِیَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اللّٰهُمَّ فَإِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ ثُمَّ تُسَمِّیْهِ بِعَیْنِهٖ خَیْرًا لِّیْ فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِهٖ قَالَ أَوْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ اللّٰهُمَّ وَإِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهٗ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ أَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ.

خیریت مانگتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو بے شک تو قادر ہے مجھ کو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا دانا ہے الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام پھر خاص اس کا نام لے جو ہو بہتر ہے میرے واسطے میری دنیا اور عاقبت میں یا یوں فرمایا کہ میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں تو اس کو میرے واسطے مقدر کر اور اس کو میرے واسطے آسان کر دے پھر مجھ کو اس میں برکت دے الٰہی! اور اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام میرے حق میں بد ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور مقرر کر دے میرے واسطے بہتر کام کو جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں تجھ سے قدرت مانگتا ہوں یعنی میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ تو مجھ کو قدرت دے مطلوب پر اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اس سے راضی کر یعنی سو میں نہ پچھتاؤں اس کے طلب کرنے پر اور نہ اس کے واقع ہونے پر اس واسطے کہ میں اس کے انجام کار کو نہیں جانتا اگرچہ اب میں اس کے طلب کرنے کے وقت اس سے راضی ہوں اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ دعا مذکور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے اور احتمال ہے کہ ہو ترتیب اس میں بہ نسبت اذکار نماز کے اور اس کی دعاؤں کے سو کہے بعد فراغ کے سلام سے۔

بَابُ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ﴾.

باب ہے بیچ بیان مقلب القلوب کے یعنی دلوں کا پھیرنے والا اور اللہ نے فرمایا اور ہم پھیرتے ہیں ان کے دل اور آنکھ کو۔

فائدہ: کہا راغب نے کہ قلب کرنا چیز کا تغیر کرنا اس کا ہے ایک حال سے طرف دوسرے حال کے اور بدلنا اللہ کا دلوں اور آنکھوں کو پھیرنا ان کا ہے ایک رائے سے طرف دوسری رائے کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض کی مانند ارادے وغیرہ کے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے ہیں اور وہ صفات فعلیہ سے ہیں اور مرجع ان کا قدرت کی طرف ہے۔

٦٨٤٢ـ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ.

۶۸۴۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکثر حضرت ﷺ قسم کھایا کرتے تھے قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان والنذور میں گزر چکی ہے اور اسی طرح آیت ان دونوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض دل کے ارادے وغیرہ سے واقع ہوتا ہے اللہ کے پیدا کرنے سے اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس نام کے کہ ثابت ہو خبر میں گرچہ نہ متواتر ہو اور معنی نقلب افئدتھم کے یہ ہیں کہ ہم ان کو پھیرتے ہیں جدھر چاہتے ہیں اور کہا معتزلی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان پر مہر کرتے ہیں سو نہیں ایمان لاتے اور طبع ان کے نزدیک ترک ہے سو معنی یہ ہیں کہ ہم ان کو چھوڑتے ہیں اور جو انہوں نے اپنے واسطے اختیار کیا اور نہیں ہیں یہ معنی تقلیب کے لغت عرب میں اور اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ مدح کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس صفت کے ساتھ اکیلا ہے اور نہیں ہے کوئی شریک اس کا بیچ اس کے پس نہیں صحیح ہوگی تفسیر طبع کی ساتھ ترک کے اور طبع اہل سنت کے نزدیک پیدا کرنا کفر کا ہے کافر کے دل میں اور بدستور رہنا اس کا اوپر اس کے یہاں تک کہ مر جائے سو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اللہ تصرف کرتا ہے بندوں کے دل میں جس طرح چاہتا ہے نہیں منع ہے اس پر کوئی چیز اس سے اور نہیں فوت ہوتا ہے اس سے ارادہ اور یہ جو حضرت ﷺ نے دعا کی اے مقلب القلوب! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ سب بندوں کو شامل ہے یہاں تک کہ پیغمبروں کو بھی اور دفع کیا ہے اس وہم کو کہ پیغمبر لوگ اس سے مخصوص ہیں اور خاص کیا اپنے نفس پاک کو واسطے اعلان کرنے کے کہ جب حضرت ﷺ کا نفس پاک اللہ کی طرف پناہ پکڑنے کا محتاج ہے تو حضرت ﷺ کا غیر بطریق اولیٰ محتاج ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ الْعَظَمَةِ ﴿الْبَرُّ﴾ اللَّطِيْفُ.

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ذوالجلال کے معنی ہیں عظمت والا یعنی جلال کے معنی عظمت کے ہیں اور بر کے معنی ہیں لطیف باریک بین۔

٦٨٤٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۶۸۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کر لے یا اعتقاد سے شمار کر رکھے یا ان کے معنی جانے اور اس پر عمل کرے وہ بہشت میں داخل ہو گا احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے ان کو یاد رکھا۔

فائدہ: کہا اصیلی نے کہ احصا کے معنی ہیں ان پر عمل کرنا نہ شمار کرنا اور یاد کرنا ان کا اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے یہ کبھی کافر اور منافق کے واسطے کہا ابن بطال نے کہ احصا واقع ہوتا ہے ساتھ قول کے اور واقع ہوتا ہے ساتھ عمل کے سو جو عمل کے ساتھ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے بعض نام وہ ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ ان کے اور وہ مانند احد اور متعال اور قدیر کے ہیں اور جو ان کی مانند ہے پس واجب ہے اقرار ساتھ ان کے اور جھکنا نزدیک ان کے اور اس کے بعض نام وہ ہیں کہ مستحب ہے پیروی کرنی ان کے معانی میں مانند رحیم اور کریم اور عفو کے اور جو مانند ان کے ہے پس مستحب ہے بندے کے واسطے کہ ان کے معنوں سے آراستہ ہو تا کہ ادا کرے حق عمل کرنے کا ساتھ ان کے اور ساتھ اس کے حاصل ہو گا احصا عملی اور بہر حال احصا قولی سو حاصل ہوتا ہے ان کے جمع کرنے اور یاد کرنے سے اور سوال کرنے سے ساتھ ان کے اگرچہ شریک ہو ایماندار کو غیر اس کا عدد اور حفظ میں اس واسطے کہ ممتاز ہوتا ہے اس سے ایمان دار ساتھ ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور کہا ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے جو ذکر کیا نعیم بن حماد نے کہ جہمیہ نے کہا کہ اللہ کے نام مخلوق ہیں اس واسطے کہ اسم غیر مسمی کا ہے اور دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہ اللہ تھا اور ان ناموں کا وجود نہ تھا پھر ان کو پیدا کیا پھر ان کے ساتھ نام رکھا گیا تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور کہا ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ﴾ سو اللہ نے خبر دی کہ وہ معبود ہے اور اس کی کلام نے دلالت کیا اس کے اسم پر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کی ساتھ اس کے اپنے نفس پر سو جو گمان کرے کہ اللہ کا نام مخلوق ہے تو اس نے گمان کیا کہ بے شک اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو یہ کہ تسبیح کہے مخلوق چیز کو۔

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْإِسْتِعَاذَةِ بِهَا

سوال کرنا اللہ کے ناموں سے اور پناہ مانگنا ان کے ساتھ

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مقصود ساتھ اس ترجمہ کے صحیح کرنا قول کا ہے ساتھ اس کے کہ اسم وہی ہے مسمی اسی واسطے صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ اسم کے جیسے کہ صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ ذات کے اور بہر حال شبہ قدریہ کا کہ وارد کیا ہے اس کو انہوں نے اوپر متعدد ہونے ناموں کے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اسم بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مسمی ہوتا ہے اور بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ اس کے تسمیہ ہوتا ہے اور یہی مراد ہے ساتھ حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کے اور ذکر کیں باب

میں نو حدیثیں سب کی سب بیچ برکت طلب کرنے کے ہیں ساتھ نام اللہ کے اور سوال کرنے کے ساتھ اس کے اور پناہ مانگنے کے۔ (فتح)

٦٨٤٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَآءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهُ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ تَابَعَهُ يَحْيٰى وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ زُهَيْرٌ وَأَبُوْ ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّآءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٤٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بستر پر آئے تو چاہیے کہ اس کو اپنے کپڑے کے کنارے سے جھاڑے تین بار اور چاہیے کہ کہے اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اس کو اٹھاؤں گا سو اگر تو میرے نفس کو بند رکھے یعنی مار ڈالے تو اس کو بخش دے اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اس کو نگاہ رکھ ساتھ اس چیز کے کہ تو اپنے نیک بندوں کو نگاہ رکھتا ہے متابعت کی ہے اس کی یحییٰ نے الخ یعنی مراد ساتھ وارد کرنے ان تعلیقات کے بیان کرنا اختلاف کا ہے سعید مقبری پر کہ کیا روایت کی ہے اس نے یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ اپنے باپ کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ منسوب کیا وضع کو طرف اسم کی اور رفع کی طرف ذات کی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ اسم کے ذات ہے اور ساتھ ذات کے مدد طلب کی جاتی ہے پہلو رکھنے اور اٹھانے میں نہ لفظ سے۔ (فتح)

٦٨٤٥ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوْتُ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

٦٨٤٥۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو فرماتے کہ الٰہی! میں تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام پر مروں گا اور جب صبح کو جاگتے تو یہ فرماتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف ہے جی کر اٹھنا یعنی

أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

قیامت میں۔

فائدہ: نشور کے معنی ہیں زندہ ہونا بعد موت کے اور اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ الٰہی! تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام سے مروں گا۔

٦٨٤٦۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِكَ نَمُوْتُ وَنَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

۶۸۴۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو سونے کے واسطے لیٹتے تو کہتے میں تیرے نام سے مرتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور جاگتا ہوں پھر جب جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا ہمارے مرنے کے بعد اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔

فائدہ: نیند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے عقل اور حواس نہیں رہتے ویسے ہی نیند میں بھی نہیں رہتے پھر اس کے بعد قیامت کا جی اٹھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے ذکر کیا کہ جاگنا قیامت کی زندگی کی مثال ہے یعنی جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں اسی طرح موت کے بعد قیامت میں زندہ ہوں گے۔

٦٨٤٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرُّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

۶۸۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ سے رزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی! بچائے رکھ ہم کو شیطان سے اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو سو البتہ اگر میاں بیوی کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہو گا تو اس کو شیطان ہرگز ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

٦٨٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ

۶۸۴۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے کہا کہ میں اپنے کتے سکھائے ہوئے شکار پر چھوڑتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَأَمْسَكْنَ فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ.

کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو وہ شکار کو پکڑ رکھیں تو کھا اور جب تو بے پر کے تیر کو مرے پھر وہ تیر شکار کو چیر پھاڑ ڈالے تو کھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ذبائح میں گزر چکی ہے۔

٦٨٤٩- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هَا هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي يَذْكُرُونَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوا أَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ.

٦٨٤٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! البتہ یہاں چند قومیں ہیں کہ ان کے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنی تازہ مسلمان ہوئے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کا نام لے لیا کرو اور کھایا کرو۔

فائدہ: یعنی اہل اسلام پر نیک گمان کرنا چاہیے وہ لوگ ذبح کے وقت اللہ کے نام کو ترک نہ کرتے ہوں گے تم اپنا شبہ رفع کرنے کے واسطے اللہ کا نام لے لیا کرو اور یہ مطلب نہیں کہ اگر چہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو تو بھی تمہارے بسم اللہ کہنے سے پاک ہو جائے گا اس واسطے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اور یہ حدیث ذبائح میں بھی گزر چکی ہے۔

٦٨٥٠- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ.

٦٨٥٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی دو مینڈھوں سے بسم اللہ اور اللہ اکبر کہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قربانی میں گزر چکی ہے۔

٦٨٥١- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبٍ أَنَّهُ

٦٨٥١۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ.

نے اول نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح نہ کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی قربانیوں میں گزر چکی ہے۔

۶۸۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ.

۶۸۵۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم نہ کھایا کرو اپنے باپوں کی اور جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں گزر چکی ہے کہا نعیم بن حماد نے جہمیہ کے رد میں کہ دلالت کی ان حدیثوں نے جو وارد ہیں بیچ پناہ مانگنے کے اللہ کے ناموں سے اور اس کے کلمات سے اور بیچ سوال کرنے کے ساتھ ان کے مثل احادیث باب کے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ کے نام سے میں تجھ پر منتر پڑھتا ہوں اور باب میں عبادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ہے نزدیک نسائی وغیرہ کے اس پر کہ قرآن مخلوق نہیں ہے اس واسطے کہ اگر قرآن مخلوق ہوتا تو نہ پناہ مانگی جاتی ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں پناہ مانگی جاتی ساتھ مخلوق کے اللہ نے فرمایا کہ پناہ مانگ اللہ کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو پناہ مانگے تو اللہ کی پناہ مانگ اور کہا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنہ میں کہ کہا جہمیہ نے کہ جو کہے کہ اللہ ہمیشہ موصوف ہے اپنے ناموں اور اپنی صفات سے وہ نصاریٰ کے قول کے ساتھ قائل ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اوروں کو ملایا ہے اور جواب یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ بے شک اللہ ایک ہے اپنے اسموں اور صفتوں سے سو ہم نہیں موصوف کرتے مگر ایک کو اس کی صفتوں سے اللہ نے فرمایا ﴿ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا﴾ سو موصوف کیا اس کو اللہ نے ساتھ ایک ہونے کے باوجود اس کے کہ اس کے واسطے زبان تھی اور دو آنکھیں اور دو کان تھے اور سمع اور بصر اور نہیں خارج ہوا باوجود اس کے ایک ہونے سے اور واسطے اللہ کے ہے مثل بلند۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوْتِ وَأَسَامِي اللّٰهِ

جو ذکر کیا جاتا ہے بیچ ذات اور نعوت اور اللہ کے ناموں سے

فائدہ: یعنی جو ذکر کیا جاتا ہے اللہ کی ذات اور اس کی نعتوں میں کہ ان کا اللہ پر اطلاق کرنا جائز ہے جیسے کہ اس کے اسموں کا اطلاق کرنا اس پر جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ کوئی نص اس میں وارد نہیں ہوئی بہر حال ذات سو کہا عیاض

نے کہ ذات شے کی نفس اس کا ہے اور حقیقت اس کی اور استعمال کیا ہے اہل کلام نے ذات کو ساتھ الف لام کے اور غلط کیا ہے اس کو اکثر نحویوں نے اور استعمال کرنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے نفس شے کا ہے اوپر طریقے متکلمین کے اللہ تعالیٰ کے حق میں سو فرق کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان نعوت اور ذات کے اور کہا ابن برہان نے کہ اطلاق کرنا متکلمین کا ذات کو اللہ کے حق میں ان کی بے علمی سے ہے اس واسطے کہ ذات مؤنث ہے ذو کی اور نہیں صحیح ہے الحاق کرنا تائے تانیث کا ساتھ اللہ کے اسی واسطے منع ہے کہ اللہ کو علامہ کہا جائے اگرچہ وہ سب عالموں سے عالم تر ہے اور یہ جوانہوں نے کہا صفات ذاتیہ تو یہ بھی ان کے بے علمی کے سبب سے ہے اس واسطے کہ نسبت طرف ذات کی دو کے ہے نعت کے معنی ہیں وصف اور نعوت اس کی جمع ہے اور کہا ابن بطال نے کہ اللہ کے نام تین قسم پر ہیں ایک قسم اس کی ذات کی طرف راجع ہے اور ایک قسم اس کی صفت کی طرف راجع ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے مانند حی کے اور تیسری قسم اس کے فعل کی طرف راجع ہے مانند خالق کے کہ پیدا کرنا اس کا فعل ہے اور ان کے ثابت کرنے کا طریق سمع ہے یعنی وہ نقل سے ثابت ہوتی ہیں نہ عقل سے اور صفات ذات اور صفات فعل سے درمیان فرق یہ ہے کہ ذات کی صفتیں اس کے ساتھ قائم ہوں اور فعل کی صفتیں اس کے واسطے ثابت ہیں ساتھ قدرت کے اور وجود مفعول کے اس کے ارادے سے بزرگ اور بلند ہے۔

وَقَالَ خُبَيْبٌ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ	یعنی کہا خبیب رضی اللہ عنہ اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہے سو
فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهٖ تَعَالٰى	ذکر کیا ذات کو اس کے اسم کے ساتھ

فائدہ: یعنی ذکر کیا ذات کو اس حال میں کہ متلبس ہے ساتھ اسم اللہ کے یا ذکر کیا حقیقت اللہ کو ساتھ لفظ ذات کے کہا یہ کرمانی نے، میں کہتا ہوں اور ظاہر یہ کہ اس کی مراد یہ ہے کہ اس نے ذات کو اللہ کے اسم کی طرف مضاف کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنا سو اس پر انکار نہ کیا سو ہوگا جائز کہا کرمانی نے کہ یہ جو کہا ذات الالٰہ تو نہیں ہے اس میں دلالت ترجمہ پر اس واسطے کہ نہیں ہے مراد اس کے ساتھ ذات کی حقیت جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد ہے اور اس کی مراد تو یہ ہے کہ یہ اللہ کی فرمانبرداری میں ہے یا اس کی راہ میں اور کبھی جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ غرض اس کی جواز اطلاق ذات کا ہے فی الجملہ اور یہ اعتراض قوی تر ہے جواب سے پس جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے جواز اطلاق لفظ ذات کا ہے نہ ساتھ ان معنوں کے کہ نکالا ہے ان کو متکلمین نے لیکن نہیں ہے وہ مردود اور جب پہچانا گیا کہ مراد ساتھ اس کے نفس ہے واسطے ثابت ہونے نفس کے کتاب مجید میں تو اسی نکتہ کے واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد نفس کا باب باندھا ہے اور آئے گا باب الوجہ میں کہ وارد ہوا ہے وہ ساتھ معنی رضا کے کہا ابن دقیق العید نے عقیدے میں کہ تو صفات مشکلہ میں کہہ وہ حق ہیں اور سچ مچ ہیں بنا بر ان معنوں کے کہ اللہ کی مراد ہیں اور جو ان میں تاویل کرے تو ہم دیکھیں گے کہ اگر اس کی تاویل عرب کی زبان کے مقتضی کے موافق ہوگی تو ہم

اس پر انکار نہیں کریں گے اور اگر اس کی تاویل بعید ہوگی تو ہم اس میں توقف کریں گے اور رجوع کریں گے ہم طرف تصدیق کے باوجود منزہ جاننے اس کے یعنی ہم اس پر ایمان لائیں گے باوجود پاک جاننے اس کے اور جس کے معنی ظاہر ہوں مفہوم ہوں عرب کے خطاب سے تو ہم اس کو اس پر محمول کریں گے واسطے قول اس کے ﴿عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ﴾ اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے عرب کی استعمال میں حق اللہ کا ہے سو نہ توقف کیا جائے گا بیچ حمل کرنے اس کے اوپر اس کے اور اسی طرح ہے قول اس کا کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تصرف میں ہے اور جس میں اس کو واقع کرے اور اسی طرح ہے قول اللہ تعالیٰ ﴿فَاَتَی اللّٰهُ بُنْیَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ﴾ کہ اس کے معنی ہیں کہ اللہ نے ان کی بنیاد کو خراب کیا اور قیاس کر باقی کو اوپر اس کے اور یہ تفصیل خوب ہے کم لوگ اس پر خبردار ہوتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ اتفاق کیا ہے محققین نے اس پر کہ اللہ کی حقیقت مخالف ہے تمام حقیقتوں کو اور بعض اہل کلام کا یہ مذہب ہے کہ اللہ کی ذات سب ذاتوں کے مساوی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جدا اور ممتاز ہوتی ہے ان سے ساتھ ان صفتوں کے جو خاص ہیں ساتھ اس کے مانند واجب الوجود اور قدرت تامہ اور علم تام کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو چیزیں کہ تمام حقیقت میں باہم مساوی ہوں واجب ہے کہ صحیح ہو ہر ایک پر ان سے جو صحیح ہو دوسرے پر سو لازم آئے گا دعویٰ مساوات سے محال اور ساتھ اس کے کہ اصل اس چیز کا کہ ذکر کی انہوں نے قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور یہ ہے اصل خبط اور صواب بند رہنا اور چپ رہنا ہے ایسے قصوں سے اور سب کو اللہ کی تفویض اور سپرد کرنا کرنا کہ اس کے معنوں کو وہی جانتا ہے اور ہم ایمان لائے ساتھ پھر اس چیز کے کہ واجب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر ثابت کرنا اس کا اس کے واسطے یا پاک جاننا اس کا اس سے بطور اجمال کے۔ (فتح)

٦٨٥٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا

٦٨٥٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے دس آدمیوں کو بھیجا ایک ان میں سے خبیب انصاری رضی اللہ عنہ تھے سو خبر دی مجھ کو عبید اللہ بن عیاض رضی اللہ عنہ نے کہ حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ جب کفار مکہ اس کے مارنے کے واسطے جمع ہوئے تو اس نے زیر ناف کے بال لینے کے واسطے مجھ سے اُسترہ لیا سو جب اس کو حرم مکے سے لے کر نکلے تا کہ اس کو قتل کریں تو کہا خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ شعر مجھ کو کچھ پرواہ نہیں جب کہ میں اسلام کی حالت میں مارا جاؤں جس پہلو پر ہو اللہ کے واسطے ہے مارا جانا میرا اور یہ اللہ کی راہ میں

فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ قَالَ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أُصِيْبُوْا.

ہے اور اگر اللہ چاہے تو برکت دے گا ٹکڑے ٹکڑے ہوئے عضو کے جوڑوں پر سو قتل کیا اس کو حارث کے بیٹے نے تو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو ان کی خبر دی جس دن وہ شہید ہوئے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اور ڈراتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ اپنے نفس سے اور اللہ کے قول میں کہ تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔

فائدہ: کہا راغب نے کہ نفس سے مراد اس کی ذات ہے اور یہ اگرچہ مغایرت کو چاہتا ہے اس واسطے کہ وہ مضاف اور مضاف الیہ ہے لیکن نہیں ہے کوئی چیز باعتبار معنی کے سوائے ایک اللہ کے جو پاک اور بلند ہے دو ہونے سے ہر وجہ سے اور قرآن اور حدیثوں میں نفس کا اطلاق اللہ پر بہت آیا ہے اور یہ جو کہا تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے الخ یعنی تو جانتا ہے جو میں اپنے جی میں چھپاتا ہوں اور میں نہیں جانتا جو تو مجھ سے چھپاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تیری ذات کو نہیں جانتا یا میں تیرے غیب کو نہیں جانتا یا میں نہیں جانتا تیرے ارادے اور تیرے معلوم کو۔ (فتح)

٦٨٥٤ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ.

۶۸۵۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی واسطے اس نے بے حیائی کے کام حرام کیے اور اللہ سے زیادہ تر کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور حدیثوں میں ثابت کرنا نفس کا ہے واسطے اللہ کے اور نفس کے کئی معنی ہیں اور مراد ساتھ نفس اللہ کے اس کی ذات ہے اور نہیں ہے کوئی امر زیادہ اوپر اس کے پس واجب ہے کہ وہی ہو اور یہ جو کہا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی غیرت والا نہیں تو اس کے معنی کسوف میں گزر چکے ہیں اور بعض نے کہا کہ غیرت اللہ کی برا جاننا بے حیائی کے کام کا ہے یعنی نہ راضی ہونا اس کا ساتھ اس کے نہ تقدیر اور بعضوں نے کہا کہ غضب لازم

ہے غیرت کو اور لازم غضب کا ارادہ پہنچانے عقوبت کا ہے اور اس حدیث کے اس طریق میں اگرچہ نفس نہیں واقع ہوا لیکن اس کے دوسرے طریق میں نفس آ چکا ہے ولذلك مدح نفسه سو بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں نفس کا لفظ آ چکا ہے اور کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں نفس واقع نہیں ہوا اور یہ کرمانی کی غفلت ہے۔ (فتح)

٦٨٥٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلٰى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ.

٦٨٥٥ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں لکھ رکھا اور حالانکہ وہ لکھتا ہے اپنے **نفس** پر اور وہ مکتوب رکھا گیا ہے اس کے پاس عرش پر کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غضب سے۔

فائدہ: یعنی غصے سے اللہ کی رحمت زیادہ ہے اسی واسطے کافروں اور گنہگاروں کو جلدی نہیں پکڑتا اور عذاب میں جلدی نہیں کرتا کہا ابن بطال نے کہ عند لغت میں مکان کے واسطے ہے اور اللہ پاک ہے حلول سے جگہوں میں اس واسطے کہ حلول عرض ہے کہ فنا ہوتا ہے اور وہ حادث ہے اور حادث نہیں لائق ہے ساتھ اللہ کے بنا بر اس کے پس معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کے علم میں پہلے گزر چکا ہے کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے اس کو ثواب دے گا اور جو گناہ کرے اس کو عذاب کرے گا اور کہا ابن تین نے کہ معنی عند کے اس حدیث میں جاننا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مکتوب رکھا گیا ہے عرش پر اور بہر حال لکھنا اللہ کا سو اس واسطے نہیں کرتا اس کو بھول نہ جائے کہ وہ اس سے پاک ہے نہیں پوشیدہ ہے اس سے کوئی چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لکھا ہے اس کو بہ سبب فرشتوں کے جو مؤکل ہیں ساتھ مکلفوں کے۔ (فتح)

٦٨٥٦ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ

٦٨٥٦ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا کہ گمان میرے ساتھ رکھے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جس وقت کہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو اگر مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے تو میں اس کو اپنی جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھ کو جماعت میں یاد کرے تو میں اس کو یاد کرتا ہوں اس جماعت میں جو ان سے بہتر ہے اور اگر مجھ

وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.

سے نزدیکی چاہے ایک بالشت بھر تو میں اس کا قرب ہاتھ بھر چاہوں گا اور اگر میرا قرب ہاتھ بھر چاہے تو میں اس سے دو ہاتھ کے برابر قرب چاہوں گا اور جو میرے پاس قدم قدم چلتا آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑتا آؤں گا۔

فائدہ: میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں یعنی قادر ہوں اس پر کہ معاملہ کروں ساتھ اس کے جو اس نے گمان کیا کہ میں معاملہ کرنے والا ہوں ساتھ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ سیاق میں اشارہ ہے اس طرف کہ امید کی جانب کو خوف کی جانب پر ترجیح ہے اور یہ حدیث اہل تحقیق کے نزدیک مقید ہے ساتھ اس کے جو مرنے کے قریب ہو اور تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ نہ مرے کوئی تم میں سے مگر اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو اور بہر حال اس سے پہلے سو اول میں کئی قول ہیں تیسرا اعتدال ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ علم ہے اور کہا قرطبی نے کہ مراد گمان قبول کرنے کا ہے وقت دعا کے اور گمان کرے قبول کا وقت توبہ کے اور گمان کرے بخشش کا وقت استغفار کے اور گمان کرے بدلے کا وقت فعل عبادت کے اس کی شرطوں سے واسطے تمسک کرنے کے اس کے سچے وعدے سے اور تائید کرتی ہے حدیث دوسری کہ تم اللہ سے دعا کرو اور حالانکہ تم یقین کرنے والے ہو ساتھ قبول ہونے کے اور اسی واسطے لائق ہے آدمی کو یہ کہ کوشش کرے بیچ قائم ہونے کے اس چیز پر کہ وہ اس پر یقین کرنے والا ہو ساتھ اس کے کہ اللہ اس کو قبول کرے گا اور اس کو بخشے گا اس واسطے کہ اس نے اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ وعدہ خلاف نہیں کرتا سو اگر اعتقاد کرے یا گمان کرے کہ اللہ اس کو قبول نہیں کرے گا تو یہ ناامید ہونا ہے اللہ کی رحمت سے اور یہ کبیرے گناہوں میں سے ہے اور جو اس پر مر جائے سپرد کیا جاتا ہے طرف اس چیز کی جو اس کا گمان ہو اور بہر حال گمان مغفرت کا باوجود اصرار کے گناہوں پر تو یہ محض جہل اور مغرور ہونا ہے اور وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف مذہب مرجیہ کے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوں یعنی اپنے علم سے اور یہ معیت خاص ہے اس معیت سے جو اللہ کے اس قول میں ہے ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾ اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہوں موافق اس کے کہ قصد کیا میرے ذکر کرنے سے پھر کہا احتمال ہے کہ یہ ذکر فقط زبان سے ہو یا فقط دل سے یا دونوں سے یا ساتھ بجا لانے حکم کے اور باز رہنے کے منع چیز سے اور ذکر دو قسم پر ہے ایک مقطوع ہے اس کے صاحب کے واسطے ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو یہ خیر اور دوسرا خطر پر ہے اور یہ جو کہا کہ اگر مجھ کو اپنے جی میں ذکر کرے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں ذکر کرتا ہوں یعنی اگر ذکر کرے مجھ کو ساتھ تنزیہ اور پاکی بولنے کے پوشیدہ تو میں یاد کرتا ہوں اس کو ساتھ رحمت اور ثواب کے پوشیدہ اور یا اس کے یہ معنی ہیں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ تعظیم کے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ انعام کے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ یعنی اللہ کا ذکر اکبر

ہے سب عبادتوں سے کہا اہل علم نے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ذکر خفی یعنی پوشیدہ ذکر کرنا افضل ہے پکار کر ذکر کرنے سے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ اگر یاد کرے مجھ کو اپنے جی میں تو یاد کرتا ہوں میں اس کو ساتھ ثواب کے کہ میں کسی کو اس پر اطلاع نہیں کرتا اور اگر مجھ کو پکار کر یاد کرے تو میں یاد کرتا ہوں اس کو ساتھ ثواب کے کہ اطلاع کرتا ہوں اس پر بلند رتبے والی جماعت کو اور کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث نص ہے اس میں کہ فرشتے افضل ہیں آدمیوں سے اور یہ مذہب جمہور اہل علم کا ہے اور اس پر شاہد ہیں قرآن سے مثل ﴿اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ﴾ اور خالد افضل ہے فانی سے سو فرشتے افضل ہیں آدمیوں سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف جمہور اہل سنت سے یہ ہے کہ نیک آدمی افضل ہیں باقی جنسوں سے اور جو فرشتوں کو آدمیوں سے افضل کہتے ہیں وہ فلاسفہ اور معتزلہ ہیں اور کم لوگ اہل سنت سے بعض صوفی اور بعض اہل ظاہر سے سو کہا انہوں نے کہ حقیقت فرشتے کی افضل ہے آدمی کی حقیقت سے اس واسطے کہ فرشتے نوری ہیں لطیف ہیں باوجود فراخ ہونے علم اور قوت کے اور یہ نہیں مستلزم ہے کہ ہر فرد کو ہر فرد پر فضیلت ہو جائز ہے کہ بعض آدمیوں میں وہ چیز ہو جو اس میں ہے اور زیادتی اور بعض نے خاص کیا ہے خلاف کو ساتھ نیک بندوں کے اور فرشتوں کے اور بعضوں نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ پیغمبروں کے پھر بعضوں نے ان میں سے تفضیل دی ہے فرشتوں کو غیر پیغمبروں پر اور بعضوں نے ان کو پیغمبروں پر فضیلت دی ہے سوائے حضرت ﷺ کے اور جو پیغمبروں کو فرشتوں سے افضل کہتے ہیں ان کے دلائل میں سے یہ آیتیں ہیں کہ اللہ نے فرشتوں کو حکم کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں واسطے تعظیم کے یہاں تک کہ شیطان نے کہا ﴿هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ﴾ اور اللہ نے فرمایا کہ اس کے واسطے جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عنایت کی اور نہیں ثابت ہوا فرشتوں کے واسطے اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے چن لیا آدم علیہ السلام کو اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل کو اور عمران علیہ السلام کی آل کو جہان والوں پر اور اس کے سوائے اور بہت دلیلیں ہیں اور دوسروں کی دلیل باب کی حدیث ہے اور اس میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ میں اس کو یاد کرتا ہوں اس جماعت میں جو ان سے بہتر ہیں اور جواب دیا ہے بعض اہل سنت نے کہ حدیث مذکور نہیں ہے نص اور نہ صریح مراد میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد جماعت بہتر سے پیغمبر اور شہید لوگ ہوں اس واسطے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں پس نہیں بند ہے یہ فرشتوں میں اور ایک جواب اور ہے اور یہ قوی تر ہے پہلے سے کہ خیریت تو حاصل ہوئی ہے ساتھ ذاکر اور جماعت دونوں کے اکٹھی سو جس جانب میں کہ رب العزت ہے وہ بہتر ہے اس جانب سے جس میں وہ نہیں بغیر شک کے پس خیریت حاصل ہوئی ہے بہ نسبت مجموع کے اوپر مجموع کے اور معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ فرشتوں کو ذکر میں مقدم کیا ہے اس آیت میں ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾ اور اس کے سوائے اور آیتوں میں بھی اور جواب یہ ہے کہ مجرد تقدیم ذکر میں نہیں مستلزم ہے تفضیل کو بلکہ اس کے واسطے اور اسباب ہیں مانند مقدم کرنے کے

زمانے میں بیچ مثل قول اللہ کے ﴿مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرَاهِيْمَ﴾ سو مقدم کیا اللہ نے نوح علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام پر واسطے مقدم ہونے زمانے نوح علیہ السلام کے باوجود اس کے کہ ابراہیم علیہ السلام افضل ہیں اور دلیل معتزلہ کی یہ آیت ہے ﴿لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ یعنی نہیں عار کرتا مسیح یہ کہ ہو بندہ اللہ کا اور نہ فرشتے مقرب یعنی بیان کی گئی ہے یہ آیت واسطے رد کرنے کے نصاریٰ پر واسطے غلو ان کے مسیح میں سو ان کو کہا گیا کہ نہیں انکار کرتا ہے مسیح عبودیت سے اور نہ وہ جو اعلیٰ قدر ہیں اس سے یعنی فرشتے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں تمام ہے دلالت اس کی مطلوب پر مگر جب کہ تسلیم کیا جائے کہ آیت فقط نصاریٰ کے رد کے واسطے بیان کی گئی ہے اور جو اس کا مدعی ہے وہ محتاج ہے اس طرف کہ ثابت کرے کہ نصاریٰ اس بات کا اعتقاد کرتے ہیں کہ فرشتوں کو مسیح پر فضیلت ہے اور حالانکہ وہ اس کے معتقد نہیں بلکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہے پس نہ صحیح ہوگا استدلال اور بایں وجہ کہ جن صفتوں کے واسطے مسیح کو پوجتے ہیں یعنی دنیا کا ترک کرنا اور غیب کی چیزوں پر اطلاع پانا اور مردوں کا جلانا اللہ کے حکم سے وہ صفتیں فرشتوں میں بھی موجود ہیں سو اگر یہ صفات موجب عبادت ہیں تو فرشتوں کی عبادت کے واسطے بطریق اولیٰ موجب ہوں گے اور وہ باوجود اس کے اللہ کی عبادت سے عار نہیں کرتے سو اس ترقی سے افضلیت کا ثابت ہونا لازم نہیں آتا اور بایں وجہ کہ آیت کا سیاق مبالغہ کے واسطے ہے نہ واسطے ترقی کے یعنی نہیں کہا اللہ نے یہ اس واسطے کہ فرشتوں کا مقام بلند ہے عیسیٰ علیہ السلام کے مقام سے بلکہ واسطے رد کرنے کے ان لوگوں پر جو دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے اللہ ہیں سو رد کیا ان پر جیسا رد کیا نصاریٰ پر جو دعویٰ کرتے ہیں تثلیث کا یعنی نہیں مستحق ہے کہ تکبر کرے اللہ پر جو اس کے ساتھ موصوف ہو جس کو تم اے نصاریٰ اللہ ٹھہراتے ہو واسطے اعتقاد کرنے تمہارے کے اس میں کمال کو اور نہ فرشتے کہ تمہارے سوائے اور لوگوں نے ان کو اللہ ٹھہرایا ہے واسطے اعتقاد کرنے ان کے کے ان میں کمال کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ﴾

٦٨٥٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات

٦٨٥٧ - حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہہ کہ اللہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب کو تمہارے اوپر سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کی پھر کہا یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں اللہ نے کہا یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَرْجُلِكُمْ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَيْسَرُ.

فرمایا کہ یہ آسان تر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ انعام کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے قول اس کا ہے کہ میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہا ابن بطال نے کہ اس آیت اور حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ بے شک اللہ کے لیے چہرہ ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت سے ہے اور نہیں ہے جارحہ اور نہ مخلوق کے مونہوں کی طرف جن کو ہم دیکھتے ہیں جیسا ہم کہتے ہیں کہ وہ عالم ہے اور ہم نہیں کہتے کہ وہ ان عالموں کی طرح ہے جن کو ہم دیکھتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ دلالت کی آیت نے کہ مراد ساتھ ترجمہ کے ذات مقدس ہے اور اگر ہوتی صفت اس کی فعل کی صفتوں سے تو البتہ شامل ہوتا اس کو ہلاک ہونا جیسا کہ اس کے سوائے اور صفتوں کو شامل ہے اور یہ محال ہے اور کہا راغب نے کہ اصل وجہ جارحہ معروف ہے اور اکثر اوقات بولا گیا ہے وجہ ذات پر مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ﴾ اور بعضوں نے کہا کہ لفظ وجہ صلہ ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اللہ اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ وجہ کے قصد ہے یعنی باقی رہے گی وہ چیز جس میں اللہ کی رضا مندی مقصود ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ وجہ کے آیت اور حدیث میں ذات ہے باوجود یا لفظ زائد ہے یا منہ ہے نہ مخلوق کے منہ کی طرح اس واسطے کہ اس کو عضو معروف پر حمل کرنا محال ہے پس متعین ہے تاویل یا تفویض۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ تُغَذّٰى وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَا﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں اور تا کہ تو پرورش کیا جائے میری آنکھ پر اور اس قول میں کہ جاری ہو ہمارے سامنے یعنی ہمارے علم سے۔

٦٨٥٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلٰى عَيْنِهٖ وَإِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

٦٨٥٨۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دجال کا ذکر ہوا سو فرمایا کہ بے شک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں ہے بیشک اللہ کانا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور بے شک مسیح دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور۔

۶۸۵۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ.

۶۸۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا ہے کانے بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے (خبردار رہو) بے شک دجال کانا ہوگا اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں اس کی دونو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح فتن میں گزر چکی ہے اور مراد ان سے یہ قول ہے کہ بے شک اللہ کانا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا کہا راغب نے کہ عین جارحہ ہے اور جو کسی چیز پر محافظ ہو اس کو کہا جاتا ہے کہ اس کے واسطے آنکھ ہے اور اسی قبیل سے ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ فلانا میری آنکھ میں ہے یعنی میں اس کو نگاہ رکھتا ہوں اور اسی قبیل سے ہے یہ قول اللہ کا ﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ یعنی ہم تجھ کو دیکھتے ہیں اور نگاہ رکھتے ہیں اور مثل اس کی ہے ﴿تَجْرِیْ بِأَعْيُنِنَا﴾ اور یہ جو کہا ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ یعنی میری نگہبانی سے اور عین کے اور معنی بھی آتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ان لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ سبحانہ کے واسطے جسم ثابت کرتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ جو کہا کہ اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ اللہ کی آنکھ باقی آنکھوں کی طرح ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے واسطے جسم کا ہونا محال ہے اس واسطے کہ جسم حادث ہے اور اللہ قدیم ہے سو دلالت کی اس نے کہ مراد نفی نقص کی ہے اس سے اور کہا بیہقی نے کہ بعض نے کہا کہ آنکھ صفت ذات کی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد آنکھ سے دیکھنا ہے بنا بر اس کے پس معنی ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ کے یہ ہیں کہ ہمارے سامنے اور روبرو اور پہلا مذہب سلف کا ہے اور اشارہ کیا ہے اپنے ہاتھ سے تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کی اس پر جو کہتا ہے کہ اس کے معنی ہیں قدرت اور کہا ابن منیر نے کہ وجہ استدلال کی اوپر ثابت کرنے آنکھ کے واسطے اللہ کے دجال کی حدیث کی حدیث سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ بے شک اللہ کانا نہیں اس جہت سے ہے کہ عرف میں کانا اس کو کہا جاتا ہے جس کی آنکھ نہ ہو اور کانے کی ضد آنکھ کا ثابت ہونا ہے سو جب دور کیا گیا یہ نقص تو لازم آیا ثابت ہونا کمال کا ساتھ ضد اپنی کے اور وہ آنکھ کا ہونا ہے اور یہ بطور تمثیل سے ہے اور قریب کرنے کے واسطے فہم کے نہ ساتھ معنی ثابت کرنے جارحہ کے اور اہل کلام کے واسطے ان صفتوں یعنی ہاتھ آنکھ منہ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہو صفات ذات کی ہیں ثابت کیا ہے اس کو سمع نے اور نہیں راہ پاتی ہے اس کی طرف عقل دوسرا یہ کہ آنکھ سے مراد صفت دیکھنے کی ہے اور ہاتھ سے صفت قدرت کی ہے اور منہ سے مراد صفت وجود کی ہے تیسرا قول جاری کرنا اور گزارنا ان کا ہے یعنی ایمان لانا ساتھ ان کے جس طرح

کہ وارد ہوئیں اور ان کے معنی کو اللہ کی طرف سپرد کرنا یعنی ان کے معنی کو اللہ ہی جانتا ہے اور کہا شیخ شہاب الدین سہروردی نے کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں اور ثابت ہوا ہے اس کے رسول سے استوا اور نزول اور نفس اور ہاتھ اور آنکھ سو نہ تصرف کیا جائے ان میں ساتھ تشبیہ کے اور نہ تعطیل کے یعنی ان میں کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے بلکہ تفویض کی جائے اس واسطے کہ اگر اللہ اور اس کا رسول خبر نہ دیتا تو نہیں جراءت تھی عقل کو کہ اس کے گرد پھرے اور کہا طیبی نے کہ یہی ہے مذہب معتمد اور یہی قول ہے سلف صالحین یعنی اصحاب اور تابعین کا اور بعض نے کہا کہ اتفاق ہے اصحاب کا اور تابعین کا کہ واجب ہے ایمان لانا ساتھ ان کے اس وجہ پر کہ ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سے اور واجب ہے دور رکھنا اس کا مخلوق کی مشابہت سے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ یعنی کہا جائے کہ ہم ایمان لائے ساتھ ان صفات کے اس وجہ پر کہ اللہ کی مراد ہے اور مخلوق میں سے کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور اس حدیث کے ایک معنی میرے دل میں گزرے ہیں کہ ان میں ثابت کرنا تنزیہ کا ہے اور جڑ سے اکھاڑنا مادے تشبیہ کا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا آنکھ کی طرف اشارہ کرنا بہ نسبت آنکھ دجال کے ہے کہ وہ اس کی طرح ثابت تھی پھر عارض ہوا اس پر کانا ہونا واسطے زیادتی جھوٹ اس کے کی خدائی کے دعویٰ میں اور وہ یہ ہے کہ اس کی آنکھ اس میری آنکھ کی طرح درست تھی پھر اس کی دائیں آنکھ جاتی رہی اور وہ کانا ہو گیا اور اس کانے ہونے کے نقص کو اپنے نفس سے دور نہ کر سکا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اللہ ہے پیدا کرنے والا نکال کر کھڑا کرنے والا صورت بنانے والا

فائدہ: خالق کے معنی ہیں پیدا کرنے والا بغیر مثال کے اور بعض نے کہا کہ باری پیدا کرنے والا ہے جو پاک ہے تفاوت سے اور تنافر ہے جو خلل انداز ہیں نظام میں اور مصور پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی صورتوں کو اور ترتیب دینے والا ہے ان کو موافق مقتضیٰ حکمت کے پاس اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا یعنی اس کا موجد ہے اصل سے اور بغیر اصل کے اور اس کا باری ہے موافق مقتضیٰ حکمت کے بغیر تفاوت اور اختلال کے اور صورت بنانے والا ہے اس کا اس صورت میں کہ مرتب ہوں اس پر خواص اس کے اور تمام ہو ساتھ ان کے کمال اس کا اور یہ تینوں اس کے فعل کی صفت ہیں لیکن اگر خالق سے مراد مقدر ہو تو ذات کی صفت ہو گی اس واسطے کہ مرجع تقدیر کا طرف ارادے کی ہے بنا بر اس کے پس تقدیر واقع ہو گی اول پھر پیدا کرنا اوپر وجہ مقدار کے پھر واقع ہو گی تصویر ساتھ برابر کرنے کے تیسرے درجے میں اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے چیزوں کے مادے ہوں اس واسطے کہ اس نے پیدا کیا پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کو نہ کسی چیز سے پھر ان سے مختلف جسموں کو پیدا کیا پھر تیار کیا چیزوں کو اپنی مراد پر مشابہت اور مخالفت سے اور صورت وہ ہے جس کے ساتھ چیز اپنے غیر سے جدا ہو جیسے صورت آدمی اور گھوڑے کی۔ (فتح)

٦٨٦٠۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسٰى هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَنَّهُمْ أَصَابُوْا سَبَايَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَّسْتَمْتِعُوْا بِهِنَّ وَلَا يَحْمِلْنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةٌ إِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا.

٦٨٦٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنگ بنی مصطلق کے بیان میں کہ انہوں نے قیدی یعنی لونڈی غلام بندی میں پکڑے سو لوگوں نے چاہا کہ لونڈیوں سے صحبت کریں اور نہ حاملہ ہوں تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل یعنی انزال کے وقت عورت کی شرم گاہ سے ذکر نکال کر باہر انزال کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کیا کرو اس واسطے کہ بے شک اللہ نے البتہ لکھ رکھا ہے یعنی لوح محفوظ میں جس کو وہ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے اور دوسری روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی جان پیدا یعنی مقدر کی گئی مگر کہ اللہ اس کا پیدا کرنے والا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد خالق سے اس باب میں مبدع پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی ذاتوں کو اور یہ وہ معنی ہیں جن میں کوئی اللہ کا شریک نہیں اور ازل سے اللہ نے اپنا نام خالق رکھا ہے ان معنوں سے کہ وہ آئندہ پیدا کرے گا اس واسطے کہ خلق کا قدیم ہونا محال ہے اور حدیث میں جو ہے، الا وھی مخلوقة تو اس کے معنی یہ ہیں جس کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا ہے یا اللہ کے نزدیک اس کا پیدا ہونا معلوم ہے ضروری ہے ظاہر کرنا اس کا طرف وجود کی، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾

اللہ نے فرمایا ابلیس سے کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا سجدہ کرنے سے اس کے واسطے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا یعنی آدم علیہ السلام کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس آیت میں ثابت کرتا ہے دونوں ہاتھوں کا اللہ کے واسطے اور وہ دونوں اس کی ذات کی صفات میں سے ہیں اور نہیں ہیں جارحہ برخلاف فرقہ مشبہ کے مشبتہ سے اور جہمیہ کے معطلہ سے اور جو گمان کرے کہ مراد ساتھ دونوں ہاتھوں کے قدرت ہے تو اس کے رد میں کافی ہے یہ کہ ان کا اجماع ہے اس پر کہ اللہ کی قدرت ایک ہے ان لوگوں کے قول میں جو اس کے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور نہیں قدرت اس کے واسطے نفی کرنے والوں کے قول میں اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ قادر ہے لذاتہ اور آیت مذکورہ دلالت کرتی ہے کہ مراد دونوں

ہاتھوں سے قدرت نہیں اس واسطے کہ اس میں ہے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اور اس میں اشارہ ہے طرف ان معنوں کی کہ واجب کرتے ہیں سجدے کو سو اگر ہاتھ ساتھ معنی قدرت کے ہوتا تو آدم علیہ السلام اور شیطان کے درمیان کچھ فرق نہ ہوتا واسطے شریک ہونے دونوں کے اس چیز میں کہ پیدا کیا گیا ہر ایک دونوں میں سے ساتھ اس کے اور وہ اللہ کی قدرت ہے اور البتہ شیطان یوں کہتا کہ آدم علیہ السلام کو مجھ پر کیا فضیلت ہے اور حالانکہ تو نے مجھ کو اپنی قدرت سے پیدا کیا جیسے کہ تو نے آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور جب اس نے کہا کہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا تو اس نے دلالت کی اوپر خاص ہونے آدم علیہ السلام کے ساتھ اس کے کہ اللہ نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اور نہیں جائز ہے کہ مراد دو ہاتھوں سے دو نعمتیں ہوں اس واسطے کہ پیدا کرنا مخلوق کا ساتھ مخلوق کے محال ہے اور اگر ان کو اللہ کی ذات کی صفت ٹھہرایا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جارحہ ہوں کہا ابن تین نے کہ یہ جو فرمایا کہ اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے تو یہ رد کرتا ہے تاویل ہاتھ کو ساتھ قدرت کے اور کہا ابن فورک نے بعض نے کہا کہ مراد اس سے ذات ہے اور نہیں ہے یہ مستقیم ﴿مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا﴾ میں برخلاف قول اس کے ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ اس واسطے کہ وہ بیان کی ہے واسطے رد کے شیطان پر سو اگر حمل کیا جائے ذات پر تو نہ صحیح ہوگا رد۔ (فتح)

٦٨٦١ـ حَدَّثَنِيْ مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا آدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا فَإِنَّهٗ أَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ

۶۸۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کیے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن اس کے واسطے یعنی قیامت کے واسطے یا جو اس کے بعد ذکر کیا جاتا ہے یعنی سو غمناک ہوں گے حشر کی مصیبت سے تو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تا کہ ہم اس مکان سے راحت پائیں تو خوب بات ہو سو آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو یوں کہیں گے کہ اے آدم! کیا تو لوگوں کو نہیں دیکھتا کس حال میں ہیں اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو ہر چیز کے نام سکھلائے ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو راحت دے اس مکان کی تکلیف سے تو آدم علیہ السلام کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں سو یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم نوح علیہ السلام کے پس جاؤ کہ وہ پہلا رسول

الَّتِيْ أَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِيْ أَصَابَهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوْحَهُ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يُقَالُ لِيَ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّيْ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ يُسْمَعْ

ہے کہ اللہ نے اس کو پیغمبر کر کے زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان کے واسطے اپنے خطاؤں کو جو اس سے ہوئیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے جس کو اللہ نے توراۃ دی اور جس سے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان کے واسطے اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور اس کی کلام سے پیدا ہوا یعنی صرف لفظ کن سے پیدا ہوا کوئی اس کا باپ نہیں اور اس کی روح ہے سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اللہ کا خاص بندہ ہے اس کے اگلی پچھلی بھول چوک سب معاف ہو گئی سو وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے سو میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر حکم ہو گا کہ اے محمد! سر اٹھا لے کہہ سنا جائے گا مانگ تجھ کو دیا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں تو میرے واسطے ایک انداز اور مقدار

وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً.

ٹھہرائی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر حکم ہوگا کہ اے محمد! سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے وسطے ایک حد مقرر کی جائے گی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا چاہے گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو میں کہوں گا اے میرے رب! اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا یعنی جس کی مغفرت کا قرآن میں حکم نہیں اور واجب ہے اس پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا یعنی مشرکین اور کافر حضرت ﷺ نے فرمایا نکالا جائے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی ہو پھر نکالا جائے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک گندم کے دانے کے برابر نیکی ہو پھر نکالا جائے گا دوزخ سے ہو شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا

اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر نیکی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے قول اہل موقف کا ہے آدم علیہ السلام کے واسطے کہ اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

٦٨٩٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّآءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهِ وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

٦٨٩٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب و روز بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلا جاری ہے اور فرمایا بھلا دیکھو تو کہ جو کہ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا سواتنے خرچ نے تو اس کے ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے جاری ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور اللہ کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو جھکاتا ہے اور کسی کو اٹھاتا ہے۔

فائدہ: اور مناسبت ذکر عرش کی اس جگہ یہ ہے کہ جب زمین آسمان کا پیدا کرنا ذکر کیا تو اس سے سامع کو خواہش ہوئی اس کی کہ اس سے پہلے کیا تھا سو ذکر کیا زمین و آسمان کے ذکر کرنے سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں ہے میزان کہا خطابی نے کہ یہ مثال ہے اور مراد قسمت ہے درمیان خلق کے اور بعض نے کہا کہ میزان کے معنی یہ ہیں کہ اس نے انداز مقرر کیا ہے ہر چیز کا اور اس کا وقت مقرر کیا ہے اور اس کی حد معین کی ہے سو نہیں ہے کوئی مالک نفع اور ضرر کا مگر اس سے اور ساتھ اس کے اور کہا طیبی نے کہ جائز ہے کہ ہو ملاء و لا یغیضها وسحا خبریں مترادف ید اللہ کے واسطے کہ وہ مبتدا ہے اور جائز ہے کہ تینوں اوصاف ہوں ملائی کے واسطے اور جائز ہے کہ أرأیتم از سرنو کلام ہو اس میں معنی ترقی کے ہیں گویا کہ جب کہا گیا کہ پر ہے تو اس سے وہم ہوا کہ اس کا نقصان جائز ہے سو دور کیا اس وہم کو اپنے اس قول سے کہ اس کو کچھ چیز کم نہیں کرتی اور کبھی چیز پر ہوتی ہے اور جاری نہیں ہوتی سو کہا گیا سحاء واسطے اشارہ کرنے کے طرف فیض کی اور اس کے ساتھ ذکر کیا دن رات کو تاکہ دلالت کرے ہیشگی پر پھر ذکر کیا کہ یہ بصیرت والے پر پوشیدہ نہیں اور جملہ اس کلام کا دلالت کرتا ہے اوپر زیادتی غنا کے اور کمال سعت کے اور نہایت جود کے اور کشادہ عطا کے۔ (فتح)

٦٨٦٣۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

٦٨٦٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قبض کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا کہ میں

عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ وَتَكُوْنُ السَّمٰوَاتُ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ رَوَاهُ سَعِيْدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ.

ہوں بادشاہ یعنی کہاں ہیں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں ظلم کرنے والے کہاں ہیں متکبر؟ اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سنا میں نے سالم سے اس نے کہا سنا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ اس کے اور روایت کیا ہے اس کو سعید نے مالک سے اور کہا ابوالیمان نے خبر دی ہم کو شعیب نے زہری سے کہا خبر دی مجھ کو ابوسلمہ نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فائدہ: اور ثابت ہوا ہے نزدیک مسلم کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے اللہ کی دائیں طرف اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں کہا بیہقی نے کہ آیا ہے بعض روایتوں میں اطلاق لفظ شمال کا اللہ کے ہاتھ پر بطورِ مقابلے کے جو معروف ہے ہمارے حق میں اور اکثر روایتوں میں واقع ہوا ہے پرہیز کرنا اطلاق کرنے اس کے سے اللہ پر یہاں تک کہ کہا کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں تا کہ نہ وہم کیا جائے نقص کا اس کی صفت میں پاک اور بلند ہے اس واسطے کہ بایاں ہاتھ ہمارے حق میں ضعیف تر ہے دائیں سے اور بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ صفت ید کی جارحہ نہیں اور جس جگہ کتاب اور سنت میں اس کا ذکر آیا ہے تو مراد تعلق اس کا ہے ساتھ کائن کے جو مذکور ہے ساتھ اس کے مانند لپیٹنے اور پکڑنے اور قبض کرنے اور کشادہ کرنے اور قبول اور انفاق وغیرہ کی جیسے کہ تعلق صفت کا ہے ساتھ مقتضاء اپنے کے بغیر چھونے کے اور نہیں ہے اس میں تشبیہ کسی حال میں اور اور لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے ساتھ اس کے جو اس کے لائق ہے۔ (فتح)

٦٨٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ يَهُوْدِيًّا جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ

٦٨٦٤۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا اے محمد! بے شک اللہ روک رکھے گا آسمان کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور سب خلق کو ایک انگلی پر پھر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے

عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لَّهٗ.

جو ہنسنے کے وقت ظاہر ہوتے ہیں پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی جیسا حق جاننے اس کے کا ہے کہا یحییٰ نے یعنی اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ ہنسے تعجب سے اور اس کی تصدیق کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد انگلیوں سے اس حدیث میں جارحہ نہیں بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ صفت ہے اللہ کی ذات کی صفتوں سے بغیر کیفیت اور تحدید کے اور ابن فورک سے روایت ہے جائز ہے کہ انگلی ایک مخلوق ہو کہ اللہ اس کو پیدا کرے گا سو اٹھائے گا اللہ اس پر جو اٹھاتی ہے انگلی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے قدرت ہو کہا ابن بطال نے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اس نے ذکر کیا مخلوقات کو اور خبر دی اللہ کی قدرت سے تمام پر سو تبسم فرمایا حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کے واسطے اور تعجب کرنے کے اس سے کہ وہ اس کو اللہ کی قدرت میں بھاری جانتا ہے اور یہ کہ یہ اللہ کی قدرت کے آگے کچھ بڑی بات نہیں اسی واسطے حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ یعنی نہیں قدر اس کی اللہ کی قدرت میں اس چیز پر کہ پیدا کرتا ہے اس حد پر کہ پہنچتا ہے اس کی طرف وہم اور احاطہ کرتا ہے اس کو حصر اس واسطے کہ اللہ قادر ہے کہ روک رکھے اپنی مخلوقات کو بغیر کسی چیز کے جیسے کہ آج ہے اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روکے ہے آسمانوں اور زمین کو یہ کہ اپنی جگہ سے دور ہوں اور اٹھایا آسمان کو بغیر ستون کے اور کہا خطابی نے کہ نہیں واقع ہوا ہے ذکر انگلی کا قرآن اور نہ حدیث قطعی میں جس کا ثبوت قطعی ہو اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ ہاتھ نہیں جارحہ یعنی کا سب تاکہ وہم کیا جائے اس کے ثبوت سے ثبوت انگلیوں کا بلکہ وہ توقیف ہے کہ اطلاق کیا ہے اس کو شارع نے سو نہ اس کی کیفیت بیان کی جائے اور نہ تشبیہ دی جائے اور شاید کہ انگلی کا ذکر یہودیوں نے اس میں ملا دیا ہے اس واسطے کہ یہود مشبہ ہیں اور اس چیز میں کہ دعویٰ کرتے ہیں توراۃ سے الفاظ میں کہ داخل ہوتے ہیں تشبیہ کے باب میں اور نہیں داخل ہیں مسلمانوں کے مذہب میں اور حضرت ﷺ کا اس کے قول سے ہنسنا احتمال ہے کہ رضا مندی کے واسطے ہو اور احتمال ہے کہ انکار کے واسطے ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ اس کی تصدیق کے واسطے ہنسے تو یہ اس کا گمان ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ جو کہا کہ اللہ روک

رکھے گا آسمانوں کو اخیر حدیث تک تو یہ سب قول یہودی کا ہے اور وہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اللہ کا جسم ہے اور یہ کہ اللہ ایک شخص ہے ہاتھ پاؤں وغیرہ والا جیسا کہ غالیوں کا مشبہ سے اعتقاد ہے اور حضرت ﷺ کا ہنسنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہودی کی بے علمی سے تھا اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس وقت یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ یعنی پہچانا انہوں نے اللہ کو جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے اور جس نے اس میں تصدیق کی لفظ زیادہ کی ہے سو وہ کچھ چیز نہیں کہ وہ راوی کے قول سے ہے اور وہ باطل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ محال کی تصدیق نہیں کرتے اور یہ اوصاف اللہ کے حق میں محال ہیں اس واسطے کہ اگر اللہ کے ہاتھ پاؤں ہوتے تو ہماری طرح ہوتا اور محتاج اور حادث ہوتا وغیرہ جو ہمارے حق میں واجب ہے اس کے حق میں واجب ہوتا اور اگر اس طرح ہوتا تو اس کا الٰہ ہونا محال ہوتا اور اگر ایسے اوصاف والا الٰہ ہوسکتا تو دجال بھی الٰہ ہوسکتا اور یہ محال ہے پھر اگر ہم مان لیں کہ حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کی تو تصدیق اس کی معنی میں نہ ہوگی بلکہ لفظ میں جس کو نقل کیا اس نے اپنی کتاب سے اپنے پیغمبر سے اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کا ظاہر مراد نہیں اور جس کی طرف اس نے اخیر میل کی ہے یہ اولیٰ ہے اس چیز سے کہ پہلے بیان کی اس واسطے کہ اس میں طعن ہے معتمد راویوں پر اور رد کرنا ہے صحیح حدیثوں کا اور اگر ہوتا امر برخلاف اس چیز کے کہ سمجھی راوی نے تو البتہ لازم آتی اس سے تقریر حضرت ﷺ کی باطل پر اور ساکت ہونا حضرت ﷺ کا انکار سے اور اللہ کی پناہ اس سے اور سخت انکار کیا ہے ابن خزیمہ نے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کا ہنسنا بطور انکار کے تھا۔ (فتح)

٦٨٦٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

٦٨٦٥۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم! (یہ حضرت ﷺ کی کنیت مبارک ہے) بے شک اللہ پاک روکے رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درخت اور گارے کو ایک انگلی پر اور سب مخلوقات کو ایک انگلی پر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ میں ہوں بادشاہ سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور نہیں جانی انہوں نے قدر اللہ کی جیسا کہ اس کے جاننے کا حق ہے۔

حَقَّ قَدْرِهِ﴾.

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں

٦٨٦٦ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّبُوْذَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِيْنَ وَالْمُنْذِرِيْنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ.

٦٨٦٦ـ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اس کی چوڑائی سے یعنی بلکہ اس کی تیزی سے تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے اور اللہ کی غیرت کے سبب سے اللہ نے بے حیائی کے سب کام حرام کیے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو عذر بہت پسند آتا ہو اور اسی سبب سے اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا جو ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی سبب سے اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے اور کہا عبیداللہ نے یعنی اس نے لا احدٌ کے بدلے لا شخص کہا ہے۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ جو لوگ اللہ کو پاک جانتے ہیں یا ساکت ہیں تاویل سے یا تاویل کرنے والے ہیں اور تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ مراد ساتھ غیرت کے منع کرنا چیز سے اور حمایت اور یہ غیرت کو لازم ہے سو یہ اطلاق بطور مجاز کے ہے مانند ملازمہ وغیرہ کے جو عرب کی زبان میں شائع ہے اور کہا عیاض نے کہ معنی یہ ہیں کہ بھیجا اللہ نے رسولوں کو واسطے اعذار اور انذار خلق کے پہلے پکڑنے ان کے ساتھ عقوبت کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے تا کہ آدمیوں کے واسطے پیغمبروں کے بعد کوئی حجت نہیں اور یہ جو کہا کہ اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے یعنی اس کے واسطے جس نے اس کی فرمانبرداری کی کہا ابن بطال نے کہ مراد مدح سے مدح اس کے بندوں کی ہے ساتھ فرمانبرداری اس کی کے اور پاک کرنے اس کے اس چیز سے کہ اس کے لائق نہیں اور ثنا کرنے کے اوپر اس کے

ساتھ نعمتوں اس کی کے تاکہ ان کو اس کا بدلہ دے اور کہا قرطبی نے کہ ذکر کرنا مدح کا ساتھ غیرت کے اور عذر کے واسطے تنبیہ کرنے سعد رضی اللہ عنہ کے ہے اس پر کہ وہ اپنی غیرت کے ساتھ عمل نہ کرے اور نہ جلدی کرے بلکہ آہستگی اور نرمی کرے اور تحقیق کرے یہاں تک کہ حاصل ہو اوپر وجہ صواب کے سو پہنچے کمال مدح اور ثنا اور ثواب کو واسطے اختیار کرنے اس کے حق کو اور قمع کرنے اپنے نفس کے اور غلبہ اس کے وقت جوش مارنے اس کے اور یہ مانند اس حدیث کے ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے کہ جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے اور کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ نے اس کا وعدہ کیا اور اس میں رغبت دلائی تو بہت ہوا سوال اس کے واسطے اور طلب طرف اس کی اور ثنا اوپر اس کے اور نہیں حجت پکڑی جاتی ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے آدمی کو اپنی تعریف کا حاصل کرنا اس واسطے کہ وہ منع ہے لیکن اگر دل میں اس کی محبت رکھے تو منع نہیں جب کہ اس سے کوئی چارہ نہ ہو سو اللہ تعالیٰ مستحق ہے کمال مدح کے واسطے اور آدمی کو نقص لازم ہے اور اگر وہ کسی جہت سے مدح کا مستحق ہو لیکن مدح اس کے دل کو فاسد کر دیتی ہے اور اس کو اپنے جی میں بڑا بنا دیتی ہے یہاں تک کہ اپنے غیر کو حقیر جانتا ہے اور اسی واسطے آیا ہے کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو اور یہ حدیث صحیح ہے کہا ابن بطال نے اجماع ہے امت کا اس پر کہ نہیں جائز ہے کہ وصف کیا جائے اللہ کو ساتھ شخص کے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے توقیف ساتھ اس کے اور البتہ منع کیا ہے اس سے مجسمہ نے باوجود اس کے کہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جسم ہے نہ مانند جسموں کے کہا اور حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ میں تو صرف لا احد کے لفظ واقع ہوئے ہیں اس میں کچھ اختلاف نہیں پس ظاہر ہوا کہ شخص کی لفظ ایک جگہ میں آئی ہے سو شاید راویوں کے تصرف سے ہے علاوہ ازیں یہ اس مستثنیٰ کے باب سے ہے جو غیر جنس سے ہو مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ﴾ اور حالانکہ ظن علم کی قسم سے نہیں اور یہی ہے معتمد اور کہا ابن فورک نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے اطلاق شخص کا اللہ پر کئی امروں کے واسطے اول یہ کہ نہیں ثابت ہوئی یہ لفظ سمع کے طریق سے دوم یہ کہ اجماع ہے اس کے منع ہونے پر سوم یہ کہ اس کے معنی ہیں جسم مؤلف مرکب اور معنی غیرت کے زجر اور تحریم ہیں پس معنی یہ ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ بڑا زجر کرنے والا ہے تحریم سے اور میں اس سے زیادہ زجر کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر زجر کرنے والا ہے اور طعن کیا ہے خطابی نے سند میں ساتھ متفرد ہونے عبید اللہ کے ساتھ اس لفظ کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے صحیح مسلم وغیرہ کتابوں کی طرف رجوع نہیں کیا جن میں یہ لفظ واقع ہوا ہے غیر روایت عبید اللہ کی سے اور یہ رد کرتا ہے صحیح روایتوں کا اور طعن کرنا حدیث کے اماموں میں جو ضابط ہیں باوجود ممکن ہونے تاویل اس روایت کے جو انہوں نے روایت کی اسی واسطے کرمانی نے کہا کہ نہیں ہے کوئی حاجت ثقہ راویوں کو خطا کار ٹھہرانے کی بلکہ حکم اس کا حکم باقی متشابہات کا ہے یا تفویض یا تاویل اور کہا قرطبی

نے کہ اصل وضع شخص کی جسم آدمی کے واسطے ہے اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہیں پس واجب ہے تاویل اس کی سو بعض نے کہا اس کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بلند اور بعض نے کہا کہ نہیں کوئی شے اور یہ تاویل خوب تر ہے پہلے سے اور واضح تر اس سے لاموجود یا لا احد ہے اور یہ تاویل نہایت خوب تر ہے اور حالانکہ ثابت ہو چکا ہے یہ لفظ دوسری روایت میں اور شاید کہ لفظ شخص کا بولا گیا ہے واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ ثابت کرنے ایمان اس شخص کے کہ دشوار ہے اس کے سمجھنے پر وہ موجود کہ نہ مشابہ ہو کسی چیز کو موجود ذات سے تا کہ نہ نوبت پہنچائے یہ طرف نفی اور تعطیل کی۔ (فتح)

تنبیہ: نہیں تصریح کی بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اطلاق کرنے لفظ شخص کے اللہ پر بلکہ وارد کیا ہے اس کو بطور احتمال کے اور البتہ جزم کیا ہے آئندہ باب میں ساتھ نام رکھنے اس کے شے واسطے ظاہر ہونے اس کے اس چیز میں کہ ذکر کیا اس کو دو آیتوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ﴾ فَسَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى نَفْسَهُ شَيْئًا.

کہہ کون سی چیز بڑی ہے گواہی میں کہہ اللہ سو اللہ نے اپنا نام شے رکھا

فائدہ: اور توجیہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب اَیٌّ کا لفظ استفہام کے واسطے ہو تو ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ نام رکھا گیا ہو ساتھ نام اس چیز کے کہ مضاف ہو اس کی طرف بنا بر اس کے پس صحیح ہوگا کہ اللہ کا نام شے رکھا جائے اور ہوگا کلمہ جلالت کا یعنی اللہ خبر مبتدا محذوف کی یعنی یہ شے وہ اللہ ہے اور جائز ہے کہ مبتدا ہو اس کی خبر محذوف ہو یعنی اللہ اکبر شہادۃ۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ شَيْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰهِ

یعنی اور نام رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا شے اور حالانکہ وہ صفت ہے اللہ کی صفتوں سے

فائدہ: یعنی سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ۔

وَقَالَ ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾

اور کہا کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات

فائدہ: استدلال کرنا ساتھ اس آیت کے مبنی ہے اس پر کہ استثناء اس میں متصل ہے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ میں داخل ہو اور یہی ہے راجح اور اس پر کہ لفظ شے کا اللہ پر بولا جاتا ہے اور یہ بھی راجح ہے اور مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ تعبیر کی گئی ہے جملے سے ساتھ مشہور تر جزء کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد وجہ سے وہ چیز کہ اللہ کے واسطے عمل کی جائے اور بعض نے کہا کہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن اللہ وہ نہیں ہلاک ہوگا اور شے مساوی ہے موجود کی عرف میں لغت میں اور بہر حال قول ان کا لیس بشیء تو یہ بطور مبالغہ کے ہے ذم میں اسی واسطے موصوف کیا ہے اس کو ساتھ صفت معدوم کے اور کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور اثروں میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اطلاق کرنا شے کا اللہ پر جائز نہیں اور رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ معدوم شے ہے اور اتفاق

ہے سب عقلا کا کہ لفظ شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کے ثابت کرنے کو اور لفظ لا شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کی نفی کو مگر یہ قول ان کا لیس بشیء ذم میں کہ یہ بطور مجاز کے ہے۔ (فتح)

٦٨٦٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا.

٦٨٦٧۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن سے کچھ چیز یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں فلانی فلانی سورت کہ اس نے نام لیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ﴾ ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾

اور اس کا عرش پانی پر تھا اور وہ رب ہے بڑے عرش کا

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے دو آیتوں کے دو ٹکڑوں کو ذکر کیا ہے اور باریک بینی کی ہے اس نے دوسری آیت کے ذکر کرنے میں بعد پہلی کے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو وہم کرتا ہے قول اس کے سے جو حدیث میں ہے کہ اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ عرش ازل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور اسی طرح جس نے گمان کیا ہے فلاسفہ سے کہ عرش ہی ہے خالق یعنی پیدا کرنے والا اور صانع اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تھا پہلے اس سے کہ کچھ چیز پیدا کرے سو پہلے پہل قلم کو پیدا کیا اور یہ اولیت محمول ہے اور پیدا کرنے آسمانوں اور زمین کے اور جو ان کے بیچ میں ہے سو بخاری رحمہ اللہ اس کے بعد اللہ کا یہ قول لایا ﴿رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ تو اشارہ کیا اس طرف کہ عرش مربوب ہے اور جو مربوب ہو وہ مخلوق ہے اور ختم کیا باب کو ساتھ اس حدیث کے جس میں ہے سو اچانک میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہیں اس واسطے کہ اس میں ثابت کرنا ہے عرش کے پایوں کا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ عرش جسم مرکب ہے اس کے واسطے ابعاض اور اجزاء ہیں اور جسم مؤلف محدث اور مخلوق ہے اور کہا بیہقی نے کہ اتفاق ہے اہل تفسیر کا اس پر کہ عرش تخت ہے اور جسم ہے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے اور فرشتوں کو حکم کیا اس کے اٹھانے کا اور اس کی تعظیم کرنے کا ساتھ طواف کرنے کے گرد اس کے جیسا کہ اللہ نے زمین میں خانہ کعبہ بنایا ہے اور آدمیوں کو حکم کیا کہ اس کا طواف کریں اور نماز میں اس کی طرف منہ کریں اور آیتوں میں جن کو ذکر کیا اور حدیثوں اور آثار میں دلالت ہے اوپر صحیح ہونے ان کے مذہب کے۔ (فتح)

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ ﴿اسْتَوَى إِلَى السَّمَآءِ﴾ ارْتَفَعَ ﴿فَسَوَّاهُنَّ﴾ خَلَقَهُنَّ وَقَالَ

اور کہا ابوالعالیہ نے استویٰ الی السماء کے معنی ہیں بلند ہوا اور فسواھن کا معنی ہے پیدا کیا ان کو اور کہا مجاہد نے

مُجَاهِدٌ ﴿اِسْتَوٰی﴾ عَلَا عَلَی الْعَرْشِ. استوی علی العرش کے معنی ہیں بلند ہوا عرش پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے استواء مذکور میں اس جگہ کہ استویٰ کے کیا معنی ہیں سو کہا معتزلہ نے کہ اس کے معنی ہیں استیلا ساتھ قہر اور غلبے کے اور کہا جہمیہ نے کہ اس کے معنی ہیں استقرار یعنی قرار پکڑا عرش پر اور کہا بعض اہل سنت نے کہ اس کے معنی ہیں ارتفع اور کہا بعض نے علا اور کہا بعض نے کہ اس کے معنی ہیں ملک اور قدرت اور بعض نے کہا معنی استویٰ کے ہیں فارغ ہوا اور تمام کیا یعنی تمام کیا خلق کو اور بعض نے کہا کہ علی ساتھ معنی الی کے ہے یعنی انتہا ہوا طرف عرش کے یعنی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ عرش کے اس واسطے کہ پیدا کیا خلق کو آگے پیچھے کہا ابن بطال نے بہر حال قول معتزلہ کا سو باطل ہے اس واسطے کہ اللہ ازل سے ہے قاہر غالب اور قول اس کا ثم استویٰ تقاضا کرتا ہے کہ شروع ہوئی یہ وصف بعد اس کے کہ نہ تھی اور ان کی تاویل سے لازم آتا ہے کہ وہ اس میں غلبہ کیا گیا تھا یعنی کوئی اور اس پر غالب تھا پھر قہر کے ساتھ غالب ہوا اس پر جو اس پر غالب تھا اور یہ منتفی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اور بہر حال مجسمہ کا قول سو وہ بھی فاسد ہے اس واسطے کہ استقرار جسم کی صفات سے ہے اور لازم آتا ہے اس سے حلول اور تناہی اور یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے اور لائق ہے ساتھ مخلوقات کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ﴾ اور بہر حال تفسیر استویٰ کی ساتھ علا کے سو وہ صحیح ہے اور وہی ہے مذہب حق اور قول اہل سنت کا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کی ہے ساتھ بلند ہونے کے ﴿سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ اور یہ صفت ہے اس کی ذات کی صفات سے اور روایت کی ابوالقاسم لالکائی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا استویٰ نہیں ہے مجہول اور اس کی کیفیت عقل میں نہیں آتی اور اس کے ساتھ اقرار کرنا ایمان ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے اور ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے کہ وہ پوچھا گیا کس طرح ہے استوی علی العرش تو اس نے کہا کہ استوا معلوم ہے اور کیفیت معلوم نہیں اور اللہ پر ہے پیغمبر کا بھیجنا اور پیغمبر پر ہے پہنچا دینا اور لازم ہے ہم پر مان لینا اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے اوزاعی سے کہ ہم کہتے تھے اور حالانکہ تابعین بہت تھے کہ بے شک اللہ عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے سنت اس کی صفات سے اور روایت کی ثعلبی نے اوزاعی سے کہ وہ پوچھے گئے اللہ کے اس قول سے ثم استویٰ علی العرش سو اس نے کہا کہ وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے آپ کو موصوف کیا یعنی اس میں تاویل نہ کی جائے اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے عبداللہ بن وہب سے کہ ہم مالک کے پاس تھے تو ایک مرد اندر آیا سو اس نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! علی العرش استویٰ کہ کس طرح ہے استویٰ؟ سو مالک نے اپنا سر نیچے ڈالا سو اس کو پسینہ آیا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ الرحمٰن علی العرش استویٰ یعنی اللہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے آپ کو وصف کیا اور نہ کہا جائے کیف اور کیف اس سے مرفوع ہے یعنی اس کی کیفیت معلوم نہیں اور میں معلوم کرتا ہوں کہ تو بدعتی ہے اور اسی

طرح نقل کیا ہے اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے لیکن اس میں ہے کہ اقرار اس کے ساتھ واجب ہے اور سوال کرنا اس سے بدعت ہے اور روایت کی بیہقی نے کہ سفیان ثوری اور شعبہ اور حماد بن زید اور حماد بن سلمہ اور شریک اور ابوعوانہ نہ اللہ کو محدود کرتے تھے اور نہ اس کو کسی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور روایت کرتے تھے ان حدیثوں کو یعنی جس طرح کہ وارد ہوئیں اور نہ کہتے تھے کس طرح کہا ابوداؤد نے اور یہی ہے قول ہمارا کہا بیہقی نے اور اسی پر گزر چکے ہیں ہمارے بڑے اور باسند بیان کیا ہے لالکائی نے محمد بن حسن شیبانی سے کہا کہ اتفاق کیا ہے سب فقہاء نے مشرق سے مغرب تک اس پر کہ ایمان لانا ساتھ قرآن کے اور ان حدیثوں کے کہ روایت کیا ہے ان کو ثقات نے حضرت ﷺ سے بیچ صفت رب کے واجب ہے بغیر تشبیہ اور تفسیر کے اور جو تفسیر کرے کسی چیز کو اس سے اور قائل ہو ساتھ قول جہم کے تو وہ نکلا اس چیز سے جس پر حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب تھے اور الگ ہوا جماعت سے اس واسطے کہ اس نے وصف کیا رب کو ساتھ صفت لاشی کے اور روایت کی اس نے ولید بن مسلم کے طریق سے کہ سوال کیا میں نے اوزاعی اور ثوری اور مالک اور لیث کو ان حدیثوں سے جن میں اللہ کی صفت ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کو بدستور رہنے دو جس طرح کہ وارد ہوئیں بغیر کیف کے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ اللہ کے واسطے نام اور صفات ہیں اور جو مخالفت کرے بعد ثبوت حجت کے تو اس نے کفر کیا اور بہرحال قائم ہونے حجت سے پہلے تو وہ معذور ہے ساتھ جہل کے اس واسطے کہ اس کا علم نہیں پایا جاتا عقل سے اور نہ دیکھنے سے اور نہ فکر سے سو ہم ان صفتوں کو اللہ کے واسطے ثابت کرتے ہیں اور اس سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں یعنی اللہ کسی چیز کی مانند نہیں ہے جس طرح کہ اللہ نے اپنی ذات سے آپ نفی کی سو فرمایا لیس کمثلہ شیء اور باسند بیان کیا ہے بیہقی نے ابوبکر ضبعی کے طریق سے کہا کہ مذہب اہل سنت کا بیچ الرحمٰن علی العرش استویٰ کے بلا کیف ہے اور آثار سلف سے اس میں بہت ہیں اور کہا ترمذی نے جامع میں کہ البتہ ثابت ہو چکی ہیں یہ روایتیں سو ہم ان کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور نہیں کرتے ہم وہم اور نہ کہا جائے کیف اسی طرح آیا ہے مالک اور ابن عیینہ اور ابن مبارک سے کہ انہوں نے ان حدیثوں کو اپنے ظاہر پر گزارا اور یہی قول ہے اہل علم کا اہل سنت و جماعت سے اور بہرحال جہمیہ سو انہوں نے اس سے انکار کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ یہ تشبیہ ہے اور کہا اسحاق بن راہویہ نے کہ تشبیہ تو اس وقت ہوتی ہے جب کہ کہا جائے کہ ہاتھ مانند ہاتھ کے ہے اور کان مانند کان کی اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اہل سنت کا اجماع ہے اوپر اقرار کرنے کے ساتھ اور صفتوں کے جو وارد ہوئی ہیں کتاب اور سنت میں اور انہوں نے اس میں سے کسی چیز کی کیفیت بیان نہیں کی اور بہرحال جہمیہ اور معتزلہ اور خوارج سو انہوں نے کہا کہ جو اقرار کرے ساتھ ان کے وہ مشبہ ہے اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ اقرار کرتے ہیں انہوں نے ان کا نام معطلہ رکھا ہے اور کہا امام الحرمین نے رسالہ نظامیہ میں کہ علماء کو ان صفتوں کے ظواہر میں اختلاف ہے سو بعض نے ان کی تاویل کی ہے اور مذہب ائمہ سلف کا تاویل سے باز رہنا ہے اور جاری کرنا

ان کا ظاہر پر اور سپرد کرنا ان کے معنوں کو اللہ کی طرف اور ہم پیروی کرتے ہیں سلف امت کے عقیدے کی واسطے دلیل قاطع کے کہ اجماع امت کا حجت ہے اور اگر ان ظاہر حدیثوں کی تاویل ضروری ہوتی تو فروع شریعت سے زیادہ اس کا اہتمام کرتے اور جب گزر چکا عصر اصحاب اور تابعین کا اور انہوں نے ان حدیثوں میں تاویل نہ کی سو اسی طریقے کی پیروی کی جائے گی اور پہلے گزر چکا ہے اہل عصر ثالث یعنی تبع تابعین سے اور وہ فقہا ہیں شہروں کے مانند ثوری اور مالک اور اوزاعی کے اور جو ان کے ہم زمانہ ہیں اور اسی طرح جن لوگوں نے ان سے علم سیکھا سو کس طرح نہ اعتماد کیا جائے ساتھ اس چیز کے جس پر قرون ثلاثہ کے علماء کا اتفاق ہے اور حالانکہ وہ بہتر ہیں سب زمانوں کے لوگوں سے ساتھ گواہی صاحب شریعت کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْمَجِيْدُ﴾ الْكَرِيْمُ وَ﴿الْوَدُوْدُ﴾ الْحَبِيْبُ

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مجید کے معنی ہیں کریم اور ودود کے معنی ہیں حبیب یعنی اس آیت میں ذوالعرش المجید وھو الغفور الودود۔

فائدہ: اور مجد کے معنی ہیں فراخی کرم اور جلالت میں اور وصف کیا قرآن کو ساتھ مجید کے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے مکارم دنیاوی اور اُخروی کو کہا ابن منیر نے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو چیز کہ اس باب میں ذکر کی ہے وہ سب شامل ہے اوپر ذکر عرش کے مگر اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ اس نے تنبیہ کی ہے ساتھ اس کے ایک لطیفہ پر وہ یہ کہ مجید آیت میں اوپر کسر کے نہیں ہے صفت عرش کے تاکہ خیال کیا جائے کہ وہ قدیم ہے بلکہ وہ صفت اللہ کی ہے ساتھ دلیل قراءت رفع کے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد جو حمید مجید ذکر کیا ہے تو یہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ وہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صفت اللہ کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ كَأَنَّهُ فَعِيْلٌ مِّنْ مَّاجِدٍ مَّحْمُوْدٌ مِّنْ حَمِدَ.

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں حمید مجید کہ ان کے معنی ہیں محمود ماجد یعنی تو ہے سب خوبیوں سے سراہا گیا بڑائی والا پس حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے اور مجید ساتھ معنی فاعل کے اور مجید فعیل ہے ماجد سے اور حمید ساتھ معنی محمود کے ہے حمد سے۔

٦٨٦٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّيْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٦٨۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اچانک بنی تمیم کی ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو اے بنی تمیم! تو انہوں نے کہا کہ آپ نے ہم کو

وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ قَوْمٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هٰذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَانِيْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ أَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُوْنَهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ.

بشارت دی سو کچھ مال بھی دو پھر یمن کے کچھ لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو اے یمن والو! جب کہ بنی تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا کہ البتہ ہم نے بشارت قبول کی اور ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تا کہ دین کو سمجھیں اور آپ سے پوچھیں کہ اس عالم سے پہلے کیا تھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہی تھا اور اس کے سوائے کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز کو لکھا پھر میرے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ اے عمران! اپنی اونٹنی کو پا سو البتہ وہ چلی گئی سو میں چلا اس کی تلاش کو تو اچانک سراب یعنی خیالی پانی اس سے دور منقطع ہوتا ہے یعنی دور نظر آئی اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے چاہا کہ وہ جاتی رہتی اور میں کھڑا نہ ہوتا یعنی حضرت ﷺ کے پاس سے۔

فائدہ: اور مراد بشارت سے یہ ہے کہ جو مسلمان ہوا اس نے نجات پائی دوزخ میں ہمیشہ رہنے سے پھر اس کو عمل کے موافق بدلہ ملے گا مگر یہ کہ اللہ اس سے معاف کرے کہا کرمانی نے کہ بشارت دی ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرے بہشت میں داخل ہونے کو اس واسطے کہ تعریف کی ان کے واسطے اصول عقائد کی جو مبدا اور معاد ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعریف اس جگہ واقع ہوئی تھی اہل یمن کے واسطے نہ بنی تمیم کے واسطے اور یہ جو کہا کہ آپ نے ہم کو بشارت دی تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مسلمان تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے دنیا کا مال چاہا اور حضرت ﷺ ان کی بے علمی سے غصے ہوئے کہ انہوں نے معلق کیا اپنی امیدوں کو ساتھ دنیا فانی کے اور مقدم کیا اس کو دین کی سمجھ بوجھ پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے ثواب آخرت باقی کا اور کہا کرمانی نے کہ قول ان کا بشرتنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے کچھ بشارت کو قبول کیا لیکن اس کے ساتھ دنیا کا مال بھی طلب کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفی کی ان سے قبول مطلوب کی نہ مطلق قبول کی اور غضبناک ہوئے اس واسطے کہ انہوں نے کلمہ توحید اور مبدا اور معاد کے حقیقت اور ان کی واجب کرنے والی چیزوں سے سوال نہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ہر چیز سے پہلے تھا اور اس کے معنی ہیں کہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ چیز نہ تھی اور یہ صریح تر ہے رد میں اس شخص پر جو ثابت کرتا ہے حوادث کو کہ نہیں ہے کوئی اول واسطے ان

کے اور مراد پہلے کان سے ازلیت اور قدم ہے اور دوسرے کان سے حدوث بعد عدم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جہان دنیا حادث ہے یعنی پہلے نہ تھا پھر پیدا ہوا اس واسطے کہ قول اس کا اور اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ظاہر ہے اس میں اس واسطے کہ ہر چیز جو اللہ کے سوا ہے موجود ہوئی اس کے بعد کہ موجود نہ تھی اور یہ جو کہا کہ تیری اونٹنی جاتی رہی تو ایک طریق میں اس روایت کے اول میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا یعنی مسجد میں اور میں نے اپنی اونٹنی دروازے پر باندھی یعنی اس کا زانو رسی سے باندھا اور یہ جو کہا کہ البتہ میں نے دوست رکھا کہ اونٹنی جاتی رہتی تو یہ افسوس اوپر مجموع جانے اور نہ کھڑے ہونے اس کے ہے نہ ایک پر اس واسطے کہ اس کا جانا تو اس کے چھوٹ جانے سے معلوم ہو چکا تھا اور مراد بالکل جاتے رہنا اس کا ہے۔ (فتح)

٦٨٦٩۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ يَمِيْنَ اللّٰهِ مَلْأَى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِيْ يَمِيْنِهٖ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْفَيْضُ أَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ.

٦٨٦٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا دایاں ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا ہاتھ اس کا شب و روز انڈیلنے والا ہے یعنی ہر دم فیض اس کا جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کہ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اتنے خرچ نے تو اس کے دائیں ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور اللہ کا عرش پانی پر تھا اور اللہ کے دوسرے ہاتھ میں فیض ہے یا فرمایا روک ہے کسی کو اٹھاتا ہے کسی کو جھکاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد پانی سے سمندر کا پانی نہیں بلکہ وہ پانی ہے جو عرش کے نیچے ہے اور احتمال ہے کہ اس کے اٹھانے والوں کے پاؤں دریا میں ہوں جیسا کہ بعض آثار میں آیا ہے روایت کی بیہقی نے سدی کے طریق سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ کہا کہ جس نہر پر کہ ساتویں زمینیں ہیں وہ نہایت خلق کی ہے اس کے کناروں پر چار فرشتے ہیں ہر ایک کے واسطے ان میں چار چار منہ ہیں ایک منہ آدمی کا دوسرا شیر کا تیسرا بیل کا چوتھا نسر کا سو وہ اس پر کھڑے ہیں انہوں نے زمینوں اور آسمانوں کو گھیرا ہوا ہے ان کے سر کرسی کے نیچے ہیں اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں ہے کہ نہیں سات آسمان ساتھ کرسی کے مگر مانند حلقے کی کہ بیابان میں ہو اور نہیں کرسی ساتھ عرش کے مگر مثل حلقے کی کہ بیابان میں ہو۔ (فتح)

٦٨٧٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَآءَ زَيْدُ بْنُ

٦٨٧٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آکر شکایت کی یعنی اپنی عورت کی تو حضرت ﷺ نے فرمانا شروع کیا کہ اللہ سے ڈر اور اپنی

حَارِثَةَ يَشْكُوْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ أَنَسٌ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهٖ قَالَ فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيْكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ وَعَنْ ثَابِتٍ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ نَزَلَتْ فِيْ شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

عورت کو اپنے پاس رہنے دے اور اگر حضرت ﷺ کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے یعنی ﴿وَتُخْفِيْ مَا فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ اور کہا زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی اور بیویوں پر فخر کرتی تھیں کہتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کر دیا اور نکاح کر دیا میرا اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے اور ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت ﴿وَتُخْفِيْ مَا فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ زینب رضی اللہ عنہا اور زید رضی اللہ عنہ کی شان میں اتری۔

فائدہ: زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں حضرت ﷺ نے ان کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا لیکن دونوں میں موافقت نہ ہوئی اکثر لڑائی ہوتی تو زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس آ کر شکایت کی تو کہا کہ میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے پاس رہنے دے اپنی بیوی کو اور ڈر اللہ سے تو حضرت ﷺ کے دل میں آیا اگر زید رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیا تو میں اس سے نکاح کر لوں گا تو اس پر یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا حق حضرت ﷺ پر سب بیویوں سے زیادہ ہے نکاح کر دیا میرا اللہ نے آپ سے عرش کے اوپر سے اور جبریل علیہ السلام وکیل تھے اور میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں آپ کی عورتوں میں سے کوئی بیوی مجھ سے زیادہ تر قریب نہیں۔ (فتح)

٦٨٧١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَّلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِيْ فِي السَّمَآءِ.

۶۸۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اتری آیت حجاب کی زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں حضرت ﷺ نے اس دن لوگوں کو ان کے ولیمے میں روٹی اور گوشت کھلایا اور زینب رضی اللہ عنہا فخر کرتی تھیں حضرت ﷺ کی اور بیویوں پر اور کہتی تھیں کہ نکاح کر دیا میرا اللہ نے آسمان میں۔

فائدہ: قول اس کا آسمان میں اس کا ظاہر مراد نہیں اس واسطے کہ اللہ مبرہ ہے حلول کرنے سے مکان میں لیکن چونکہ

بلندی کی جہت اشرف ہے اپنے غیر سے تو منسوب کیا اس کو اس کی طرف واسطے اشارہ کرنے کے طرف بلند ہونے ذات اور صفات کے اور یہی جواب ہے ان لفظوں میں جو فوقیت میں وارد ہوئے ہیں کہا راغب نے کہ فوق استعمال کیا جاتا ہے مکان میں اور زمان میں اور جسم میں اور ...... اور مرتبے میں اور قہر میں اول کی مثال یہ ہے ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ دوسری کی مثال یہ ہے ﴿اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ تیسری کی مثال یہ ہے ﴿فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ﴾ چوتھے کی مثال یہ ہے ﴿بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا﴾ چھوٹے اور بڑے ہونے میں وعلی ھذا القیاس۔

۶۸۷۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ.

۶۸۷۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ بے شک میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ کتاب کے ...... ہے جو مقدر کی یعنی مقدر کیا اس کو جیسے ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ اور یہ جو کہا عرش سے اوپر تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کا علم اللہ کے نزدیک ہے سو اس کو نہ بھولتا ہے نہ بدلتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿فِيْ كِتَابٍ لَّا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسٰى﴾ اور یا کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں ذکر ہے اقسام خلق کا اور ان کا کاموں کا اور ان کی اجل کا اور ان کی روزی کا اور ان کے حالات کا تو ہوں گے معنی اس کے قول کے سو وہ اس کے پاس عرش پر ہے یعنی ذکر اس کا اور علم اس کا اور یہ سب جائز ہے تخریج میں اس پر کہ عرش خلق مخلوق ہے اس کو فرشتے اٹھاتے ہیں سو نہیں ہے محال یہ کہ ہاتھ لگائیں عرش کو جب کہ اس کو اٹھائیں اگرچہ ہو حامل عرش کا اور حامل اس کے حاملوں کا اللہ اور نہیں ہے قول ہمارا کہ اللہ عرش پر ہے یعنی اس کے ساتھ چھوا ہوا ہے یا قرار گیر ہے اس میں یا جگہ پکڑنے والا کسی جہت میں اس کی جہات سے بلکہ وہ خبر ہے کہ آئی ہے توقیف ساتھ اس کے اور نفی کی ہم نے اس سے کیفیت کی اس واسطے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ جو کہا کہ وہ کتاب اس کے پاس عرش پر ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ حکمت نے چاہا کہ ہو عرش حامل واسطے اس چیز کے کہ چاہی اللہ نے اثر حکمت اللہ اور اس کی قدرت کی سے اور پوشیدہ غیب اس کی سے تا کہ مجرد ہو وہ اللہ ساتھ اس کے طریق علم اور احاطہ کے سے سو ہو گی یہ بڑی دلیل او پر اکیلے ہونے اس کے ساتھ علم غیب کے اور کبھی ہوتی ہے یہ تفسیر واسطے اس کے قول کے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ یعنی جس کو چاہا اپنی قدرت سے اور وہ کتاب اس کی ہے جس کو عرش پر رکھا۔ (فتح)

۶۸۷۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنِيْ هِلَالٌ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِيْ أَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهٗ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ.

۶۸۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے اللہ کو اور اس کے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا تو وعدے کی راہ سے ضرور ہوگیا اللہ پر اس کا بہشت میں لے جانا خواہ اس نے اپنا وطن اللہ کی راہ میں جہاد کے واسطے چھوڑا ہو یا اسی زمین میں ٹھہرا رہا جس میں پیدا ہوا اصحاب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو اس کی خوشخبری سنائیں کہ بہشت جہاد اور ہجرت پر موقوف نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں سو بلند درجے ہیں کہ اللہ نے مجاہدین کے واسطے مقرر کیے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں سو جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ فردوس سب بہشتوں کے درمیان میں ہے اور سب سے اونچی ہے اور اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی سب نہریں نکلتی ہیں۔

فائدہ: یعنی ہر چند بہشت جہاد پر موقوف نہیں اصل نجات کے واسطے ایمان اور نماز روزہ کفایت کرتا ہے لیکن تم ہمت کو پست نہ کرو کہ صرف نجات پر قناعت کرو بلکہ ہمت بلند رکھو جہاد کرو تا کہ فردوس پاؤ جس کے آگے سب بہشتیں پست ہیں اور اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا اللہ پر حق ہے تو یہ مانند اس آیت کی ہے ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ اور اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ اللہ پر لازم ہے اس واسطے کہ نہ کوئی اس کے واسطے حکم کرنے والا ہے نہ منع کرنے والا جو واجب کرے اس پر وہ چیز کہ لازم ہو اس کو مطالبہ ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی ہیں پورا کرنا اس چیز کا کہ وعدہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے ثواب سے اور اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا اور یہ جو کہا کہ بہشت میں سو درجے ہیں تو اس میں زیادتی کی نفی نہیں یعنی اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سو سے زیادہ نہیں اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ قرآن والے سے کہا جائے گا کہ پڑھ قرآن کو کھول کھول کر صاف جیسے تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا اس واسطے کہ تیری جگہ اخیر آیت کے پاس ہوگی جو تو پڑھے گا اور قرآن کی آیتوں کا عدد چھ ہزار اور دو سو سے زیادہ ہے اور اس حدیث میں یہ بیان

نہیں ہوا کہ زمین آسمان کے درمیان کتنا فرق ہے سو ترمذی کی روایت میں ہے کہ سو برس کی راہ ہے اور طبرانی میں ہے کہ پانچ سو برس کی راہ ہے اور ابن خزیمہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہلے آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ موٹائی ہر آسمان کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور کرسی اور پانی کے درمیان پانچ برس کی راہ ہے اور عرش پانی سے اوپر ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ عرش سے اوپر ہے اور نہیں پوشیدہ اس پر کوئی چیز تمہارے عملوں میں سے اور ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ ساتویں آسمان کے اوپر دریا ہے جو پانچ سو برس کی راہ چوڑا ہے پھر اس سے اوپر آٹھ اوحال ہیں کہ ان کے کھر اور گھٹنوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اس سے اوپر عرش ہے اس کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے اوپر ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زمین سے آسمان تک اکہتر یا بہتر سال کی راہ ہے سو دونوں عدد کے اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ پانچ سو برس کی روایت محمول ہے آہستہ چلنے والے پر جیسا پیادے کا چلنا اور اکہتر برس کی روایت محمول ہے جلدی چلنے والے پر جیسا دوڑنے والا اور اگر ستر کی روایت پر زیادتی کے ساتھ تحدید نہ ہوتی تو ہم ستر برس کی روایت کو مبالغہ پر محمول کرتے۔ (فتح)

٦٨٧٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِيْ أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا فِيْ قِرَآئَةِ عَبْدِ اللّٰهِ.

۶۸۷۴۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے سو جب سورج غروب ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ یعنی بعد غروب ہونے کے سو میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جاتا ہے اجازت مانگتا ہے سجدے کی تو اس کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور گویا کہ اس کو کہا گیا کہ تو پلٹ جا جدھر سے آیا ہے تو نکلے گا مغرب کی طرف سے پھر پڑھی یہ آیت یہ اس کی قرار گاہ ہے عبداللہ کی قراءت میں، یعنی اور مشہور قراءت یہ ہے لمستقر لها۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ عرش مخلوق ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے واسطے اوپر اور نیچا ہے اور یہ دونوں مخلوق کی صفات میں سے ہیں اور مغرب

سے سورج چڑھنے کا بیان کتاب الرقاق میں گزر چکا ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو کہا کہ سورج اجازت مانگتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اس میں زندگی پیدا کرتا ہے پس پیدا کرتا ہے کلام کرنے کو نزدیک اس کے اس واسطے کہ اللہ قادر ہے اوپر زندہ کرنے جماد اور مردوں کے اور بعض نے کہا احتمال ہے کہ اجازت مانگنے کی نسبت سورج کی طرف مجازی ہو اور مراد اس سے وہ فرشتے ہوں جو اس کے ساتھ موکل ہیں۔ (فتح)

٦٨٧٥۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَآئَةٌ.

٦٨٧٥۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہلا بھیجا کہ میں قرآن کو جمع کروں سو میں نے قرآن کو تلاش کیا یعنی لوگوں سے یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی اخیر آیت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پائی کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ آیت یہ ہے ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ سورۂ براء ۃ کے اخیر تک۔

فائدہ: اس آیت کا اخیر یہ ہے ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ یعنی وہ رب ہے بڑے عرش کا اور یہی مراد ہے اس جگہ اس حدیث سے اس واسطے کہ اس میں ثابت کیا ہے عرش کے واسطے رب ہے پس وہ مربوب ہے اور ہر مربوب مخلوق ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ.

حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن بکیر نے کہا حدیث سنائی ہمیں لیث نے یونس سے اسی اسناد کے ساتھ اور کہا ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔

٦٨٧٦۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيمُ الْحَلِيمُ لَا

٦٨٧٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال سختی کے وقت کہتے تھے کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے جو جاننے والا اور حلم والا ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ رب ہے بڑے عرش کا نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے وہ رب ہے آسمانوں اور

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.

زمین کا اور رب ہے عرش کریم کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے۔

٦٨٧٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ وَقَالَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ.

٦٨٧٧۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بے شک لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے سو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح نہ دیکھوں گا کہ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ پکڑے ہیں اور دوسری روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ پہلے پہل میں ہوش میں آؤں گا سو اچانک دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا عرش سرخ یاقوت سے ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ وَقَالَ أَبُو جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَخِيهِ اعْلَمْ لِي عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْعَمَلُ الصَّالِحُ﴾ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ يُقَالُ ﴿ذِي الْمَعَارِجِ﴾ الْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ إِلَى اللّٰهِ.

اللہ نے فرمایا کہ چڑھتے ہیں فرشتے اور روح اس کی طرف اور فرمایا کہ اسی کی طرف چڑھتے ہیں کلمے پاک، اور کہا ابو جمرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ معلوم کر آ میرے واسطے علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، اور کہا مجاہد نے کہ عمل صالح بلند کرتے ہیں نیک باتوں کو کہا جاتا ہے ذی المعارج یعنی فرشتے اللہ کی طرف چڑھتے ہیں۔

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سو اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ آئی ہے اس کی تفسیر میں اخیر کلام میں یعنی فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں اور ذی المعارج اللہ کی نعت ہے وصف کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اپنے نفس کو اس واسطے کہ فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں کہ پاک کلموں سے مراد ذکر اللہ کا ہے اور نیک عمل سے مراد فرائض کا ادا کرنا ہے سو جو اللہ کو یاد کرے اور اس کے فرائض کو ادا نہ کرے تو اس کا کلام رد کیا جاتا ہے اور بہر حال دوسری آیت سو اشارہ کیا طرف تفسیر مجاہد کی اس کے واسطے پہلے اثر میں اور کہا فراء نے کہ یہ جو کہا کہ نیک عمل بلند کرتا ہے نیک بات کو یعنی قبول ہوتی ہے نیک بات جب کہ وہ ساتھ اس کے نیک عمل اور بہر حال تعلیق ابو جمرہ کی سو یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے قول ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ہے اپنے بھائی کے واسطے کہ میرے واسطے معلوم کر آ علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے کہا بیہقی نے کہ مراد نیک بات کے چڑھنے سے قبول ہونا اس کا ہے اور چڑھنا فرشتوں کا اپنی جگہوں کی طرف ہے آسمانوں میں اور یہ جو کہا طرف اللہ کی تو یہ محمول ہے تفویض پر یعنی اس کے معنی کو اللہ ہی جانتا ہے ہم اس کے ساتھ ایمان لائے جیسا کہ سلف سے گزر چکا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب میں رد کرنا ہے جہمیہ مجسمہ پر کہ وہ ان ظواہر سے تعلق پکڑتے ہیں اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ اللہ جسم نہیں پس نہ محتاج ہوگا طرف مکان کی کہ اس میں قرار پکڑے اس واسطے کہ اللہ موجود تھا اور مکان کوئی نہ تھا اور اضافت معارج کی اس کی طرف اضافت تشریف ہے اور یہ جو کہا کہ اس کی طرف چڑھتے ہیں تو اس کے معنی ہیں بلند ہونا اس کا باوجود پاک ہونے اس کے مکان سے۔ (فتح)

۶۸۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ فَيَقُوْلُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

۶۸۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں فرشتے ہر ایک رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو اللہ ان سے پوچھتا ہے اور حالانکہ وہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ہم نے ان کو نماز پڑھتے۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں جو رات کو تمہارے درمیان رہے اور البتہ تمسک

کیا ہے ساتھ ظاہر احادیث باب کے اس نے جو گمان کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بلندی کی جہت میں ہے اور میں نے بیان کر دیا ہے پہلے باب میں کہ اللہ کے حق میں بلند ہونے کے کیا معنی ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صدقہ دے گا کھجور کے برابر حلال روزی سے اور نہیں چڑھتا اللہ کی طرف سوائے حلال کے یعنی نہیں قبول کرتا سوائے حلال کے سو بے شک اللہ اس کو قبول فرماتا ہے اپنے دائیں ہاتھ سے پھر اس کو پالتا ہے دینے والے کے واسطے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ اس چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ورقاء نے الخ یعنی ورقا کی روایت سلیمان کی روایت کے موافق ہے مگر ان کے شیخ کے شیخ میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ ذکر دائیں ہاتھ کا جو اس حدیث میں آیا ہے تو اس کے معنی ہیں اچھی طرح قبول کرنا اس واسطے کہ اہل ادب کی عادت جاری ہے کہ دایا ہاتھ کمینی چیزوں کو نہیں لگاتے بلکہ قدر والی چیزوں کو دایا ہاتھ لگاتے ہیں اور اللہ کا بایاں ہاتھ نہیں اس واسطے کہ وہ محل نقص کا ہے ضعف میں بلکہ وارد ہوا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور نہیں ہے مراد اس سے جارحہ بلکہ وہ توقیف ہے سو ہم اس کو مطلق چھوڑتے ہیں جس طرح وارد ہوا اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتے اور یہ مذہب ہے اہل سنت اور جماعت کا۔ (فتح)

٦٨٧٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِهِنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

٦٨٧٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رنج اور کمال سختی کے وقت ان کلموں سے دعا کرتے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے جو بڑائی والا صاحب حلم ہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے جو بڑے عرش کا مالک ہے نہیں کوئی لائق پوجنے کے سوائے اللہ کے جو آسمانوں کا رب ہے اور عزت والے عرش کا رب ہے۔

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.

٦٨٨٠۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ أَوْ أَبِي نُعْمٍ شَكَّ قَبِيصَةُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ.

٦٨٨٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سنا بھیجا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا۔

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَتَغَيَّظَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطِيهِ صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُطِيعُ اللّٰهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي فَسَأَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَمَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے کچھ کچا سونا (مٹی ملا ہوا) بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا ایک اقرع بن حابس دوسرا عیینہ تیسرا علقمہ چوتھا زید خیل تو مہاجرین اور انصار ناراض ہوئے سو انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں پس سامنے آیا ایک مرد گہری آنکھوں والا اونچی پیشانی والا گھنی داڑھی والا اونچے رخساروں والا سر منڈا سو اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اللہ کی فرمانبرداری کرے گا جب کہ میں اس کی نافرمانی کروں گا سو اللہ مجھ کو زمین والوں پر امین جانتا ہے اور تم مجھ کو امین نہیں جانتے تو قوم میں سے ایک مرد نے اس کے قتل کی اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی میں گمان کرتا ہوں اس کو خالد رضی اللہ عنہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے سے منع کیا پھر جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بے شک اس کی اصل اور نسل سے ایک قوم پیدا ہو گی کہ قرآن کو پڑھیں گے کہ ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہو گی زبان

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِيءِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہ لوگ نکل جائیں گے دین اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے مسلمانوں کو قتل کریں گے بت پرستوں کو چھوڑیں گے اگر میں نے ان کو پایا تو البتہ ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں گزر چکی ہے اور اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ تم مجھ کو امین نہیں جانتے اور حالانکہ میں امین ہوں اس کا جو آسمان میں ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت اس کی ترجمہ سے اور باب کی حدیث میں اگرچہ اس کا ذکر نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں لفظ ترجمہ کے موافق ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ باب میں وہ حدیث داخل کرتا ہے جس کے بعض طریقوں میں وہ لفظ ہو جو باب کے موافق ہو اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور مراد اس کی رغبت دلانا ہے بہت یاداشت رکھنے کے۔ (فتح)

٦٨٨١۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

٦٨٨١۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا اس آیت کے معنی سے اور سورج چلتا ہے اپنی قرارگاہ تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرارگاہ اس کی عرش کے نیچے ہے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے اس باب کی سب حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں ہے اس میں مگر رب العرش اور مطابقت اس کی اور اللہ داناتر ہے اس جہت سے کہ اس نے تنبیہ کی اوپر باطل ہونے قول اس شخص کے جو ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے جہت کو اللہ کے اس قول کی دلیل سے ذی المعارج سو اس نے سمجھا کہ علو فوقی منسوب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سو بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ جس جہت پر صادق آتا ہے کہ وہ آسمان ہے اور جس جہت پر صادق آتا ہے کہ وہ عرش ہے ہر ایک دن دونوں میں سے مخلوق مربوب ہے اور ہر مخلوق محدث ہے اور اللہ اس سے پہلے تھا پھر یہ مکانات پیدا ہوئے اور قدیم ہونا اللہ کا محال جانتا ہے وصف کرنے اس کے کو ساتھ جگہ پکڑنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ اور بہت منہ اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی طبری اور ترمذی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو اپنے مالک کی طرف ہزار برس دیکھا کرے گا اور افضل بہشتیوں میں وہ ہوگا جس کو ہر روز دو بار اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہوگا پھر یہ آیت پڑھی کہا سفید اور صفائی سے یعنی ناضرہ سے مراد یہ ہے کہ سفید اور صاف ہوں گے اور روایت کی طبری نے اسرائیل سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو دیکھے گا اپنے باغوں کو اور اپنی بیویوں کو اور اپنے خادموں کو اور نعمتوں کو اور تختوں کو ہزار برس کی راہ اور بڑا افضل بہشتی اللہ کے نزدیک وہ ہوگا جس کو صبح وشام اللہ پاک کا دیدار ہوگا اور روایت کی عبد بن حمید نے عکرمہ سے کہ دیکھو اللہ نے اپنے بندے کو کیا نور دیا ہے اس کی آنکھ میں اللہ کے دیدار کرنے سے اور اگر تمام خلقت کا نور بندے کی آنکھوں میں ڈالا جائے پھر سورج کے آگے سے ایک پردہ اٹھایا جائے اور حالانکہ سورج کے آگے ستر پردے ہیں تو اس کو نہ دیکھ سکے اور سورج کا نور کرسی کے نور کی ستر جز سے ایک جز ہے اور نور کرسی کا عرش کے نور کے ستر جز سے ایک جز ہے اور عرش کا نور پردہ جلال کے نور کے ستر جز سے ایک جز ہے اور ثابت ہو چکا ہے آیت اور صحیح حدیثوں سے کہ قیامت میں مسلمانوں کو اللہ کا دیدار ہوگا اور مبالغہ کیا ہے ابن عبدالبر نے بیچ رد کرنے اس چیز کے کہ آئی ہے مجاہد سے کہ مراد آیت میں ثواب کو دیکھنا ہے نہ اللہ کو اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض معتزلہ نے اور نیز تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فان لم تكن تراه فانه يراك کہ اس میں اشارہ ہے طرف نفی رؤیت کی اور جواب یہ ہے کہ منفی اس میں دنیا میں اللہ کو دیکھنا ہے اس واسطے کہ عبادت خاص ہے ساتھ دنیا کے سو اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے تو بعید نہیں اور گمان کیا ہے ایک جماعت نے متکلمین میں سے کہ حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کافر لوگ قیامت میں اللہ کو دیکھیں گے عام ہونے لقا اور خطاب کے سبب سے اور بعض نے حجت پکڑی ہے اس پر ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ کافر دوزخ میں گر پڑیں گے اور باقی رہیں گے مسلمان اور ان میں منافق بھی ہوں گے پھر ہر آدمی کو اس کی روشنی دی جائے گی پھر منافقوں کی روشنی بجھ جائے گی اور جواب دیا ہے انہوں نے اللہ کے قول سے ﴿إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ کہ یہ بعد دخول بہشت کے ہے اور یہ حجت پکڑنا ان کا مردود ہے اس واسطے کہ اس آیت کے بعد یہ ہے ﴿ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ﴾ یعنی پھر وہ دوزخ میں داخل ہوں گے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ حجاب اس سے پہلے واقع ہوا ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حجاب واقع ہوا ہے وقت بجھ جانے نور کے اور یہ جو آیا ہے کہ اللہ ظہور کرے گا مسلمانوں کے واسطے اور جو ان میں مخلوط ہوں گے منافقوں سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب کو اللہ کا دیدار ہوگا

اس واسطے کہ اللہ ان کو جانتا ہے سو انعام کرے گا مسلمانوں پر ساتھ دیدار کے سوائے منافقوں کے جیسا کہ منع کرے گا ان کو سجدہ کرنے سے اور علم اللہ کے نزدیک ہے اور ثابت ہوتا ہے دیدار الٰہی کا آخرت میں نظر کے طریق سے کہ جو چیز کہ موجود ہے اس کا دیکھنا ممکن ہے اور یہ بطورِ تنزل کے ہے ورنہ خالق کی صفتیں مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں اور دلائل سماعی ثابت کرنے والے ہیں اللہ کے دیدار کو آخرت میں مسلمانوں کے واسطے سوائے اور لوگوں کے یعنی قیامت میں اللہ کا دیدار فقط مسلمانوں کو ہوگا ان کے سوائے اور لوگوں کو نہیں ہوگا لیکن دنیا میں اللہ کا دیدار کسی کو نہیں ہوگا لیکن اختلاف ہے ہمارے حضرت ﷺ کے حق میں کہ آپ نے اللہ کو دنیا میں دیکھا ہے یا نہیں اور علماء نے دنیا اور آخرت میں فرق یہ بیان کیا ہے کہ اہل دنیا کی آنکھیں فانی اور ان کی آنکھیں آخرت میں باقی ہیں اور یہ فرق کھرا ہے لیکن نہیں منع کرتا اس کی تخصیص کو ساتھ اس کے کہ ثابت ہوا ہے واقع ہونا اس کا اس کے واسطے اور جمہور معتزلہ نے اللہ کے دیدار سے قیامت میں انکار کیا ہے اس سند سے کہ شرط مرئی کی یہ ہے کہ ہو جہت میں اور اللہ پاک ہے جہت سے اور اتفاق ہے ان کا اس پر کہ وہ بندوں کو دیکھتا ہے بغیر جہت کے اور جو اللہ کا دیدار ثابت کرتے ہیں ان کو اختلاف ہے کہ دیدار کے کیا معنی ہیں سو بعض نے کہا کہ حاصل ہوتا ہے دیکھنے والے کے واسطے علم ساتھ اللہ کے آنکھ کے دیکھنے سے جیسا کہ اور مرئیات میں ہے اور وہ موافق قول حضرت ﷺ کے ہے باب کی حدیثوں میں جیسے تم چاند کو دیکھتے ہو لیکن وہ پاک ہے جہت اور کیفیت سے اور یہ امر زائد ہے علم پر اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ دیدار کے علم ہے اور بعض نے کہا کہ دیدار اللہ کا ایک قسم ہے کشف کی لیکن وہ اتم اور واضح تر ہے علم سے اور یہ قریب تر ہے طرف صواب کی پہلے معنی سے اس واسطے کہ نہیں اختصاص ہے اس وقت واسطے بعض کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ نہیں متفاوت ہوتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مذہب اہل سنت اور جمہور امت کا یہ ہے کہ آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے اور منع کیا ہے خوارج اور معتزلہ اور بعض مرجیہ نے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ دیدار واجب کرتا ہے اس کو کہ مرئی محدث ہو اور حال ہو مکان میں اور جو تمسک کیا ہے انہوں نے فاسد ہے واسطے قائم ہونے ادلہ کے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور روایت اپنے تعلق میں ساتھ مرئی کے بجائے علم کے ہے بیچ تعلق پکڑنے اس کے ساتھ معلوم کے حدوث کو واجب نہیں کرتا تو اسی طرح مرئی کا حال ہے کہا اور تعلق پکڑا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ اور ساتھ قول اس کے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ اور جواب اول سے یہ ہے کہ نہیں باقی ہیں اس کو آنکھیں دنیا میں تاکہ دونوں دلیلوں میں تطبیق ہو اور ساتھ اس کے کہ نفی ادراک کی نہیں مستلزم ہے رؤیت کی نفی کو اس واسطے کہ ممکن ہے دیکھنا چیز کا بغیر احاطہ کرنے کے ساتھ حقیقت اس کی کے اور دوسری آیت میں بھی مراد نفی سے دنیا ہے اور اس واسطے کہ نفی شے کی اس کے محال ہونے کو تقاضا نہیں کرتی باوجود اس چیز کے کہ آئی ہے احادیث ثابتہ سے موافق آیت کے اور البتہ قبول کیا ہے ان کو مسلمانوں نے اصحاب اور تابعین

کے زمانے سے یہاں تک کہ اللہ کے دیدار کا منکر پیدا ہوا اور اس نے سلف کی مخالفت کی۔ (فتح)

٦٨٨٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوْا.

٦٨٨٢۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بے شک تم قیامت کے دن دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اس کے دیکھنے میں یعنی خلقت کے ہجوم سے اس کے دیدار میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو۔

٦٨٨٣۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا.

٦٨٨٣۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم دیکھو گے اپنے رب کو ظاہر اپنی دونوں آنکھوں سے۔

٦٨٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَآئِدَةَ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ.

٦٨٨٤۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کو ہم پر نکلے سو فرمایا کہ بے شک تم قیامت میں دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اس کے دیکھنے میں۔

٦٨٨٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

٦٨٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھیں گے؟ تو

عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا شَافِعُوْهَا أَوْ مُنَافِقُوْهَا شَكَّ إِبْرَاهِيْمُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَآءَ نَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتْبَعُوْنَهٗ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِيْ أَوَّلَ مَنْ يُجِيْزُهَا وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک پڑتا ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو تردد اور اختلاف اور ہجوم ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ اس کے آگے بدلی نہ ہو اور آسمان صاف ہو؟ اصحاب نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا سو بے شک تم اللہ کو بھی اسی طرح دیکھو گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ جو کسی چیز کی بندگی کر رہا ہو تو چاہیے کہ اس کا ساتھ دے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جائے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہو گا وہ آفتاب کے ساتھ جائے گا اور جو چاند کو پوجتا ہو گا وہ چاند کے ساتھ جائے گا اور جو بتوں اور دیو بھوت کو پوجتا ہو گا وہ ان کے ساتھ جائے گا اور یہ امت محمدی ﷺ باقی رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے یا یوں فرمایا پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہو گا سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے کہ ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو سو جب کہ ظاہر ہو گا ہم اپنے رب کو پہچان لیں گے پھر حق تعالیٰ اس صفت میں ظاہر ہو گا جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے تو وہ اس کے ساتھ ہوں گے اور دوزخ کے پشت پر پل صراط رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے عبور کریں گے اور پیغمبروں کے سوائے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس نے یہ ہو گا الٰہی! پناہ پناہ اور دوزخ میں آنکڑے ہیں جیسے سعدان کا کانٹے سعدان ایک درخت کا نام ہے اس کے کانٹے سر کج ہوتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے

إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُوبَقُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ أَوِ الْمُوثَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ أَوِ الْمُجَازَى أَوْ نَحْوُهُ ثُمَّ يَتَجَلّٰى حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُّخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّرْحَمَهُ مِمَّنْ يَّشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ بِأَثَرِ السُّجُوْدِ تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ بِمَا شَاءَ أَنْ يَّدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِيْ رَبَّهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ مَا شَاءَ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ

کانٹے دیکھے ہیں؟ اصحاب نے کہا ہاں یاحضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کے آنکڑے بھی سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر یہ کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہیں وہ لوگوں کو دوزخ کے اندر پل صراط سے کھینچ لیں گے ان کے بد اعمال کے سبب سے سو ان میں سے بعض آدمی ایماندار ہوگا اپنے عمل کے سبب سے باقی رہے گا یعنی بچ رہے گا یا بعض آدمی اپنے عمل سے ہلاک ہو جائے گا یہ شک ہے راوی کو اور بعض آدمی آدھ موا یا بدلا دیا گیا یا مانند اس کے پھر اللہ پاک ظاہر ہوگا یہاں کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو کہ چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے اس کو نکالیں جس نے اللہ کے ساتھ کچھ شرک نہ کیا ہو جس پر اللہ نے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو گواہی دیتا ہو اللہ کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے تو فرشتے ان کو دوزخ میں پہچان لیں گے ان کے سجدے کے نشان سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو اللہ نے دوزخ پر سجدے کے مکان کا جلانا حرام کیا ہے سو وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے جلے بھنے ہوئے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا تو اس کے نیچے وہ جم اٹھیں گے جیسے کہ سیلاب کے کوڑے میں خودرو دانہ جم اٹھتا ہے پھر حق تعالیٰ بندوں کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ جائے گا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا اور وہ دوزخیوں میں سے سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب! تو میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کہ اس کی بدبو نے مجھ کو تنگ کر دیا اور اس کی لاٹ نے مجھ کو جلا ڈالا

يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَىْ رَبِّ قَدِّمْنِىْ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِىْ غَيْرَ الَّذِىْ أُعْطِيْتَ أَبَدًا وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَىْ رَبِّ وَيَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَقُوْلَ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيْتَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهٗ وَيُعْطِىْ مَا شَآءَ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهٗ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَا فِيْهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَىْ رَبِّ أَدْخِلْنِى الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَىْ رَبِّ لَا أَكُوْنَنَّ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ قَالَ لَهٗ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ لَهٗ تَمَنَّهْ فَسَأَلَ رَبَّهٗ وَتَمَنّٰى حَتّٰى إِنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهٗ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِىُّ قَالَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ وَأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىُّ مَعَ أَبِىْ هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهٖ شَيْئًا حَتّٰى إِذَا حَدَّثَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ

سو وہ اللہ سے دعا کیا کرے گا جہاں تک کہ اللہ اس کا دعا کرنا چاہے گا پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں یہ تیرا سوال پورا کر دوں تو اس کے بعد تو کچھ اور بھی سوال کرے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا تیری عزت کی قسم ہے سو نہ مانگنے میں اپنے رب سے قول وقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا پھر اللہ اس کے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا پھر جب وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا اور اس کو دیکھے گا تو چپ رہے گا جتنا اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو قول وقرار نہیں کر چکا ہے کہ پہلے سوال کے سوا جو میں نے تجھ کو دیا کبھی کچھ نہ مانگیکا تیرا برا ہو اے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے پھر کہے گا اے میرے رب! اللہ سے دعا مانگے گا یہاں تک کہ اللہ فرمائے گا کہ اگر میں تیرا یہ مطلب پورا کر دوں تو اس کے سوائے اور بھی کچھ مانگے گا تو وہ کہے گا کہ تیری عزت کی قسم ہے کہ میں تجھ سے اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا تو اپنے رب سے نہ مانگنے میں قول وقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا تو اللہ اس کو بہشت کے دروازے تک آگے بڑھا دے گا سو جب وہ بہشت کے دروازے پر کھڑا ہو گا تو تمام بہشت اس پر ظاہر ہو جائے گی سو اس کو نظر آئے گا جو کچھ اس میں ہے نعمت اور خوشی سے سو چپ رہے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! اب مجھ کو بہشت میں داخل کر تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو قول وقرار نہیں کر چکا ہے کہ اب تو نہ مانگے گا سوائے اس کے جو میں نے تجھ کو دیا تیرا برا ہو اے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق

وَتَعَالٰی قَالَ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ أَشْهَدُ أَنِّيْ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ.

میں بدبخت بے نصیب نہیں ہونا چاہتا سو ہمیشہ دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ اس پر راضی ہو جائے گا سو جب کہ اللہ راضی ہوگا تو فرمائے گا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جائے گا تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہاں تک اس پر کرم ہوگا کہ حق تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا تو فرمائے گا کہ فلانی چیز اور فلانی چیز مانگ یہاں تک کہ جب اس کی سب ہوس اور خواہشیں ہو چکیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ تیرے سوال پورے ہوئے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔ کہا عطاء نے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نہ رد کرتے تھے ان پر ان کی حدیث سے کچھ چیز یہاں تک کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اتنا اور بھی تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے ساتھ دس گنا اور بھی اے ابو ہریرہ! یعنی دونا نہیں بلکہ دس گنا ہے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں یاد رکھا میں نے مگر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس کے ساتھ اتنا اور بھی کہا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں نے یاد رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قول آپ کا کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اس کے ساتھ دس گنا اور بھی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو یہ مرد سب بہشتیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور تضامون کے معنی ہیں کہ نہ جمع ہوں گے تم اس کے دیدار کے واسطے ایک جہت میں اور جسیم ہو بعض تمہارا بعض کے ساتھ اور ساتھ تخفیف کے ضیم سے ہے یعنی نہ ظلم ہوگا تم پر اس کے دیدار میں کہ بعض کو دیدار ہو اور بعض کو نہ ہو اللہ بلند ہے جہت سے اور تشبیہ ساتھ دیکھنے چاند کے واسطے دیکھنے کے ہے سوائے تشبیہ مرئی کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے۔ (فتح)

٦٨٨٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

٦٨٨٦۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِمَا ثُمَّ قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلٰى مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيْبِ مَعَ صَلِيْبِهِمْ وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ حَتّٰى يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغُبَّرَاتٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ فَيُقَالُ لِلْيَهُوْدِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيْدُوْنَ قَالُوْا نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوْا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِيْ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارٰى مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيْدُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوْا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِيْ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ

نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو قیامت میں اللہ کا دیدار ہو گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جب کہ روشن ہو اور آسمان صاف ہو؟ ہم نے کہا نہیں فرمایا سو بے شک تم کو اس دن اللہ کے دیکھنے میں کچھ ہجوم اور اختلاف نہ ہو گا مگر جیسا تم کو سورج کے دیکھنے میں شک اور ہجوم ہوتا ہے پھر فرمایا کہ کوئی پکارنے والا یعنی فرشتہ پکارے گا کہ چاہیے کہ ہر قوم اپنے معبود کی طرف جائے تو سولی والے یعنی نصاریٰ اپنی سولی کے ساتھ جائیں گے اور بت پرست لوگ اپنے بتوں کے ساتھ جائیں گے اور اسی طرح ہر معبود والے اپنے معبود کے ساتھ جائیں گے یہاں تک کہ باقی رہ جائیں گے اللہ کو ماننے والے لوگ نیک اور گنہگار اور باقی ماندہ اہل کتاب سے پھر دوزخ کو لایا جائے گا نمود ہو گی جیسے خیالی پانی ہے سو یہودیوں سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے وہ کہیں گے عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو نہ اللہ کی بیوی ہے نہ اولاد سو اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو پانی پلائے تو کہا جائے گا کہ پیو سو وہ دوزخ میں گر پڑیں گے پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسیح کو پوجتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے تو کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو نہ اللہ کی بیوی ہے نہ اولاد سو تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں تو ہم کو پانی پلائے تو کہا جائے گا کہ پیو تو وہ بھی دوزخ میں گر پڑیں گے یہاں تک کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو ماننے والا ہو گا نیک اور گنہگار تو ان سے کہا جائے گا کہ کس چیز نے تم کو بٹھلایا ہے جانے سے حالانکہ سب لوگ چلے گئے تو وہ کہیں گے کہ جدا ہوئے ہم ان

فَيُقَالُ لَهُمْ مَا يَحْبِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُوْلُوْنَ فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِيْ لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا قَالَ فَيَأْتِيْهِمُ الْجَبَّارُ فِيْ صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ رَأَوْهُ فِيْهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَآءُ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُوْنَهُ فَيَقُوْلُوْنَ السَّاقُ فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ رِيَآءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْجَسْرُ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَآءُ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَأَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوْشٌ وَمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِيْ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِيْ إِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ

سے دنیا میں اور حالانکہ ہم بہ نسبت آج کے اس کی طرف زیادہ تر محتاج تھے معاش وغیرہ میں یعنی باوجود زیادہ حاجت کے ہم ان سے دنیا میں الگ رہے تو آج ہم ان کے ساتھ کیوں جائیں باوجود اس کے کہ آج ہم کو ان کی حاجت نہیں ہے اور ہم نے سنا پکارنے والے کو کہ پکارتا ہے کہ چاہیے کہ ملے ہر قوم اپنے معبود سے اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں سو اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہوگا غیر اس صورت میں جس میں انہوں نے اول بار اللہ کو دیکھا سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں سو وہ کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور نہ کلام کریں گے اس سے مگر پیغمبر لوگ سو اللہ فرمائے گا کہ کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی ہے جس کو تم پہچانتے ہو؟ سو مسلمان کہیں گے کہ وہ نشانی پنڈلی ہے سو اللہ اپنی پنڈلی کھولے گا تو اس کو ہر ایماندار سجدہ کرے گا اور باقی رہ جائے گا جو سجدہ کرتا ہو اللہ کو دکھلانے اور سنانے کے واسطے سو وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پیٹھ کی ہڈی لپٹ کر ایک طبق ہو جائے گی یعنی اس کی پیٹھ کی ہڈی سیخ کی طرح سیدھی اور سخت ہو جائے گی سجدہ کے واسطے نہ جھک سکے گا پھر پل صراط کو لایا جائے گا اور دوزخ کی پشت پر رکھا جائے گا ہم نے کہا یا حضرت! اور کیا ہے پل صراط؟ فرمایا جگہ گرنے کی اور جگہ پھسلنے کی اس پر آنکڑے ہیں یعنی سیخیں کج سر والی اور کانٹے چوڑے مثل خسک کی اور خسک ایک درخت کا نام ہے کہ اس کے کانٹے سرکج ہوتے ہیں نجد میں ہوتا ہے اس کو سعدان کہا جاتا ہے سو گزرے گا اس پر ایمان دار آنکھ کے جھپکنے کی طرح اور بجلی کی طرح اور تیز قدم گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح سو بعض نجات پانے والا سلامت ہوگا اور بعض نجات پانے والا مجروح اور زخمی ہوگا

مَعَنَا وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْتُوْنَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلٰى قَدَمِهٖ وَإِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَإِنْ لَّمْ تُصَدِّقُوْنِيْ فَاقْرَءُوْا ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَّإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا﴾ فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِيْ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ فِيْ حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلٰى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلٰى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ فَيُجْعَلُ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ

اور بعض بعض پر سوار کیا گیا دوزخ کی آگ میں یہاں تک کہ گزرے گا ان کا پچھلا کھینچا جائے گا کھینچنا سو نہیں تم سخت تر میرے واسطے مطالبہ کرنے میں بیچ حق کے کہ ثابت ہوا اور ظاہر ہو چکا ہو واسطے تمہارے مسلمانوں سے اس دن بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑنے کے اللہ تعالیٰ سے یعنی جو حق تمہارا کہ مجھ پر ظاہر ہو تم اس میں کس طرح اس کے مطالبہ میں کوشش اور مبالغہ کرتے ہو مومن لوگ اپنے بھائیوں کے دوزخ سے نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس سے بھی زیادہ مطالبہ اور کوشش کرنے میں مبالغہ کریں گے اور سفارش کر کے ان کو بخشوا دیں گے سو جب نہ وہ دیکھیں گے کہ انہوں نے نجات پائی اپنے بھائیوں میں تو کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکالو اور اللہ حرام کرے گا ان کی صورتوں کو آگ پر اور بعض آدمی اپنے دونوں قدم تک آگ میں ڈوبا ہوگا اور بعض آدھی پنڈلی تک سو وہ نکالیں گے جس کو پہچانیں گے پھر اللہ سے عرض کریں گے تو اللہ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو آگ سے نکالو سو وہ نکالیں گے جس کو پہچانیں گے پھر اللہ سے عرض کریں گے تو اللہ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکالو سو وہ نکالیں گے جس کو پہچانیں گے اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ اگر تم مجھ کو سچا نہ جانو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو کہ بے شک اللہ نہیں ظلم کرتا ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو گی تو اس کو دونا کرے گا پھر

الرَّحْمٰنِ أُدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.

شفاعت کریں گے پیغمبر لوگ اور فرشتے اور ایماندار تو اللہ فرمائے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو اللہ تعالیٰ جل وعلا دوزخ میں سے ایک مٹھی بھرے گا اور نکالے گا بہت قوموں کو کہ جلے بھنے ہوں گے سوڈالے جائیں گے آبِ حیات کی نہر میں جو بہشت کے اول شروع میں ہے سو وہ جم اٹھیں گے اس کے دونوں کناروں میں جیسے کہ سیلاب کے کوڑے میں دانہ جم اٹھتا ہے البتہ تم نے اس کو دیکھا ہے پتھر کی جانب میں اور درخت کی جانب میں سو اس میں سے جس پر سورج کی دھوپ پڑتی ہو وہ سبز ہوتا ہے اور جو سائے میں ہو وہ سفید ہوتا ہے سو وہ نکلیں گے جیسے موتی سو ان کی گردنوں میں مہر کی جائے گی اور بہشت میں داخل ہوں گے سو بہشتی کہیں گے کہ یہ لوگ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں اللہ نے ان کو بہشت میں داخل کیا بغیر عمل کیے اور بغیر نیکی کیے کہ آگے کی سو ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے واسطے ہے جو تم نے دیکھا اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ ان پر اس صورت میں ظاہر ہوگا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مجسمہ نے سو انہوں نے اللہ کے واسطے صورت ثابت کی ہے اور نہیں ہے ان کے واسطے حجت بیچ اس کے اس لیے کہ احتمال ہے کہ صورت ساتھ معنی علامت کے ہو کہ دلیل ٹھہرایا ہے اس کو ان کے واسطے اپنی معرفت پر اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ صورت کے صفت ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے صورت اعتقاد کی ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اللہ کو دیکھیں گے تو پہچان لیں گے تو کہا ابن بطال نے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتہ بھیجے گا تا کہ ان کا امتحان کرے کیا اعتقاد ہے ان کا اللہ کی صفات میں جس کی مثل کوئی چیز نہیں سو جب وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو رد کریں گے اس پر قول اس کے کو اس واسطے کہ اس میں مخلوق کی صفت دیکھیں گے اور جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب ظاہر ہوگا ہمارے واسطے اس بادشاہی میں کہ اس کے غیر کے واسطے نہیں اور عظمت کے کہ نہیں مشابہ ہے کسی چیز کو اس کی مخلوقات سے تو اس وقت کہیں گے تو ہے ہمارا رب اور یہ جو کہا کہ وہ کہیں گے وہ نشانی پنڈلی ہے تو یہ احتمال ہے کہ معلوم کروایا ہو ان کو اللہ نے پیغمبروں کی زبان پر کہ اللہ نے ان کے واسطے نشانی ٹھہرائی ہے پنڈلی کہ اس کو ظاہر کرے گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد کشف ساق سے شدت امر کا کھولنا ہے یعنی اپنی قدرت ظاہر کرے گا جس سے

شدت اور سختی ظاہر ہوگی اور کہا مہلب نے کہ کھولنا پنڈلی کا مسلمانوں کے واسطے رحمت ہے اللہ کا فروں کے واسطے سختی ہے اور یہ جو کہا کہ اس کی پیٹھ پلٹ کر ایک طبق ہو جائے گی تو تمسک کیا ہے بعض اشاعرہ نے کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے اور کہا فقہاء نے کہ تکلیف مالا یطاق جائز نہیں اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ اور جواب دیا ہے انہوں نے سجدے سے ساتھ اس کے کہ وہ نیکیت کے واسطے اس کی طرف بلائے جائیں گے تا کہ ان کا نفاق ظاہر ہو اور ذلیل ہوں اور کہا ابن فورک نے کہ مراد کشف ساق سے وہ مسلمانوں کے واسطے تازہ مہربانی ہوگی اور نئے نئے فوائد حاصل ہوں گے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد ساق سے قیامت کا دن ہے اور بعض نے کہا کہ مراد کشف ساق سے دور ہونا غم اور ہول کا ہے جس نے ان کو متغیر کیا یہاں تک کہ اپنی شرم گاہ سے غافل ہوئے اور یہ جو کہا کہ باقی ماندہ اہل کتاب تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اللہ کو ایک جانتے تھے اس کے ساتھ شریک نہ کرتے تھے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو نکالے گا آگ سے اس کو جس نے کبھی نیکی نہیں کی اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض نے کہ جائز ہے نکالنا کافروں کا آگ سے اور یہ مردود کیا گیا ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اس واسطے کہ یہ متصل نہیں دوم یہ کہ نفی اس چیز کی کی گئی ہے جو دونوں شہادت کے اقرار پر زیادہ ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر باقی حدیثیں اور وجہ اول غلط ہے اس واسطے کہ یہ روایت متصل ہے یہ جو کہا کہ ہم زیادہ محتاج تھے تو اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ آج ہم اللہ کی طرف زیادہ تر محتاج ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُهِمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ لِتَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا قَالَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روکے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن یہاں تک کہ غمناک ہوں گے اس حشر کی مصیبت سے سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس سو ہم کو اس مکان سے راحت دے تو خوب بات ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ تم آدم ہو سب آدمیوں کے باپ اللہ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تجھ کو اپنی بہشت میں جگہ دی اور اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں فرمایا سو یاد کریں گے اپنی

الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلَكِنِ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ قَالَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلَكِنِ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنِ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي فَيَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الثَّانِيَةَ فَأَسْتَأْذِنُ

اس خطا کو جو ان سے ہوئی درخت کے پھل کھانے سے اور حالانکہ اس سے منع کیے گئے تھے لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ نے اس کو زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی اس خطا کو جو ان سے ہوئی سوال کرنے کو اپنے رب سے بغیر علم کے لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے فرمایا سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان تین باتوں کو جو جھوٹ بولیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اللہ نے اس کو توراۃ دی اور اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور اس کو سرگوشی کے واسطے قریب کیا فرمایا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی اس خطا کو جو ان سے ہوئی قتل کرنے ان کے سے ایک جان کو لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اس کی روح ہے اور اس کا کلمہ ہے فرمایا سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد ﷺ کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اللہ نے اس کے اگلی پچھلی بھول چوک معاف کر دی فرمایا سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر اللہ فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے کہہ سنا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جائے گا

عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ فَإِذَا رَأَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ یُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِیْ فَأُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ فَإِذَا رَأَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ یُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِیْ فَأُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰی مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآیَةَ ﴿عَسٰی أَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وُعِدَهٗ نَبِیُّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں وہاں سے نکل کر انہیں بہشت میں داخل کروں گا کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور نیز میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا سو میں ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلا دے گا پھر شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں نکلوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا کہا قتادہ نے اور میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا تیسری بار سو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرمائے گا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہو گی اور مانگ دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر

میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں نکلوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا، کہا قتادہ رحمہ اللہ نے اور میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ میں مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا یعنی واجب ہوا اس پر ہمیشہ رہنا دوزخ میں پھر یہ آیت پڑھی کہ عنقریب کھڑا کرے گا تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں اور یہی ہے مقام محمود جس کا تمہارے پیغمبر سے وعدہ کیا گیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پوری کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں یہ جو کہا کہ اس کے گھر میں تو اس سے مکان کا وہم پیدا ہوتا ہے اور اللہ پاک ہے مکان سے اور اس کے معنی تو فقط یہ ہیں کہ اپنے اس گھر میں جس کو اس نے اپنے دوستوں کے واسطے بنایا ہے اور وہ بہشت ہے دار السلام۔ (فتح)

٦٨٨٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمُ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ.

٦٨٨٧۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا سو ان کو ایک خیمے میں جمع کیا سو فرمایا کہ صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول کو ملو سو بے شک میں حوضِ کوثر پر ہوں گا یعنی قیامت کے دن۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کی حکومت ہوگی اور اس کے اخیر میں ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت! ہم راضی ہوئے اور اس حدیث کی شرح غزوہ حنین میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے ملو اور مراد اللہ کے ملنے سے موت ہے اور دن قیامت کا۔ (فتح)

٦٨٨٨۔ حَدَّثَنِيْ ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ

٦٨٨٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اٹھتے تھے تو یہ دعا

الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قَيَّامٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْقَيُّوْمُ﴾ اَلْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَ عُمَرُ الْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ.

پڑھتے تھے کہ الٰہی! اے ہمارے رب! تجھ کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کا رب اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کی روشنی اور رونق تو سچ سچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں کہ تو فیصل کرے سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا اور اس گناہ کو بخش جس کو تو مجھ سے زیادہ تر واقف ہے کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے تیرے اور طاؤس نے قیم کے بدلے قیام کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ قیوم کے معنی ہیں قائم ہر چیز پر یعنی کارساز ہر چیز کا اپنی خلق سے تدبیر کرتا ہے اس کی جو چاہتا ہے اور پڑھا ہے عمرو نے قیام اور قیوم اور قیام دونوں مدح ہیں یعنی اس واسطے کہ وہ مبالغہ کے صیغے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ تیرا ملنا حق ہے۔ (فتح)

٦٨٨٩۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ.

٦٨٨٩۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اللہ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ کوئی حجاب ہوگا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی حجاب اٹھانے کے یہ ہیں کہ دور کی جائے گی آفت مسلمانوں کی آنکھوں سے جو ان کو دیکھنے سے منع ہے سو وہ اس کو دیکھیں گے واسطے اٹھانے حجاب کے ان سے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول میں کفار کے حق میں ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ اور کہا حافظ صلاح الدین نے کہ مراد ساتھ حجاب کے نفی اس چیز کی ہے جو دیکھنے سے مانع ہو جیسے کہ نفی کی عدم اجابت دعا مظلوم کی پھر استعارہ کیا واسطے رد کے سو ہو گی نفی اس کی دلیل اوپر ثبوت اجابت کے اور تعبیر ساتھ نفی حجاب کے ابلغ ہے تعبیر کرنے سے ساتھ عدم قبول کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ حجاب کے استعارہ ہو محسوس کا واسطے معقول کے اس واسطے کہ حجاب حسی ہے اور منع عقلی ہے اور منع عقلی اور البتہ وارد ہوا ہے ذکر حجاب کا چند حدیثوں میں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ دور ہے اس چیز سے جو اس کے واسطے حجاب ہو اس واسطے کہ حجاب تو مقدر محسوس چیز کو احاطہ کرتا ہے لیکن مراد ساتھ حجاب اس کے منع کرنا ہے خلق کی آنکھوں کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے جب چاہے جس طرح چاہے اور جب چاہے گا تو یہ حجاب ان سے اٹھا دے گا اور تائید کرتا ہے اس کی جو دوسری حدیث میں ہے کہ آدمیوں اور اللہ کے دیدار کے درمیان کوئی چیز نہ ہو گی سوائے چادر کبریائی کے جو اللہ کی وجہ پر ہے اس واسطے کہ اس کا ظاہر قطعاً مراد نہیں پس وہ استعارہ ہے جزما اور کبھی بعض حدیثوں میں حجاب حسی مراد ہوتا ہے لیکن وہ بہ نسبت مخلوق کے ہے اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

٦٨٩٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَّنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ.

٦٨٩٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بہشتیں چاندی کی ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشتیں سونے کی ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب سونے کی ہیں اور مسلمانوں کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان یعنی مسلمانوں کو اپنے رب کے دیکھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو گی سوائے جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک ہے عدن کے بہشت میں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سونے کی دو بہشتیں مقربین کے واسطے ہیں اور چاندی کی بہشتیں اصحاب یمین کے واسطے ہیں کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اللہ کے اس قول میں ﴿وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ﴾ سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں درجے میں اور بعض نے کہا اس کے معنی ہیں فضیلت میں اور یہ جو کہا جنتان تو یہ تفسیر ہے اللہ کے قول مذکور کی اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ھما جنتان اور یہ جو کہا اس کے برتن الخ تو یہ مبتدا ہے اور من فضہ اس کی خبر ہے اور یہ جو کہا کہ ان کے اور اللہ کے دیکھنے کے درمیان جلال کی چادر ہو گی تو کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے سو بعض

اس کو تفویض کرتے ہیں اور بعض اس کی تاویل کرتے ہیں کہ مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور چادر ایک صفت ہے ذات کی صفتوں سے جو لازم ہے اور پاک کرنے والی ہے اس کو اس چیز سے کہ مشابہ ہو مخلوق کو پھر اشکال کیا ہے اس نے جس کا حاصل یہ ہے کہ چادر جلال کی مانع ہے رؤیت سے سو گویا کہ کلام میں حذف ہے بعد قول اس کے الا رداء الکبریاء سو وہ احسان کرے گا ان پر ساتھ اٹھانے اس چادر کے سو حاصل ہو گی ان کے واسطے نظر اس کی طرف سو گویا کہ مراد یہ ہے کہ جب مسلمان بہشت میں اپنا ٹھکانہ پکڑیں گے اگر ان کو ذی الجلال کی ہیبت نہ ہو تو ان کے درمیان اور اللہ کے دیکھنے کے درمیان کوئی چیز مانع نہ ہو پھر جب اللہ ان کا اکرام چاہے گا تو ان پر فضل کرے گا ساتھ اس کے کہ ان کو اپنے دیکھنے کی قوت دے گا پھر پایا میں نے صہیب کی حدیث میں کہ مراد ساتھ چادر کے حجاب ہے کہ اس میں ہے پھر اللہ اُن کے واسطے حجاب کھولے گا بعد داخل ہونے کے بہشت میں سو ان کو کوئی چیز ایسی محبوب تر نہیں ملی شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف تاویل اس کی اور کہا قرطبی نے کہ رداء استعارہ ہے عظمت سے اور نہیں مراد ہے کپڑا محسوس اور معنی حدیث باب کے یہ ہیں کہ اللہ کی عزت اور بے پرواہی کا مقتضا یہ ہے کہ اس کو کوئی نہ دیکھے لیکن رحمت اس کی مسلمانوں کے واسطے تقاضا کرتی ہے کہ ان کو اپنی ذات دکھلائے واسطے کامل کرنے نعمت کے سو جب دور ہو گا مانع تو کرے گا ان سے خلاف مقتضیٰ کبریائی کے سو گویا کہ اٹھایا ان سے حجاب جو ان کو مانع تھا اور یہ جو کہا کہ عدن کے بہشت میں تو کہا ابن بطال نے کہ نہیں تعلق ہے مجسمہ کے واسطے بیچ ثابت کرنے مکان کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ محال ہے یہ کہ ہو اللہ سبحانہ جسم یا جگہ پکڑنے والا کسی مکان میں سو ہو گی تاویل چادر کی آفت جو موجود ہے ان کی آنکھوں کے واسطے جو مانع ہے ان کو اللہ کے دیکھنے سے اور اس کا دور کرنا فعل ہے اس کے افعال سے کرے گا اس کو اس جگہ میں کہ وہ اللہ کو دیکھیں گے سو نہ دیکھیں گے اس کو جب تک یہ مانع موجود ہو گا سو جب دیکھنے کا فعل کرے گا تو یہ مانع دور ہو جائے گا اور نام رکھا اس کا چادر کہ وہ منع میں بجائے چادر کے ہے جو حاجب ہوتی ہے منہ کو اس کے دیکھنے سے سو اس کو بطورِ مجاز کے چادر کہا اور قول حضرت ﷺ کا عدن کے بہشت میں راجع ہے طرف قوم کے یعنی اور وہ بہشت میں ہوں گے اللہ کی طرف راجع نہیں اس واسطے کہ اللہ کو مکان حاوی نہیں ہو سکتے۔ (فتح)

٦٨٩١ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ أَبِيْ رَاشِدٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ

٦٨٩١ـ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چھین لے گا مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر ملے گا وہ قیامت میں اللہ سے اور اللہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا پھر حضرت ﷺ نے اپنی اس بات کا ٹھکانہ قرآن شریف سے پڑھ کر بتلایا یعنی جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت

غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ﴾ اَلْآيَةَ.

میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا اور رحمت سے اُن کی طرف نہ دیکھے گا۔

فائدہ: اور غرض اس آیت سے اس جگہ یہ قول اللہ کا ہے کہ اللہ ان کی طرف نہ دیکھے گا اور لی جاتی ہے اس سے تفسیر قول اس کے کی ملے گا اللہ سے اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ غضب سبب ہے واسطے منع کلام اور دیکھنے کے اور رضا مندی سبب ہے ان کے وجود کا۔ (فتح)

٦٨٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ أَعْطٰى بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطٰى وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ.

٦٨٩٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ نہ قیامت میں بولے گا نہ ان کو دیکھے گا (اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا) ایک تو وہ مرد جس نے قسم کھائی اپنے اسباب پر البتہ دیا گیا بدلے اس کے اکثر اس چیز سے کہ دیا گیا یعنی مجھ کو اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا اور حالانکہ وہ جھوٹا ہو دوسرا وہ مرد جس نے عصر کے بعد ایک چیز پر جھوٹی قسم کھائی تا کہ کسی مسلمان کا مال اس کے ساتھ لے تیسرا وہ مرد جس نے حاجت سے زیادہ پانی مسافر سے روکا سو اللہ کہے گا کہ آج میں تجھ سے اپنا فضل روکوں گا جیسے تو نے منع کیا تھا زیادہ پانی سے جو تیرے دونوں ہاتھوں نے نہیں کمایا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گزر چکی ہے۔

٦٨٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ

٦٨٩٣۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا ہے جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے آسمان اور زمین بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو

وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحَجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ.

ذوالقعدہ اور ذو الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے بیچ میں ہے یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے اس کا کوئی نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے ذوالحجہ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے سوائے اس کا کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے اس کا کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے یہ قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال کہا محمد نے اور میں گمان کرتا ہوں کہا اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں اور تم اپنے رب سے ملو گے سو تم سے تمہارے عمل پوچھے گا خبردار ہو سو میرے بعد پھر کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارے خبردار ہو اور جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید کہ بعض پہنچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والے سے سو محمد راوی جب اس کو ذکر کرتا تھا تو کہتا تھا حضرت ﷺ نے سچ فرمایا پھر فرمایا خبردار ہو میں نے پیغام پہنچا دیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ تم اپنے رب سے ملو گے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

جو آیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ اللہ کی رحمت قریب ہے مسلمانوں سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ رحمت تقسیم کی گئی ہے طرف صفت ذات کی اور طرف صفت فعل کی یعنی رحمت دو قسم پر ہے ایک صفت ذات کی ہے اور ایک صفت فعل کی اور احتمال ہے کہ مراد یہاں صفت ذات کی ہو سو ہوں گے معنی اس کے ارادہ فرمانبرداروں کے ثواب دینے کا اور احتمال ہے کہ صفت فعل کی ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فضل اللہ کا ساتھ ہانکنے ابر کے اور اتارنے مینہ کے قریب ہے نیکو کاروں سے سو یہ بھی ان کے واسطے رحمت ہو گی اس واسطے کہ مینہ بھی اس کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہے اور کہا بیہقی نے کتاب الاسماء میں کہ جو اسم کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تدبیر ثابت کرتے ہیں سوائے غیر اس کے ان میں سے ہے رحمٰن اور رحیم اور کہا خطابی نے کہ معنی رحمٰن کے ہیں صاحب رحمت شامل کا جو وسیع ہے تمام خلق کو ان کی روزی میں اور ان کے اسباب معاش اور مصالح میں اور رحیم خاص ہے ساتھ ایمان داروں کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾۔

٦٨٩٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلٌّ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقَلْقَلُ فِيْ صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنَّةٌ فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَتَبْكِيْ فَقَالَ إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

٦٨٩٤۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی کسی بیٹی کا بیٹا مرتا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو بلا بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا کہ بے شک اللہ ہی کا مال تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر اس نے حضرت ﷺ کو قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیں سو حضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور میں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ اور عبادہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت ﷺ کے ساتھ اٹھے سو جب ہم داخل ہوئے تو لوگوں نے لڑکا حضرت ﷺ کو دیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی اس کے سینے میں میں اس کو گمان کرتا ہوں کہ کہا جیسے مشک سو حضرت ﷺ روئے یعنی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے سو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ اللہ رحم کرتا ہے اس واسطے کہ اس میں ثابت کرنا صفت رحمت کا ہے اللہ کے واسطے اور یہی مقصود ہے ترجمہ سے۔

٦٨٩٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلٰى رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ مَا لَهَا لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ يَعْنِيْ أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِيْ أُصِيْبُ بِكِ مَنْ أَشَآءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا قَالَ فَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهٖ أَحَدًا وَإِنَّهٗ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَّشَآءُ فَيُلْقَوْنَ فِيْهَا فَ ﴿تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ ثَلَاثًا حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَتَمْتَلِئُ وَيُرَدُّ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ وَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ.

٦٨٩٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ اور بہشت نے اپنے رب کے پاس جھگڑا کیا تو بہشت نے کہا اے میرے رب کیا حال ہے اس کا یعنی میرا کہ غریب اور مسکین اور عاجز لوگوں کے سوائے مجھ میں کوئی داخل نہ ہوگا اور دوزخ نے کہا یعنی مجھ میں گردن کش اور مغرور لوگ داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور آگ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تجھ سے عذاب کروں گا جس کو چاہوں گا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے بھرنی ہے فرمایا سو بہرحال بہشت سو بے شک اللہ نہ ظلم کرے گا اپنی خلق سے کسی کو اور بے شک وہ پیدا کرے گا دوزخ کے واسطے جس کو چاہے گا سو وہ اس میں ڈالے جائیں گے اس میں تو کہے گی کچھ اور بھی ہے تین بار یہ کہے گی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا سو بھر جائے گی اور آپس میں سمٹ جائے گی اور کہے گی بس بس بس۔

فائدہ: اس روایت میں دوزخ کا قول مذکور نہیں لیکن دوسری روایت میں ہے کہ مجھ میں مغرور لوگ داخل ہوں گے اور مشہور اس جگہ میں یہ ہے کہ اللہ بہشت کے واسطے اور خلق کو پیدا کرے گا اور دوزخ میں اپنا قدم رکھے گا اور اس کے سوائے کسی حدیث میں نہیں ہے کہ اللہ دوزخ کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا اور مراد قدم سے کیا ہے اس کا بیان سورۂ ق کی تفسیر میں گزر چکا ہے اور مہلب سے ہے کہ اس زیادتی میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے ان کے قول میں کہ اللہ کے واسطے جائز ہے یہ کہ عذاب کرے جس کو نہ تکلیف دی ہو دنیا میں ساتھ عبادت کے اس واسطے کہ ہر چیز اس کی ملک ہے سو اگر ان کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں اور اہل سنت نے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَيَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾ اور سوائے اس کے اور یہ ان کے نزدیک جائز ہے اور وقوع میں نظر ہے نہیں ہے حدیث میں حجت واسطے اختلاف ہونے کے اس کے لفظ میں اور اس واسطے کہ

وہ قابل تاویل کے ہے اور جزم کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ یہ غلط ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ مقلوب ہے اور کہا بلقینی نے کہ حمل کرنا اس کا پتھروں پر قریب تر ہے اس سے کہ اس کو جاندار چیز پر حمل کیا جائے کہ اس کو عذاب ہو بغیر گناہ کے اور ممکن ہے کہ جاندار ہوں لیکن ان کو عذاب نہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے ابتدا داخل کرنے کفار کا ہو آگ میں اور یہ جو ذکر بہشت کے ساتھ فرمایا کہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ عذاب کرے گا جس کو چاہے گا اور وہ ظالم نہیں جیسا کہ فرمایا کہ میں عذاب کروں گا تجھ سے جس کو چاہوں گا اور احتمال ہے کہ بہشت اور دوزخ کے جھگڑے کی طرف راجع ہو اس واسطے کہ جو اللہ نے ہر ایک کے واسطے دونوں میں ٹھہرایا ہے وہ عین عدل اور حکمت ہے اور بسبب مستحق ہونے ہر ایک کے ہے ان میں سے بغیر اس کے کہ کسی پر ظلم کرے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف اس آیت کی ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا﴾ سو تعبیر کی نہ ضائع کرنے اجر کے ساتھ نہ ظلم کرنے کے اور مراد یہ ہے کہ داخل ہو گا نیک آدمی بہشت میں جو وعدہ کیے گئے ہیں پرہیزگار اس کی رحمت سے اور اللہ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور فرمایا کہ اللہ کی رحمت قریب ہے نیکو کاروں سے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی وجہ مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ اور علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر کشادہ ہونے بہشت اور دوزخ کے ساتھ اس طور کے کہ سمالے گی سب خلق کو آدم علیہ السلام سے قیامت تک اور اس کو زیادتی کی حاجت رہے گی۔ (فتح)

٦٨٩٦ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُصِيْبَنَّ أَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ أَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ وَقَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٩٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ چند لوگوں کو دوزخ کے جلانے کا اثر لگ جائے گا یعنی ان کے بدن میں کچھ سیاہ داغ رہے گا گناہوں کے سبب سے جو انہوں نے کیے یہ عذاب ہو گا بدکاری کا بدلہ پھر اللہ تعالیٰ ان کو بہشت میں داخل کرے گا اپنی رحمت سے سو ان کا لقب جہنمی ہو گا اور کہا ہمام نے یعنی جو عنعنہ کہ ہشام کے طریق میں ہے وہ محمول ہے سماع پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ روکتا ہے آسمانوں اور زمین کو یہ کہ زائل ہوں اپنی جگہ سے۔

٦٨٩٧ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ

٦٨٩٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ یہود کا

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ حَبْرٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ يَضَعُ السَّمَآءَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَسَآئِرَ الْخَلْقِ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ بِيَدِهٖ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾.

ایک عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے محمد! اللہ رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمین کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں اور نہروں کو ایک انگلی پر اور سب مخلوق کو ایک انگلی پر پھر کہے گا اپنے ہاتھ سے کہ میں بادشاہ ہوں سو حضرت ﷺ ہنسے پھر فرمایا کہ انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی جیسا کہ اس کے جاننے کا حق ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں ان اللہ یمسک یعنی اللہ روکے گا اور یہی مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَخْلِيْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَأَمْرُهٗ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهٖ وَفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَكَلَامِهٖ وَهُوَ الْخَالِقُ الْمُكَوِّنُ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَا كَانَ بِفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَتَخْلِيْقِهٖ وَتَكْوِيْنِهٖ فَهُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ مُكَوَّنٌ.

جو آیا ہے بیچ پیدا کرنے آسمانوں اور زمین وغیرہ مخلوقات کے اور وہ فعل ہے رب کا اور حکم اس کا پس سب اپنی صفتوں سے اور اپنے فعل اور امر سے اور اپنی کلام سے وہ خالق اور تصویر کھینچنے والا ہے اور نہیں ہے مخلوق اور جو چیز کہ پیدا ہو اس کے فعل سے اور امر یعنی کلمہ کن سے اور اس کے پیدا کرنے اور بنانے سے تو وہ مفعول مخلوق ہے یعنی پیدا کی گئی بنائی گئی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ کن ہے اور امر کا اطلاق کئی معنوں پر آتا ہے ایک صیغہ افعل پر اور ایک صفت اور شان پر اور مراد اس جگہ پہلے معنی ہیں اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ مامور بہ ہے اور بیان کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مراد کو اپنی کتاب خلق افعال العباد میں سو کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے فاعل اور فعل اور مفعول میں سو کہا قدریہ نے کہ سب فعل بندے کی طرف سے ہیں اور کہا جبریہ نے کہ بندوں کے سب فعل اللہ کی طرف سے ہیں اور کہا جہمیہ نے کہ فعل اور مفعول ایک ہے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ کن مخلوق ہے اور کہا سلف نے کہ پیدا کرنا اللہ کا فعل ہے اور ہمارے فعل مخلوق ہیں سو فعل اللہ کا اللہ کی صفت ہے اور مفعول اور چیز ہے جو اس کے سوا ہے مخلوقات سے

اور مسئلہ تکوین کا مشہور ہے متکلمین میں اور اصل یہ ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ صفت فعل کی قدیم ہے یا حادث سو ایک جماعت سلف نے کہا کہ وہ قدیم ہے ان میں سے ہیں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور لوگوں نے کہا کہ حادث ہے یہ اشعری کا قول ہے تا کہ نہ لازم آئے ہونا مخلوق کا قدیم اور جواب دیا ہے اول قول والوں نے کہ پیدا کرنے کی صفت ازل میں پائی گئی اور اس وقت کوئی چیز مخلوق نہ تھی یعنی پس مخلوق کا قدیم ہونا لازم نہیں آتا اور تصرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس میں پہلے قول والوں کے موافق ہے یعنی جو قائل ہیں کہ صفت فعل کی قدیم ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے وہ سلامت رہتا ہے واقع ہونے سے حوادث کے مسئلے میں جن کا کوئی اول نہیں اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی یہ ہے کہ آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب مخلوق ہے واسطے قائم ہونے دلائل حدوث کے اوپر ان کے اور واسطے قائم ہونے دلیل کے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں۔ (فتح)

٦٨٩٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَرَأَ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿لِأُوْلِي الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلّٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ.

٦٨٩٨ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات کاٹی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے تا کہ میں دیکھوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات کو کس طرح تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ایک گھڑی بات چیت کی پھر لیٹے سو جب رات کی پچھلی تہائی یا کچھ رات باقی رہی تو اُٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیت پڑھی کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اولی الالباب تک پھر کھڑے ہوئے سو وضو کیا اور مسواک کی پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کی اذان دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں یعنی فجر کی سنتیں پڑھیں پھر باہر تشریف لائے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ﴾.

البتہ سبقت کی ہمارے کلمے نے اپنے پیغمبروں کے واسطے۔

٦٨٩٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي.

٦٨٩٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنے عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف ترجیح اس قول کے کہ رحمت ذات کی صفات سے ہے اس واسطے کہ کلمہ ذات کی صفات سے ہے اور غفلت کی اس نے جس نے کہا کہ دلالت کرتا ہے وصف کرنا رحمت کا ساتھ سبقت کرنے کے اس پر کہ وہ صفت فعل کی ہے اور پہلے گزر چکا ہے اسی حدیث کی شرح میں کہ مراد رحمت سے ثواب کے پہنچانے کا ارادہ ہے اور مراد غضب سے ارادہ عذاب پہنچانے کا ہے پس سبقت اس وقت درمیان متعلق ارادے کے ہے پس نہیں ہے کوئی اشکال۔ (فتح)

٦٩٠٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ أَنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِّثْلَهُ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِّثْلَهُ ثُمَّ يُبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤْذَنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى لَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ

٦٩٠٠۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سچے ہیں تصدیق کیے گئے کہ بے شک ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا چالیس رات جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی ہو جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم ہوتا ہے سو اس کی روزی لکھتا ہے یعنی محتاج ہو گا یا مالدار اور اس کے عمل لکھتا ہے کہ کیا کیا کرے گا اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا زندہ رہے گا اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت بہشتی ہو گا یا بدبخت دوزخی پھر اس میں روح پھونکتا ہے اور البتہ تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے پھر دوزخ میں جاتا ہے اور بے شک تم لوگوں سے کوئی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس

حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

کے اور دوزخ کے درمیان سوائے ایک ہاتھ بھر کے کچھ فرق نہیں رہتا پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر بہشت میں جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ اس حدیث میں رد ہے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ اللہ ازل سے متکلم ہے اپنی تمام کلام سے اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے کہ ان باتوں کا حکم اللہ کی طرف سے پیدا کرنے کے وقت ہوتا ہے اور رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو اہل طاعت کو عذاب کرے اس واسطے کہ نہیں ہے حکیم کی صفت سے کہ اپنے علم کو بدلے اور البتہ وہ ازل میں معلوم کر چکا ہے جس کو عذاب کرے گا اور جس کو رحم کرے گا اور یہ دونوں قول اہل سنت کے ہیں اور جواب پہلے سے کہ حکم کرنے والا تو فقط فرشتہ ہے اور محمول ہے اس پر کہ اس نے ان باتوں کو لوح محفوظ سے لیا اور دوسرے سے یہ کہ مراد یہ ہے کہ اگر ازل میں یہ مقدر ہو تو البتہ واقع ہو گا پس نہیں لازم آتا جو اس نے کہا۔ (فتح)

٦٩٠١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ كَانَ هٰذَا الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٠١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اے جبریل! کیا چیز منع کرتی ہے تجھ کو کہ تو ہم سے ملاقات کیا کرے زیادہ اس سے کہ تو ہم سے ملاقات کیا کرتا ہے؟ تو یہ آیت اتری کہ ہم نہیں اترتے مگر اپنے رب کے حکم سے اس کے واسطے ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور نہیں تیرا رب بھولنے والا کہا کہ یہ جواب محمد ﷺ کے واسطے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور امر سے مراد اجازت ہے یعنی نہیں اترتے ہم مگر اللہ کی اجازت سے یا ساتھ امر وحی کے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم نہیں اترتے مگر اللہ کی اجازت سے۔

٦٩٠٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ

٦٩٠٢۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا مدینے کی ایک کھیتی میں اور حضرت ﷺ ایک چھڑی پر تکیہ کیے تھے سو یہود کی ایک قوم پر گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ اس سے

وَهُوَ مُتَكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَأَلُوْهُ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيْبِ وَأَنَا خَلْفَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْهِ فَقَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ.

روح کی حقیقت پوچھو اور بعض نے کہا نہ پوچھو تو انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت پوچھی تو حضرت ﷺ چھڑی پر تکیہ کر کے کھڑے ہوئے اور میں حضرت ﷺ کے پیچھے تھا تو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا وہ تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی کہہ روح اللہ کا حکم ہے اور نہیں دیا گیا تم کو مگر تھوڑا علم تو بعض کے بعض سے کہا کہ البتہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ اس سے نہ پوچھو۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ کہہ روح میرے رب کا حکم ہے۔

٦٩٠٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ.

۶۹۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ضامن ہو گیا ہے اللہ اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت نے اور آیات اور احادیث کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہوا ہے کہ یا اس کو بہشت میں داخل کرے یا اس کو اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھیر لائے گا۔

فائدہ: یعنی خالص نیت والے غازی کا اللہ ضامن ہے اگر شہید ہو گیا تو بہشت میں گیا اور اگر زندہ رہا تو ثواب یا مال غنیمت کا لے کر اپنے گھر میں آیا دونوں صورتوں میں اس کا بھلا ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اس کی آیات اور حدیثوں کی تصدیق نے۔

٦٩٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَآءً فَأَيُّ

۶۹۰۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ مرد برادری کی حمیت کے واسطے لڑتا ہے اور بہادری کے واسطے لڑتا ہے اور دکھلانے کے واسطے لڑتا ہے سو ان میں سے اللہ کی راہ کا غازی کون ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے

ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ اللہ کی راہ کا غازی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور مراد اس جگہ اللہ کے کلمے سے کلمہ توحید کا ہے یعنی کلمہ توحید کا اور یہی مراد ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ کلمہ کے قبضہ اور مراد اس جگہ حکم اس کا اور شرع اس کی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

اللہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قول ہمارا واسطے کسی چیز کے جب کہ ہم اس کا ارادہ کریں یہ ہے کہ ہم اس کو کہتے ہیں ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن ابی حاتم نے اس کتاب میں جو جہمیہ کے رد میں ہے کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دلالت کرتی ہے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی کہ پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا سو کہا لکھ الحدیث اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا قلم ساتھ کلام اس کے واسطے قول اس کے ﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا اِذَا اَرَدْنَا اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ کہا سو کلام اللہ کا سابق ہے اس کی اول خلق پر یعنی قلم پر سو اس کا کلام مخلوق نہیں اور بویطی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سب مخلوق کو اپنے قول کن سے پیدا کیا سو اگر کن مخلوق ہوتا تو لازم آتا پیدا کرنا مخلوق کا مخلوق سے اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ (فتح)

٦٩٠٥۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ قَوْمٌ ظَاهِرِيْنَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ.

٦٩٠٥۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت سے لوگوں پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے اور اس حدیث کی شرح اعتصام میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد امر اللہ سے اس حدیث میں قیامت ہے اور صواب حکم اللہ کا ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کے سو رجوع کرے گا طرف حکم اور قضا اس کی کے۔ (فتح)

٦٩٠٦۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ

٦٩٠٦۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ میری امت سے

بْنُ هَانِیءٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ.

ایک گروہ قائم رہے گا ساتھ حکم اللہ کے نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو جھٹلائے اور نہ جو ان کا مخالف ہو یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے اور وہ اسی پر ہوں گے تو مالک نے کہا کہ میں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں تو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ مالک گمان کرتا ہے کہ اس نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں۔

فائدہ: اور اس میں روایت مالک کی ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے۔

٦٩٠٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللَّهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ.

٦٩٠٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب پر کھڑے ہوئے اس کے ساتھیوں میں سو فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس چھڑی کا ٹکڑا مانگے تو اتنا بھی تجھ کو نہ دوں گا اور اللہ کے حکم کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے تو اس سے آگے ہرگز نہ بڑھ سکے گا یعنی اللہ تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہان میں فضیحت کرے گا اور اگر تو اسلام سے پھر اتو البتہ اللہ تیری کونچیں کاٹے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور تو اللہ کے امر سے جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے ہرگز آگے نہ بڑھ سکے گا یعنی جو مقدر کیا ہے تیرے حق میں بدبختی یا نیک بختی سے۔ (فتح)

٦٩٠٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ حَرْثِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيْبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلَى نَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ

٦٩٠٨۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جاتا تھا مدینے کی بعض کھیتی یا ویران زمین میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چھڑی پر تکیہ کرتے تھے جو آپ کے ساتھ تھی سو ہم چند یہودیوں پر گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو اور بعض نے کہا کہ نہ پوچھو کہیں ایسا نہ ہو اس میں وہ چیز لائے جو تم کو ناگوار معلوم ہو تو

فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ أَنْ يَجِيْءَ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهٗ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَعَلِمْتُ أَنَّهٗ يُوْحٰى إِلَيْهِ فَقَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ قَالَ الْأَعْمَشُ هٰكَذَا فِيْ قِرَآئَتِنَا.

بعض نے کہ کہ البتہ ہم اس سے پوچھیں گے تو ان میں سے ایک مرد حضرت ﷺ کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ تو حضرت ﷺ اس سے چپ رہے سو میں نے معلوم کیا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو کہا یعنی یہ آیت پڑھی اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی تو کہہ روح میرے رب کا حکم ہے اور نہیں دیے گئے تم مگر تھوڑا علم کہا اعمش نے اسی طرح ہے ہماری قراءت میں یعنی اوتوا الخ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ روح میرے رب کا حکم ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جس نے گمان کیا کہ روح قدیم ہے اس گمان سے کہ مراد ساتھ امر کے اس جگہ وہ امر ہے جو اللہ کے اس قول میں ہے ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ اور یہ فاسد ہے اس واسطے کہ امر قرآن پاک میں کئی معنوں کے واسطے وارد ہوا ہے ظاہر ہوتی ہے مراد ہر ایک کی سیاق کلام سے اور انشاء اللہ آئندہ آئے گا کہ مراد ساتھ امر کے اس آیت میں طلب ہے جو ایک قسم ہے کلام کی اور بہر حال ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں جو امر وارد ہوا ہے تو مراد اس سے مامور ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے خلق اور مراد اس سے مخلوق ہوتی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے حدیث کے بعض طریقوں میں سوسدی کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ﴾ کہ خلق ہے اللہ کی مخلوق سے نہیں وہ کوئی چیز اللہ کے امر سے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا مراد ہے اس روح سے جس کی انہوں نے حقیقت پوچھی تھی کیا وہ روح ہے جس کے ساتھ زندگی قائم ہوتی ہے یعنی آدمی کی جان یا وہ روح مراد ہے جو مذکور ہے اللہ پاک کے اس قول میں ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا﴾ سو بعض نے کہا کہ مراد آدمی کی جان ہے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ روح ہے جو اللہ کے قول مذکور میں ہے اور قرآن میں روح کا اطلاق وحی پر بھی آیا ہے اور نہیں واقع ہوا قرآن میں کہ آدمی کی جان کا نام روح رکھا گیا ہو بلکہ قرآن مجید میں اس کا نام نفس رکھا گیا ہے اور دلالت کرتا ہے روح کے مخلوق ہونے پر عموم قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ اور ارواح مربوب ہیں یعنی پروردہ پرورش یافتہ ہیں اور ہر چیز پروردہ رب العالمین کی مخلوق ہے اور اللہ نے زکریا علیہ السلام سے فرمایا ﴿وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا﴾ اور یہ خطاب بدن اور روح دونوں کے واسطے ہے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ﴾ برابر ہے کہ ہم قائل ہوں ساتھ اس کے کہ قول اللہ کا ﴿خَلَقْنَاكُمْ﴾ روح اور بدن دونوں کو شامل ہے یا فقط روح کو اور صحیح حدیثوں میں ہے یہ حدیث ہے ﴿كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهٗ﴾ اور اتفاق ہے اس پر کہ

فرشتے مخلوق ہیں اور وہ روح ہیں اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی رد کرنا ہے معتزلوں پر ان کے گمان میں کہ امر اللہ کا مخلوق ہے سو ظاہر ہوا کہ امر وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے شے کے کن سو وہ ہو جاتی ہے اس کے امر سے اور یہ کہ امر اس کا اور قول اس کا ساتھ ایک معنی کے ہے اور یہ کہ وہ کہتا ہے کن حقیقۃً اور یہ کہ امر خلق کا غیر ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ ﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ وَقَوْلُهٗ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سَخَّرَ ذَلَّلَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہہ اگر ہو دریا سیاہی میرے رب کی باتوں کے لکھنے کے واسطے تو البتہ خرچ ہو جائے دریا پہلے اس سے کہ تمام ہوں میرے رب کی باتیں اگرچہ لائیں ہم مانند اس کی دریا بطورِ مدد کے اور قول اللہ کے کہ اگر زمین کے سب درخت قلم ہو جائیں اور دریا کے ساتھ سات دریا سیاہی ہو جائیں تو اللہ کی باتیں تمام نہ ہوں بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پھر بلند ہوا عرش پر اس قول تک بابرکت ہے اللہ رب جہانوں کا اور سخر کے معنی ہیں فرماں بردار کیا۔

فائدہ: آئی ہے بیچ سبب نزول اس کے وہ چیز جو روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ قصے سوال یہود کے روح سے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں دیے گئے تم مگر تھوڑا علم تو انہوں نے کہا کہ کس طرح ہو سکتی ہے یہ بات اور حالانکہ ہم کو توراۃ ملی ہے تو اس وقت یہ آیت اتری اور بعض نے کہا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ اگر مخلوق ہوتا تو البتہ تمام ہو جاتا مانند تمام ہونے مخلوقات کی۔ (فتح)

٦٩٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ مِنْ بَيْتِهٖ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ

٦٩٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ضامن ہو گیا اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت نے اور اس کے کلمات کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ یا اس کو بہشت میں داخل کرے گا یا اس کو

وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھیر لائے گا۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اس کے کلمات کی تصدیق نے اور احتمال ہے کہ مراد کلمات سے وہ حکم ہوں جو وارد ہوئے ہیں ساتھ جہاد کے اور جو وعدہ کیا گیا ہے اس پر ثواب کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے کلمہ شہادت کے الفاظ ہوں اور یہ کہ تصدیق ان کی ثابت کرتی ہے اس کے نفس میں اس کی عداوت کو جو اس کو جھٹلا دے اور حریص کو اس کے قتل پر اور غرض آیت سے قول اس کا ہے ﴿آلا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ

باب ہے بیچ مشیت اور ارادے کے

فائدہ: مشیت اکثر کے نزدیک مانند ارادے کے ہے برابر اور بعض نے کہا کہ مشیت پیدا کرنا چیز کا ہے اور پہنچنا اس کا سوا اللہ کی طرف سے پیدا کرنا اور آدمیوں کی طرف سے پہنچا اور عرف میں ارادے کی جگہ مستعمل ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ﴾ ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ اللهُ﴾ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ اللهُ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے اور نہیں چاہو گے تم مگر جب کہ اللہ چاہے اور نہ کہہ کسی چیز کے واسطے کہ میں اس کو کروں گا کل مگر یہ کہ چاہے اللہ۔

فائدہ: کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مشیت اللہ کا ارادہ ہے اور اللہ نے اپنی مخلوق کو بتلا دیا ہے کہ مشیت اسی کے واسطے ہے سوائے ان کے سو نہیں ہے واسطے خلق کے کوئی مشیت مگر یہ کہ اللہ چاہے پھر چالیس سے زیادہ آیتیں بیان کیں جن میں مشیت کا ذکر ویا ہے سوائے ان آیتوں کے جو ترجمہ میں ہیں اور یہ جو اللہ نے سورۂ انعام میں کفار کے قول کی حکایت کی ﴿سَيَقُولُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَا آبَآءُ نَا﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے معتزلہ نے اور کہا کہ اس میں رد ہے اہل سنت پر اور جواب یہ ہے کہ اہل سنت نے تمسک کیا ہے ساتھ اصل کے کہ قائم ہوئی ہیں اس پر دلیلیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے ہر مخلوق کا اور محال ہے کہ مخلوق کسی چیز کو پیدا کرے اور ارادہ شرط ہے پیدا کرنے میں اور محال ہے وجود مشروط کا بغیر شرط کے سو جب عناد کیا مشرکوں نے معقول کو اور جھٹلایا منقول کو جس کو پیغمبر لائے تو تمسک کیا انہوں نے ساتھ مشیت کے اور تقدیر سابق کے اور یہ حجت ان کی مردود ہے اس واسطے کہ نہیں باطل ہوتی ہے شریعت تقدیر سے اور جاری ہونا احکام کا بندوں پر ان کے کسب کے سبب سے ہے سو جس کی تقدیر میں گناہ لکھا گیا ہے تو یہ علامت ہو گی اس پر کہ اس کی تقدیر میں عذاب لکھا گیا ہے مگر یہ کہ اللہ چاہے گا تو اس کو بخش دے گا غیر مشرکوں سے اور جس کی تقدیر میں طاعت لکھی گئی تو یہ علامت ہے اس کی کہ اس کے حق میں ثواب لکھا

گیا ہے اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ معتزلہ نے قیاس کیا ہے خالق کو مخلوق پر اس واسطے کہ اگر مخلوق اپنی فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم شمار کیا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ حقیقت میں اس کا مالک نہیں اور اگر خالق اپنے فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں شمار کیا جاتا اس واسطے کہ وہ سب کا مالک ہے اور اسی کا ہے سب اختیار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے جو کرتا ہے اور کہا راغب نے کہ اتفاق ہے سب لوگوں کا اس پر کہ ہر کام میں انشاء اللہ کہا جائے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سب کام اللہ کی مشیت اور چاہنے پر موقوف ہیں اور بندوں کے سب کام اللہ کی مشیت کے ساتھ متعلق ہیں اور معتزلوں اور اہل سنت کے درمیان نزاع یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ارادہ علم کے تابع ہے اور ان کے نزدیک امر کے تابع ہے اور دلالت کرتا ہے واسطے اہل سنت کے قول اللہ تعالیٰ ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ لَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ﴾ کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا مشیت اور ارادے کا ہے اور دونوں کے ایک معنی ہیں اور اس کا ارادہ صفت ہے اس کی ذات کی صفات سے اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ وہ اس کے فعل کی صفت ہے اور یہ قول ان کا فاسد ہے اس واسطے کہ اگر ارادہ اس کا محدث یعنی پیچھے پیدا ہوا تو نہیں خالی ہے اس سے کہ پیدا کرے اس کو اپنے نفس میں یا غیر کے نفس میں یا دونوں میں سے کسی چیز میں نہ پیدا کرے اور دوسری اور تیسری شق محال ہے اس واسطے کہ نہیں وہ محل واسطے حوادث کے اور دوسری شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ ہو غیر ارادہ کرنے والا واسطے حوادث کے اور باطل ہو اللہ کا صاحب ارادہ ہونا اس واسطے کہ مرید وہ ہے جس سے ارادہ صادر ہو اور وہ غیر ہے جیسا کہ باطل ہے کہ ہو عالم جب کہ پیدا کرے علم کو اپنے غیر میں اور حقیقت مرید کی یہ ہے کہ ہو ارادہ اس سے بغیر غیر اس کے اور چوتھی شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ مستلزم ہے کہ حوادث بنفسها قائم ہوں اور جب یہ قسمیں فاسد ہوئیں تو صحیح ہوا کہ وہ مرید ہے یعنی ارادہ کرنے والا ہے ساتھ ارادہ قدیمی کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور ہوگا تعلق اس کا ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہے ہونا اس کا مراد اور یہ مسئلہ مبنی ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے بندوں کے کام کا اور یہ کہ وہ نہیں کرتے مگر جو وہ چاہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ اور اس کے سوائے اور بھی بہت آیتیں ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا﴾ پھر اس کی تائید کی اپنے اس قول سے لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے سو دلالت کی اس نے کہ اللہ نے ان کی لڑائی کو کیا جو ان سے واقع ہوئی اس واسطے کہ وہ اس کے واسطے ارادہ کرنے والا ہے اور جب کہ وہی ہے فاعل ان کی لڑائی کا تو وہی ارادہ کرنے والا ہے ان کی مشیت کا اور فاعل پس ثابت ہوا ان آیتوں سے کہ بندوں کا کسب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہے اور اگر اس کے وقوع کا ارادہ نہ کرے تو نہیں واقع ہوتا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ مصلحت کی رعایت اللہ پر واجب ہے اور جواب یہ ہے کہ ظاہر اس آیت کا کہ تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے یہ ہے کہ وہ دیتا ہے ملک جس کو

چاہتا ہے برابر ہے کہ وہ بادشاہی کے لائق ہو یا نہ ہو دیتا ہے بادشاہی کافر کو مانند نمرود اور فرعون وغیرہ کی اور دیتا ہے بادشاہی ایمان دار کو مانند یوسف علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے۔ (فتح)

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ﴾ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ نَزَلَتْ فِيْ أَبِيْ طَالِبٍ

بے شک تو نہیں ہدایت کرتا جس کو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے

فائدہ: اس کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد ساتھ مھتدین کے وہ لوگ ہیں جو خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے ازل میں اور کہا سعید نے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں اتری۔

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

یعنی ارادہ کرتا ہے اللہ تمہاری آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا تمہاری تنگی کا

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کے معتزلوں نے اپنے قول کے واسطے سو انہوں نے کہا کہ اللہ گناہ کا ارادہ نہیں کرتا جو بندوں سے واقع ہوتے ہیں اور جواب یہ ہے کہ معنی ارادے کے آسانی کا اختیار دینا ہے درمیان روزے کے سفر میں اور ساتھ بیماری کے اور درمیان افطار کے اس کی شرط سے اور ارادہ تنگی کا جو منفی ہے لازم کرنا ہے روزے کا سفر میں تمام حالات میں پس یہ الزام ہے جو نہیں واقع ہوتا اس واسطے کہ وہ اس کو نہیں چاہتا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی حکمت بیچ تاخیر کرنے اس کے حدیث مذکور سے اور فصل کرنے کے درمیان آیتوں مشیت اور ارادے کے اور ارادے کا ذکر قرآن میں بہت جگہ آیا ہے اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں واقع ہوتا مگر جو ارادہ کرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور یہ کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے تمام مخلوقات کے اگرچہ نہیں ہے امر ساتھ ان کے اور کہا معتزلوں نے کہ اللہ تعالیٰ بدی کا ارادہ نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر اس کا ارادہ کرتا تو اس کو طلب کرتا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ امر نفس ارادے کا ہے اور اہل سنت کو انہوں نے الزام دیا ہے ساتھ اس کے کہ قائل ہوں کہ بے حیائی کے کام اللہ کے ارادے سے ہیں اور حالانکہ لائق ہے کہ اللہ اس سے پاک ہو اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے ہر چیز پر تا کہ اس کو عذاب کرے اور واسطے ثابت ہونے اس بات کے کہ اس نے پیدا کیا ہے دوزخ کو اور پیدا کیا ہے اس کے واسطے دوزخیوں کو اور پیدا کیا بہشت کو اور پیدا کیا اس کے واسطے بہشتیوں کو اور الزام دیا ہے اہل سنت نے معتزلہ کو ساتھ اس کے کہ انہوں نے ٹھہرایا ہے یہ کہ واقع ہوتی ہے اس کے ملک میں وہ چیز جو ارادہ نہیں کرتا۔ (فتح) اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں سترہ حدیثوں کو بیان کیا ہے سب میں ذکر مشیت کا ہے اور سب متفرق جگہوں میں گزر چکی ہیں۔

۶۹۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ

۶۹۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتُمُ اللهَ فَاعْزِمُوْا فِي الدُّعَآءِ وَلَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِيْ فَإِنَّ اللهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ.

فرمایا کہ جب تم اللہ سے دعا کرو تو پکا قصد کر کے دعا مانگا کرو اور نہ کہا کرے کوئی تمہارا کہ الٰہی! اگر تو چاہے تو مجھ کو دے اس واسطے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو دعا نہ قبول ہونے دے۔

فائدہ: یعنی دعا کے مانگنے میں تردد نہ کیا کرو اور بعض نے کہا کہ عزم کے معنی ہیں جزم کرنا ساتھ اس کے بغیر ضعف کے طلب میں اور بعض نے کہا کہ وہ نیک گمان ہے ساتھ اللہ کے قبول کرنے میں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تعلیق میں صورت استغنا کی ہے مطلوب سے اور مطلوب منہ سے۔ (فتح)

٦٩١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّوْنَ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَآءَ أَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهٗ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهٗ وَيَقُوْلُ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

۶۹۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے یعنی ان کے گھر میں تشریف لے گئے تو ان سے فرمایا کہ کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا یا حضرت! ہماری جان اللہ کے ہاتھ میں ہے سو جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو اٹھتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے جب میں نے آپ سے یہ کہا اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ پیٹھ دینے والے تھے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے ہر چیز سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزر چکی ہے اور جگہ دلالت کی اس سے یہ قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ہماری جان اللہ کے ہاتھ میں ہے جب چاہتا ہے ہم کو اٹھاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح)

٦٩١٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا

۶۹۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيْحُ تُكَفِّئُهَا فَإِذَا سَكَنَتِ اعْتَدَلَتْ وَكَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّآءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَآءَ.

نے فرمایا مومن کی مثال مثل سبز کھیتی کی ہے اس کا پتہ ہلتا ہے جس طرح سے اس کو ہوا آتی ہے اس کو جھکاتی ہے اور جب ہوا بند ہوتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے اور اسی طرح ایماندار جھکایا اور ہلایا جاتا ہے بلا اور مصیبت سے اور کافر کی مثال مانند صنوبر کے ہے کہ سخت اور سیدھا رہتا ہے ہوا سے نہیں جھکتا یہاں تک کہ اللہ اس کو جڑ سے اُکھاڑے جب کہ چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے حضرت ﷺ کا اخیر قول ہے کہ اللہ اس کو جڑ سے اکھاڑے جب چاہے یعنی اس وقت میں جو اس کے ارادے میں پہلے گزر چکا ہے کہ اس کو اکھاڑے۔ (فتح)

٦٩١٣۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ إِنَّمَا بَقَآؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ حَتّٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ

٦٩١٣۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ آپ منبر پر کھڑے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہی جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی اور تمہاری زندگی بہ نسبت ان کے کم ہے توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی سو انہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا آدھے دن تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا عصر کی نماز تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پھر تم اے مسلمانو! قرآن دیے گئے سو تم نے اس کے عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تم دو دو قیراط دیے گئے تو توراۃ والے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ان کا عمل کم ہے اور مزدوری زیادہ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا تمہاری مزدوری سے کچھ کم دیا کہیں

عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ أَجْرِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا فَقَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ.

گے کہ جو ٹھہر چکا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بیان یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں اور قول اس کا ذلک اشارہ ہے طرف تمام ثواب کے نہ طرف اس قدر کے کہ عمل کے مقابل ہے جیسا گمان ہے معتزلوں کا۔ (فتح)

٦٩١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الْمُسْنَدِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ فَقَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ.

٦٩١٤۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی ایک جماعت میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے بیعت کرتا ہوں اس پر کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نہ چوری کرو اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو اور نہ باندھ لاؤ بہتان اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے یعنی ناحق اپنی عقل سے بنا کر اور میری نا فرمانی نہ کرو نیک کام میں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو اس میں سے کسی چیز کو پہنچا اور اس کے بدلے دنیا میں پکڑا گیا یعنی دنیا میں اس پر حد قائم ہوئی تو وہ اس کے واسطے کفارہ اور گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اور جس کا اللہ نے دنیا میں پردہ ڈھانکا تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو اس کو بخش دے گا۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو بخش دے گا۔ (فتح)

٦٩١٥۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَهُ سِتُّوْنَ امْرَأَةً فَقَالَ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ

٦٩١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر کی ساٹھ عورتیں تھیں سو اس نے کہا کہ میں آج کی رات اپنی عورتوں پر گھوموں گا یعنی سب سے صحبت کروں گا سو ہر عورت حاملہ ہوگی اور ایک ایک سوار کو جنے گی

عَلٰی نِسَآئِیْ فَلْتَحْمِلَنَّ کُلُّ امْرَأَةٍ وَلْتَلِدَنَّ فَارِسًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَطَافَ عَلٰی نِسَآئِهٖ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ سُلَیْمَانُ اسْتَثْنٰی لَحَمَلَتْ کُلُّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا سو اس نے اپنی سب عورتوں سے صحبت کی سو ان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا لڑکا جنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو ان میں سے ہر عورت حاملہ ہوتی اور ایک ایک سوار جنتی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا اور غرض اس سے یہ قول ہے اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا۔

٦٩١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی أَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُهٗ فَقَالَ لَا بَأْسَ عَلَیْكَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ الْأَعْرَابِیُّ طَهُوْرٌ بَلْ هِیَ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

٦٩١٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک گنوار کی بیمار پرسی کو گئے سو فرمایا کہ تجھ پر کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اگر اللہ نے چاہا یعنی بیماری سے مسلمان کے گناہ دور ہو جاتے ہیں کچھ حرج کی بات نہیں کہا گنوار نے کہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والی نہیں بلکہ وہ بخار ہے جوش مارتا بڑے بوڑھے پر جس کو قبروں میں پہنچانے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی تیرا عقیدہ ہے تو اب اسی طرح ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے پاک کرنے والی ہے اگر اللہ نے چاہا۔

٦٩١٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا هُشَیْمٌ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِیْهِ حِیْنَ نَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَکُمْ حِیْنَ شَآءَ وَرَدَّهَا حِیْنَ شَآءَ فَقَضَوْا حَوَآئِجَهُمْ وَتَوَضَّئُوْا إِلٰی أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْیَضَّتْ فَقَامَ فَصَلّٰی.

٦٩١٧۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہ صبح کی نماز سے سو گئے کہ بے شک اللہ نے بند کر رکھا تمہاری جانوں کو جب چاہا اور چھوڑ دیا جب چاہا سو انہوں نے اپنی حاجتوں سے فراغت کی اور وضو کیا (یا امر ہے اصحاب کو) یہاں تک کہ سورج نکلا اور سفید ہوا پھر حضرت ﷺ نے اٹھ کر نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور چھوڑ دیا جب چاہا۔

٦٩١٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوسٰى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلٰى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

٦٩١٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی میں لڑائی ہوئی مسلمان نے کہا قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان سے چن لیا ایک قسم میں جو اس نے کھائی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب جہان سے بہتر ہیں اور کہا یہودی نے قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے چن لیا یعنی موسیٰ علیہ السلام سب سے بہتر ہیں تو مسلمان نے یہودی کو اس وقت ہاتھ اُٹھا کر طمانچہ مارا تو یہودی فریاد لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے واقعہ سے خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو سو البتہ لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے سو مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں تھے جو کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے۔

فائدہ: مستثنیٰ کیا یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾۔

٦٩١٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي عِيسٰى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٦٩١٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مدینے میں آئے گا تو فرشتوں کو پائے گا کہ اس کی چوکیداری کرتے ہیں سو اس کے نزدیک نہ آئے گا اور

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ يَأْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُوْنُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

انشاء اللہ وہاں وبا بھی نہ آئے گی۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ انشاء اللہ وہاں وبا بھی نہ آئے گی۔

٦٩٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيْدُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٦٩٢٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے اور میں ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں اپنی دعا چھپا رکھوں گا اپنی امت کی شفاعت کے واسطے قیامت کے دن۔

٦٩٢١۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ فَنَزَعْتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهٗ بِعَطَنٍ.

٦٩٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا سو میں نے اس سے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا پھر اس کو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لیا سو اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی اور اللہ اس کو بخش دے گا پھر ڈول کو عمر رضی اللہ عنہ نے لیا پھر وہ ڈول چرس ہو گیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو اپنی سے آسودہ کر کے ان کی نشست گاہ پر بٹھلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا۔

٦٩٢٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ

٦٩٢٢۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ السَّآئِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَآءَهُ السَّآئِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَآءَ.

کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل حضرت ﷺ کے پاس آتا اور اکثر اوقات راوی نے یوں کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو فرماتے سفارش کرو اجر پاؤ گے اور حکم کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ کی زبان پر جو چاہے یعنی ظاہر کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر ساتھ وحی کے یا الہام کے جو مقدر کیا اپنے علم میں کہ وہ واقع ہوگا۔ (فتح)

٦٩٢٣- حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِيْ إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهٗ إِنَّهٗ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ لَا مُكْرِهَ لَهٗ.

۶۹۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہ کہے کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے الٰہی! مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے الٰہی! مجھ کو روزی دے اگر تو چاہے اور پکی نیت کر کے دعا مانگے یعنی دعا میں مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھے اس واسطے کہ وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اس پر جبر کرنے والا کوئی نہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے الٰہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے۔ (فتح)

٦٩٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ عَمْرٌو حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى أَهُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّيْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِيْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ

۶۹۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اور حر بن قیس موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں جھگڑے کہ کیا وہ خضر علیہ السلام ہے تو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں پر گزرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو بلایا اور کہا کہ میں نے اور میرے اس ساتھی نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں جھگڑا کیا جس کے ملنے کے واسطے موسیٰ علیہ السلام نے راہ پوچھی تھی کیا تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے اس کا حال ذکر کرتے ہوں؟ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے حضرت ﷺ سے سنا اس کا حال ذکر کرتے تھے فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک مرد آیا تو

سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا مُوْسٰى فِيْ مَلَإٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ فَقَالَ مُوْسٰى لَا فَأُوْحِيَ إِلٰى مُوْسَى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ آيَةً وَقِيْلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوْسٰى يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى لِمُوْسٰى ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهٗ﴾ قَالَ مُوْسٰى ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِيْ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَوَجَدَا خَضِرًا وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ.

اس نے کہا کہ کیا تو کسی کو جانتا ہے جو تجھ سے زیادہ تر عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں سو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر علیہ السلام ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ملنے کے واسطے راہ پوچھی سو اللہ نے اس کے واسطے مچھلی نشانی ٹھہرائی اور اس سے کہا گیا کہ جب تو مچھلی کو گم کرے تو پھر آنا سو بے شک تو اس سے ملے گا سو موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے قدم کی پیروی کرتے تھے دریا میں تو موسیٰ علیہ السلام کے خادم نے ان سے کہا بھلا یہ تو بتلایئے کہ جب ہم پتھر کے پاس تھے تو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر اُلٹے قدموں پر پلٹے سو دونوں نے خضر علیہ السلام کو پایا سو تھا دونوں کے حال سے سو جو اللہ نے بیان کیا اپنی کتاب میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علم میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے قول اس کا ہے بیچ اس کے موسیٰ علیہ السلام کے قول کی حکایت سے کہ تو مجھ کو اگر اللہ نے چاہا تو صبر کرنے والا پائے گا اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس قول میں غالباً حصول مطلب کی امید ہوتی ہے اور کبھی مطلوب حاصل نہیں بھی ہوتا جب کہ اللہ کی تقدیر میں اس کا وقوع نہیں ہوتا۔ (فتح)

٦٩٢٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ

٦٩٢٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اتریں گے کل اگر اللہ نے چاہا بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی کفر پر یعنی اس مکان میں جس کا نام محصب ہے۔

بَنِیْ کِنَانَةَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ یُرِیْدُ الْمُحَصَّبَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم کل اتریں گے اگر اللہ نے چاہا۔

٦٩٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِی الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الطَّآئِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ نَقْفُلُ وَلَمْ نَفْتَحْ قَالَ فَاغْدُوْا عَلَی الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَكَأَنَّ ذٰلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٢٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے طائف والوں کا محاصرہ کیا اور اس کو فتح نہ کیا سو فرمایا کہ ہم پلٹنے والے ہیں ان شاء اللہ تو مسلمانوں نے کہا کہ ہم پلٹ جائیں گے اور حالانکہ طائف فتح نہیں ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ صبح کو لڑائی پر چلو تو صبح کو لڑائی پر گئے تو ان کو زخم پہنچے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہم کل کو پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا تو گویا کہ یہ بات لوگوں کو خوش لگی تو حضرت ﷺ ہنسے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس کے لانے سے یہاں یہ قول ہے کہ ہم کل پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ حَتّٰی إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِيْرُ﴾ وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ إِلَّا بِإِذْنِهٖ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور نہیں فائدہ دیتی سفارش نزدیک اس کے مگر جس کو اجازت دے یہاں تک کہ جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دل سے تو پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے اور نہیں کہا کہ کیا پیدا کیا تمہارے رب نے یعنی بدلے اس قول کے کہ تمہارے رب نے کیا کہا اور اللہ نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کے پاس سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا قدیم ہے اس کی ذات کے واسطے قائم ہے ساتھ صفتوں اس کی کے ازل سے موجود ہے ساتھ اس کے اور اس کا کلام نہیں مشابہ ہے

مخلوق کی کلام کو برخلاف معتزلوں کے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کا کلام نہیں اور وہ کلام نہیں کرتا اور کہا بعض معتزلہ نے کہ مراد اس سے فعل اور تکوین ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ کلام نہیں ہوتا مگر اعضاء اور زبان سے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سو رد کیا ان پر بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث باب کے اور آیت کے اور اس میں ہے کہ جب ان سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو اپنے اوپر والوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ انہوں نے کچھ کلام سنا جس کے معنی ان کی سمجھ میں نہ آئے بہ سبب گھبراہٹ کے سو انہوں نے کہا کہ کیا کہا اور نہیں کہا فرشتوں نے کہ کیا پیدا کیا اور اسی طرح اوپر والے فرشتوں نے بھی ان کو جواب دیا ساتھ اس کے کہ اللہ نے حق کہا اور حق ایک صفت ہے ذات کی کہ نہیں جائز ہے اس پر غیر اس کا اس واسطے کہ نہیں اس کی کلام پر باطل سو اگر کوئی چیز مخلوق ہوتی یا فعل ہوتا تو البتہ فرشتے کہتے پیدا کیا ہے خلق کو آدمی کو یا اس کے غیر کو سو جب وصف کیا انہوں نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کلام تو نہیں جائز ہے کہ ہو قول ساتھ معنی تکوین کے اور یہ اول جگہ ہے جس میں بخاری رحمہ اللہ نے کلام کی مسئلے میں کلام کیا ہے اور اس مسئلے کا دامن دراز ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیہقی نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کلام اللہ ایک صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے اور اس کی ذاتی صفتوں سے کوئی چیز مخلوق نہیں اور نہ کوئی چیز محدث ہے اور نہ حادث اللہ نے کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قول ہمارا کسی چیز کے واسطے جب کہ ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ کہ کہتے ہیں اس کو ہو جا سو ہو جاتی ہے سو اگر قرآن مخلوق ہوتا تو مخلوق ہوتا ساتھ کن کے اور محال ہے کہ ہو قول اللہ کا واسطے کسی چیز کے قول اس واسطے کہ وہ واجب کرتا ہے دوسرے قول اور تیسرے قول کو پس لازم آئے گا تسلسل اور وہ فاسد ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ اللہ نے قرآن کو سکھلایا اور آدمی کو بنایا سو خاص کیا اللہ نے قرآن کو ساتھ تعلیم کے اس واسطے کہ وہ اس کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے اور خاص کیا آدمی کو ساتھ پیدا کرنے کے اس واسطے کہ وہ اس کی مخلوق ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ یوں کہا جاتا خلق القرآن والانسان یعنی پیدا کیا قرآن کو اور آدمی کو اور اللہ نے فرمایا ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ اور نہیں جائز ہے کہ ہو کلام متکلم کا قائم ساتھ غیر اس کے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا﴾ الآیۃ سو اگر نہ پایا جاتا کلام اللہ کا مگر مخلوق بیچ چیز مخلوق کے تو نہ ہوتے واسطے اشتراط وجوہ کے جو مذکور ہیں آیت میں کوئی معنی واسطے برابر ہونے تمام خلق کے بیچ سننے کلام کے غیر اللہ سے سو باطل ہوا قول جہمیہ کا کہ وہ مخلوق ہے غیر اللہ میں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اللہ نے درخت میں کلام پیدا کیا تھا جس سے موسیٰ علیہ السلام نے کلام کیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ جو اللہ کا کلام کسی فرشتے یا پیغمبر سے سنے وہ افضل ہو موسیٰ علیہ السلام سے کلام کے سننے میں اور لازم آتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام جو موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا ﴿اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ﴾ اس درخت کا کلام ہو اور البتہ اللہ نے مشرکوں پر انکار کیا ان کے اس قول میں ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا

قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ملل میں کہ اہل اسلام کا اجماع ہے اس پر کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور اس پر کہ اللہ کا کلام ہے اور اسی طرح توراۃ انجیل وغیرہ صحیفے اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ کا کلام صفت فعل کی ہے مخلوق ہے اور اللہ نے درخت میں ایسا کلام پیدا کیا جس نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قائم ہوئے ہیں دلائل قاطعہ اس پر کہ نہیں مشابہ ہے اللہ کو کوئی چیز کسی وجہ سے سو جب کلام ہمارا مخلوق ہے تو واجب ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ اصوات اور حروف قرآن کے قدیمی ہیں اس کی ذات کو لازم ہیں اور آگے پیچھے نہیں بلکہ وہ قائم ہیں ساتھ ذات اس کی کے اس حال میں کہ مقترن ہیں اور آگے پیچھے ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مخلوق کے حق میں ہے برخلاف خالق کے اور بعضوں نے کہا کہ اصوات اور حروف قرآن کے پڑھنے والوں سے مسموع ہیں اور ذکر کیا ہے فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مطالب عالیہ میں کہ جو قائل ہے اس کا کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے ساتھ کلام کے کہ قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور مشیت اس کی کے اور اس کے اختیار کے تو یہ قول صحیح تر ہے باعتبار عقل کے اور نقل کے اور منقول جمہور سلف سے یہ ہے کہ اس میں بحث نہ کی جائے اور نہ تعمق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ مخلوق نہیں اور جو اس کے سوائے ہے اس سے چپ رہے اور یہ جو کہا کہ کون ہے شفاعت کرے نزدیک اس کے مگر اس کی اجازت سے تو میں گمان کرتا ہوں کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس طرف کہ ضمیر ھم کی اللہ کے قول قلوبھم میں فرشتوں کی طرف راجع ہے اور یہ کہ فاعل شفاعت کا بیچ قول اللہ کے ﴿وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ﴾ وہ فرشتے ہیں ساتھ دلیل قول اللہ کے بعد وصف فرشتوں کے ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ﴾۔

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوْا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا ﴿مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ﴾

اور کہا مسروق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے کچھ چیز سنتے ہیں یعنی اس کے معنی نہیں سمجھتے سو جب ان کے دل میں سے ڈر دور ہوتا ہے اور آواز تھم جاتی ہے تو پہچان لیتے ہیں کہ وہ حق ہے اور پکارتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے آواز سنتے ہیں جیسے کہ آواز زنجیر کی پتھر پر آتی ہے سو فرشتے بیہوش ہو جاتے ہیں سو ہمیشہ بیہوش رہتے ہیں یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں تو ان کے دل سے ڈر دور ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا؟ جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ حق کہا سو پکارتے ہیں کہ حق حق۔

فائدہ: یعنی زنجیر کو پتھر پر مارا جائے تو اس سے سخت آواز نکلتی ہے اسی طرح اللہ کی کلام کی آواز ہوتی ہے جب کہ آسمانوں میں کچھ حکم کرتا ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيْهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جمع کرے گا اللہ لوگوں کو قیامت کے دن سو پکارے گا ان کو ایسی آواز سے کہ سنے گا اس کو دور والا جیسے سنے گا اس کو پاس والا کہ میں ہوں بادشاہ میں ہوں بدلہ دینے والا۔

فائدہ: حمل کیا ہے اس کو بعض نے اوپر مجاز حذف کے یعنی حکم کرتا ہے اس کو جو پکارے اور یہ بعید ہے نزدیک اس کے جو اللہ کے واسطے آواز کو ثابت کرتا ہے اس واسطے کہ مخلوق میں ایسا کسی کا کلام نہیں جو دور اور نزدیک سے برابر سنا جائے اور اس واسطے کہ فرشتے جب اس کو سنیں گے تو بیہوش ہو جائیں گے اور بندے آپس میں ایک دوسرے کی کلام سننے سے بیہوش نہیں ہوتے بنابر اس کے سو اس کی آواز صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے نہیں مشابہ ہے آواز اس کی مخلوق کی آواز کو اس واسطے کہ اس کی صفتوں میں کوئی چیز مخلوق کی صفتوں سے مشابہ نہیں اور کہا بیہقی نے کہ کلام وہ چیز ہے کہ بولے ساتھ اس کے متکلم اور وہ مستقر ہے اس کے نفس میں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نے اپنے دل میں ایک کلام تیار کیا سو اس کا نام کلام رکھا کلام کرنے سے پہلے سو اگر متکلم صاحب مخارج ہو تو سنا جاتا ہے کلام اس کا حروف اور اصوات سے اور اگر متکلم صاحب مخارج نہ ہو تو وہ اس کے برخلاف ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب مخارج نہیں تو اس کا کلام حروف اور اصوات سے نہ ہوگا اور جب سامع اس کو سمجھے گا تو اس کو حروف اور اصوات سے پڑھے گا اور جو اس کی نفی کرتا ہے وہ قیاس کرتا ہے اس کو اوپر آواز مخلوق کے کہ وہ صاحب مخارج ہیں اور جواب یہ ہے کہ آواز کبھی ہوتی ہے بغیر مخارج کے ہم نے مانا لیکن یہ قیاس ممنوع ہے اور خالق کی صفت کا مخلوق کی صفت پر قیاس نہیں ہو سکتا اور جب ثابت ہوئی آواز ان صحیح حدیثوں سے تو واجب ہوا ایمان لانا ساتھ اس کے پھر یا تفویض ہے یا تاویل اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور دیان کے معنی ہیں حساب کرنے والا بدلہ دینے والا جو نہیں ضائع کرتا عمل کسی عمل کرنے والا کا اور کہا کرمانی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بادشاہ مگر میں اور نہیں کوئی جزا دینے والا مگر میں اور اس میں اشارہ ہے طرف صفت علم کی اور حیات اور ارادہ اور قدرت وغیرہ صفات کی جن پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ (فتح)

٦٩٢٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٩٢٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کسی امر کا حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں جھکنے والے اس کے قول کے واسطے

قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلَآئِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوٰى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِيْ سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَآئَتُنَا.

جیسے وہ آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی رضی اللہ عنہ نے اور اس کے غیر نے کہ پہنچتا ہے یہ قول طرف فرشتوں کی پھر جب دور ہوتا ہے ڈر ان کے دل سے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا؟ کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے کہا علی رضی اللہ عنہ نے اورحدیث بیان کی ہم سے سفیان نے الخ یعنی ابن عیینہ کبھی سند کو معنعن بیان کرتا تھا اور کبھی ساتھ تحدیث اور سماع کی تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے زیادہ تحقیق کے واسطے پوچھا اس نے کہا ہاں میں نے سفیان سے کہا کہ ایک آدمی نے عمرو سے روایت کی اس نے عکرمہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اس نے پڑھا ہے فرغ یعنی ساتھ راء مہملہ اور غین معجمہ کے سفیان نے کہا کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں نہیں جانتا کہ اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا اس کو اپنی طرف سے پڑھا ہے اس واسطے کہ وہ اس کی قراءت ہے کہا سفیان نے اور یہی ہے قراءت ہماری۔

فائدہ: فرشتے اپنے پر مارتے ہیں یعنی اللہ کے ڈر سے کانپتے ہیں اور بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ آواز ایسی ہوتی ہے جیسے آواز زنجیر کی پتھر پر سو نہیں اترتا کسی آسمان پر مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں پھر جب ان کے دل سے ڈر دور ہوتا ہے آخر آیت تک پھر کہتا ہے کہ اس سال اس طرح ہوگا تو اس کو سن آتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام وحی کے ساتھ اترتا ہے تو آسمان والے گھبرا جاتے ہیں اس کے اُترنے سے اور سنتے ہیں آواز وحی کی جیسے بہت سخت آواز ہوتی ہے لوہے کی پتھر پر تو کہتے ہیں اے جبریل! تجھ کو کیا حکم ہوا؟ الحدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنوں کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر ان کا ٹھکانا تھا آسمان کا حکم سننے کے واسطے سو جب وحی اُترتی تھی تو فرشتے آواز سنتے تھے جیسے لوہے کی آواز کہ پتھر پر ڈالا جائے سو جب فرشتے اس کو سنتے تھے تو سجدے میں گر پڑتے تھے پس نہ سر اٹھاتے تھے یہاں تک کہ حکم اترتا پھر جب حکم اترتا تو کہتے تمہارے رب نے کیا کہا؟ سو اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو آسمان میں ہوگی تو کہتے کہ اللہ نے حق کہا اور اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو زمین میں ہوگی مینہ برسنے سے یا کسی کے مرنے سے تو اس میں کلام کرتے اور شیطان سن

آتے پھر آ کر کاہنوں کو بتلاتے کہ اس سال ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا سو یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ دنیا میں واقع ہوا ہے برخلاف قول اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ یہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور وہ مخالف ہے حدیث نبوی ﷺ کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا شفاعت کا ہے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور شفاعت کئی قسم پر ہے ثابت کیا ہے اس کو اہل سنت نے ایک قسم خلاص ہونا ہے موقف کے ہول سے اور یہ خاص ہے ساتھ محمد ﷺ کے اور نہیں منکر ہے اس سے کوئی فرقہ امت میں سے اور ایک قسم شفاعت ان لوگوں میں ہے جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے اور خاص کیا ہے معتزلہ نے اس کو ساتھ اس شخص کے جس پر کسی بندے کا حق نہ ہو اور ایک قسم شفاعت درجے بلند کرنے کے واسطے ہے اور نہیں خلاف ہے اس کے واقع ہونے میں اور ایک قسم شفاعت کرنا ہے واسطے گنہگار مسلمانوں کے جو اپنے گناہوں کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوئے تھے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور ثابت ہوئی ہے وہ بہت حدیثوں سے اور اتفاق کیا ہے اہل سنت نے اس کے قبول کرنے پر۔ (فتح)

٦٩٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يَّجْهَرَ بِهِ.

٦٩٢٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی چیز کی اجازت نہیں دی جو پیغمبر ﷺ کو اجازت دی خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی یعنی پکار کے یعنی پیغمبر ﷺ کا قرآن پڑھنا آواز سے اللہ کو بہت پسند ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد خوش آوازی سے قرآن کو پڑھے اللہ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔

٦٩٢٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَا آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى بِصَوْتٍ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ.

٦٩٢٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرمائے گا اے آدم! تو وہ کہے گا الٰہی! میں حاضر ہوں خدمت میں اور حاضر ہوں سو پکارے گا آواز سے کہ اللہ تجھ کو حکم کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد میں سے ایک گروہ دوزخ سے نکال۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے ساتھ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس پر کہ

اللہ کلام کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور یہ کہ آواز بندوں کی مؤلف ہے حرف حرف سے اس میں تطریب ہے اور ترجیع اور وہ حدیث یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت بیان کی سو اچانک قراءت آپ کی حرف حرف تھی اور اختلاف کیا ہے اہل کلام نے کہ اللہ کا کلام حرف اور آواز سے ہے یا نہیں سو کہا معتزلہ نے کہ کلام نہیں ہوتا ہے مگر حرف اور آواز سے اور کلام جو منسوب ہے اللہ کی طرف وہ قائم ہے ساتھ درخت کے اور کہا اشاعرہ نے کہ اللہ کا کلام نہیں ہے حرف اور نہ آواز اور ثابت کیا ہے انہوں نے اللہ کے واسطے کلام نفسی کو اور حقیقت اس کی ایک معنی ہیں جو قائم ہیں ساتھ نفس کے اگرچہ مختلف ہوئی ہے اس سے عبارت مانند عربی اور عجمی کی اور اختلاف اس کا نہیں دلالت کرتا ہے اوپر مختلف ہونے معبر عنہ کے یعنی جس چیز سے تعبیر کی گئی اور کلام نفسی یہی ہے معبر عنہ اور ثابت کیا ہے حنابلہ نے کہ بے شک اللہ کلام کرنے والا ہے ساتھ حرف اور صوت کے بہرحال حروف سو واسطے تصریح کے ساتھ اس کے ظاہر قرآن میں اور بہرحال آواز سو جس نے منع کیا ہے اس نے کہا کہ آواز وہ ہے جو منقطع اور مسموع ہے حلق سے اور جواب دیا ہے جس نے اس کو ثابت کیا ہے کہ آواز موصوف ساتھ اس کے وہ آدمیوں کی آواز ہے مانند سننے اور دیکھنے کے اور اللہ کی صفات آدمیوں کی صفات کی طرح نہیں سو نہ لازم آئے گا اعتراض مذکور باوجود اعتقاد تنزیہ کے اور نہ تشبیہ دینے کے اور یہ کہ جائز ہے کہ ہو آواز بغیر حلق کے پس نہ لازم آئے گی تشبیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ نے کلام کیا آواز سے اور جاری کی جائیں یہ حدیثیں اپنے ظاہر پر جس طرح کہ آئی ہیں یعنی ان میں تاویل نہ کی جائے بلکہ ان کے معنی کو اللہ کے سپرد کیا جائے۔ (فتح)

۶۹۳۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ.

۶۹۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو کسی عورت پر رشک نہیں آیا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا اور البتہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ اس کو بشارت دیں ایک گھر کی بہشت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيْلَ وَنِدَآءِ اللّٰهِ الْمَلَآئِكَةَ.

کلام کرنا اللہ کا جبریل علیہ السلام سے اور پکارنا اللہ کا فرشتوں کو۔

فائدہ: اس باب میں تین حدیثیں ذکر کیں پہلی حدیث میں پکارنا اللہ کا ہے جبریل علیہ السلام کو اور دوسری حدیث میں سوال کرنا اللہ کا ہے فرشتوں سے برعکس اس کے کہ ترجمہ میں واقع ہوا ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کہ اللہ جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پکارتا

ہے کہ میں فلانے آدمی سے محبت رکھتا ہوں سو تو بھی اس سے محبت رکھ۔ (فتح)

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ﴾ أَيْ يُلْقٰى عَلَيْكَ وَتَلَقَّاهُ أَنْتَ أَيْ تَأْخُذُهُ عَنْهُمْ وَمِثْلُهُ ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ﴾.

اور کہا معمر نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں یعنی تجھ پر قرآن ڈالا جاتا ہے اور تلقاہ کے معنی ہیں کہ تو اس کو لیتا ہے ان سے اور مثل اس کی ہے یہ قول اللہ کا کہ سیکھے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کئی کلمے یعنی لیا ان کو اس سے۔

٦٩٣١- حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِي السَّمَآءِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ وَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ.

۶۹۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ سو جبریل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر وہ جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں پکار دیتا ہے یعنی فرشتوں میں کہ بے شک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی قبولیت زمین میں اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے لوگ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: ماضی کے صیغے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ محبت سابق ہے ندا پر کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ کثر احسان سے محبت کے ساتھ تعبیر کی تو اس میں تانیس ہے واسطے بندوں کے اور داخل کرنا خوشی کا ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ جب بندہ سنے گا کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کو بڑی خوشی حاصل ہو گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پھر اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے جس کی طبع میں فتوت اور مروت ہو اور جس کی طبع میں رعونت ہو در اس پر شہوت غالب ہو تو نہیں رد کرتی ہے اس کو مگر زجر اور ضرب اور اس میں جبریل علیہ السلام کو مقدم کیا تو یہ واسطے ظاہر کرنے بلند مرتبے اس کے ہے نزدیک اللہ کے اور فرشتوں پر اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے رغبت دلانا اوپر ادا کرنے تمام اعمال نیکی کے جو ان میں فرض ہیں اور جو سنتیں اور نیز اس سے لیا جاتا ہے بہت ڈرانا گناہوں سے اور بدعتوں سے اس واسطے کہ ان میں گمان ہے اللہ کے غضب کا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

٦٩٣٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ

۶۹۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

فرشتے رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ان کو نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے یعنی فرشتوں سے زیادہ تر جانتا ہے۔

٦٩٣٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَبَشَّرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى.

٦٩٣٣۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ جو مرے گا تیری امت میں سے اس حالت میں کہ شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہو گا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا کہ اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بھی بہشت میں داخل ہو گا حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ تو محمد ﷺ کو بشارت دے کہ جو اس امت سے مرے گا اس حالت میں کہ نہ شریک کرتا ہو اللہ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہو گا تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو بشارت دی ساتھ اس کے کہ اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿أَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ﴾

اتارا اس کو یعنی قرآنِ مجید کو اپنے علم سے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں

فائدہ: کہا طبری نے اس کی تفسیر میں کہ اتارا اس کو طرف تیری اپنے علم سے کہ تو بہتر ہے اس کی خلقت سے کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اتارنے کے یہ ہے کہ بندوں کو فرضوں کے معانی سمجھائے جو قرآن میں ہیں اور نہیں اُتارنا اس کا مثل اُتارنے جسموں کی جو مخلوق ہیں اس واسطے کہ قرآن نہ مخلوق ہے نہ جسم اور کلام ثانی پر اتفاق ہے اہل سنت کا سلف اور خلف سے اور پہلے اوپر طریقے اہل تاویل کے ہے اور منقول سلف سے اتفاق ہے ان کا اس پر کہ اللہ کا

کلام مخلوق نہیں جبریل علیہ السلام نے اس کو اللہ سے لیا اور اس کو محمد ﷺ کی طرف پہنچایا اور حضرت ﷺ نے اس کو اپنی امت کی طرف پہنچایا۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ بَيْنَ السَّمَآءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ یعنی اترتا ہے امر درمیان ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک۔

٦٩٣٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ أَجْرًا.

٦٩٣٤ـ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے فلانے جب تو اپنے بستر پر آئے اور کہے کہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی تیرے شوق سے اور تیرے خوف سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا مکان ہے مگر تیری ہی طرف الٰہی! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات مر گیا تو اسلام پر مرا اور اگر تو صبح کو زندہ رہا تو تو نے ثواب پایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعاؤں میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری۔

٦٩٣٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْ بِهِمْ زَادَ

٦٩٣٥ـ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا جنگ خندق کے دن فرمایا الٰہی! اے اتارنے والے کتاب کے! اور جلد حساب کرنے والے! بھگا دے کفار کے گروہوں کو اور ان کو شکست دے۔

اور زیادہ کیا ہے حمیدی نے یعنی تصریح کی ہے حمیدی کی روایت میں ساتھ سماع سفیان اور اسماعیل اور عبداللہ کے

الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ خَالِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

برخلاف روایت قتیبہ کے کہ اس میں تینوں کی روایت معنعن ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ الٰہی! اے اتارنے والے کتاب کے!۔ (فتح)

٦٩٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَآءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ ﴿لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ حَتّٰى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتّٰى يَأْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْآنَ.

٦٩٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار کر پڑھ اپنی نماز کو اور نہ آہستہ پڑھ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اتاری گئی یہ آیت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے سو جب اپنی آواز کو بلند کرتے تھے تو مشرکین سنتے تھے پس برا کہتے تھے قرآن کو اور جس نے اس کو اتارا اور جو لے کر آیا اللہ نے فرمایا کہ اپنی نماز کو پکار نہ پڑھ تا کہ مشرکین نہ سنیں اور نہ آہستہ پڑھ اپنے اصحاب سے سو تو ان کو نہ سنا سکے اور تلاش کر درمیان اس کے راہ پکار کر پڑھ اور ان کو سنا تا کہ وہ تجھ سے قرآن سیکھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اتاری گئی یہ آیت۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں ارادہ کرتے ہیں کہ بدل ڈالیں اللہ کی کلام کو

فائدہ: اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ کلام اللہ کا نہیں خاص ہے ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ وہ نہیں ہے ایک قسم اور کلام اللہ کا اگرچہ غیر مخلوق ہے یعنی پیدا نہیں کیا گیا اور وہ صفت قائم ہے ساتھ اس کے سو وہ اس کو ڈالتا ہے جس بندے پر چاہتا ہے موافق ان کی حاجت کے احکام شرعیہ میں اور جو سوائے ان کے ہیں ان کی بہتریوں سے اور حدیثیں باب کی مانند مصرح کی ہیں ساتھ اس مراد کے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی اس باب سے یہ ہے کہ

کلام اللہ کی صفت ہے قائم ہے ساتھ اس کے اور وہ ازل سے ہے کلام کرنے والا اور ہمیشہ۔ (فتح)

﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾ حَقٌّ ﴿وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ بِاللَّعِبِ

یعنی آیت ﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ میں فصل کے معنی ہیں حق اور ہزل کے معنی ہیں کھیل

فائدہ: اور مراد حق سے شے ثابت ہے جو نہ دور ہو اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی وجہ مناسبت اس آیت کی اس آیت سے جو ترجمہ میں ہے۔

٦٩٣٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

۶۹۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے زمانے کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں ہے امر پلٹتا ہوں رات اور دن کو۔

فائدہ: مجھ کو ایذا دیتا ہے یعنی منسوب کرتا ہے میری طرف جو میرے لائق نہیں اور غرض اس سے اس جگہ ثابت کرنا اسناد قول کا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف۔

٦٩٣٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَأَكْلَهٗ وَشُرْبَهٗ مِنْ أَجْلِيْ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ.

۶۹۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ روزہ میرے ہی واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا چھوڑتا ہے آدمی اپنی شہوت کو اور اپنے کھانے پینے کو میرے سبب سے اور روزہ ڈھال ہے اور روزے دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک خوشی اللہ سے ملنے کے وقت یعنی قیامت میں اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ خوشبو دار ہے مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

٦٩٣٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۹۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایوب علیہ السلام ننگے نہاتے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب علیہ السلام لب

وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ فَنَادٰى رَبُّهُ يَا أَيُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ.

بھر بھر کے اپنے کپڑے میں رکھنے لگے تو ان کے رب نے انہیں پکارا کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھ کو مالدار اور اس سونے سے جو تو دیکھتا ہے بے پرواہ نہیں کر دیا حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب! لیکن تیری برکت کی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اللہ نے ایوب علیہ السلام کو پکارا الخ۔

٦٩٤٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ.

٦٩٤٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پچھلی تہائی رات کی باقی رہتی ہے سو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے کہ مجھ سے سوال کرے تا کہ میں اس کو دوں کون ہے کہ مجھ سے گناہ بخشوائے میں اس کے گناہ بخشوں۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے الخ اور یہ ظاہر ہے مراد میں برابر ہے کہ پکارنے والا فرشتہ ہو اللہ کے حکم سے یا نہ اس واسطے کہ مراد ثابت کرنا نسبت قول کا ہے اس کی طرف اور وہ حاصل ہے ہر حالت میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ فرشتے کو حکم کرتا ہے وہ پکارتا ہے اور تاویل کی ابن حزم نے ساتھ اس کے کہ مراد نزول سے فعل ہے کہ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان میں مانند فتح کی واسطے قبول کے اور یہ کہ البتہ اس گھڑی میں گمان ہے دعا کے قبول ہونے کا اور دلیل ہے اس پر کہ وہ صفت ہے فعل کی تعلیق اس کی ہے ساتھ وقت محدود کے اور جو ہمیشہ ہو وہ کسی زمانے کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا پس صحیح ہوا کہ وہ فعل حادث ہے اور اشارہ کیا ہے ابو اسماعیل ہروی نے طرف ان حدیثوں کی کہ صفات میں وارد ہوئی ہیں کہ وہ سب تقریب کے قبیل سے ہیں نہ تمثیل اور تشبیہ کے قبیل سے اور عرب کی بولی میں گنجائش ہے کہتے ہیں کہ یہ امر میں ہے مانند آفتاب کے اور یہ سخاوت کرنے والا ہے مانند ہوا کے اور حق ہے مانند دن کی اور نہیں مراد ہوتی ہے ان کی تحقیق کرنا تشبیہ کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ان کی تحقیق کرنا اثبات اور تقریب کا ہے لوگوں کی سمجھ پر یعنی مراد اس سے لوگوں کے فہم کی طرف قریب کرنا ہوتا ہے تا کہ سمجھ جائیں سو البتہ معلوم ہے کہ جس نے سمجھا کہ پانی بعید تر ہے سب چیزوں سے اس نے تشبیہ دی

ہے اس کو ساتھ پتھر کے اور البتہ فرماتا ہے اللہ فی موج کالجبال سو مراد اس سے عظیم ہونا اور بلند ہونا ہے نہ تشبیہ حقیقت میں اور عرب تشبیہ دیتے ہیں صورت کو ساتھ آفتاب کے اور چاند کے اور جھوٹی دھمکیوں کو ساتھ ہوا کے اور ان میں سے کسی چیز کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اور نہیں واجب کرتی ہیں وہ حقیقت کو اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

٦٩٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۹۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں قیامت میں آگے ہوں گے یعنی بہشت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔

٦٩٤٢۔ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ اللّٰهُ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ.

۶۹۴۲۔ اور اسی سند کے ساتھ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے! مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے نسبت کرنا اس قول کا ہے طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اور وہ قول اس کا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا اور یہ حدیث قدسی ہے۔ (فتح)

٦٩٤٣۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ هٰذِهِ خَدِيْجَةُ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ فِيْهِ طَعَامٌ أَوْ إِنَاءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَأَقْرِئْهَا مِنْ رَّبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

۶۹۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سو کہا کہ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئی ہیں کھانے کا برتن لے کر یا فرمایا برتن یا شربت لے کر سو ان کو ان کے رب کی طرف سے سلام کرو اور ان کو بشارت دو ایک موتی کے گھر کی بہشت میں جس میں نہ شور ہے نہ رنج۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اس کو اس کے رب کی طرف سے سلام کہو اس واسطے کہ وہ ساتھ معنی سلام کرنے کے ہے اوپر اس کے۔

٦٩٤٤۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَعْدَدْتُ

۶۹۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کے واسطے جو نہ کبھی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل میں خیال گزرا۔

لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ.

فائدہ: یعنی بہشت میں نیکوں کے واسطے ایسی عمدہ نعمتیں ہیں کہ ان کی مانند دنیا میں کوئی چیز نہیں جس کی مثال دی جائے اور یہ حدیث قدسی ہے اور اضافت عبادی میں تشریف کے واسطے ہے۔

٦٩٤٥۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.

۶۹۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اُٹھتے تو یہ دعا پڑھتے الٰہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کی روشنی ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے رب آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان والوں کا تو سچ ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور پیغمبر حق ہیں اور قیامت حق ہے الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو میرا اللہ ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ تیرا قول حق ہے اور مراد ساتھ حق کے لازم اور ثابت ہے۔ (فتح)

٦٩٤٦۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ

۶۹۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ ان کے حق میں تہمت کرنے والوں نے کہا جو کہا سو اللہ نے ان کو پاک کیا ان کی تہمت سے اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور

الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ بَرَآئَتِيْ وَحْيًا يُّتْلٰى وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُّتْلٰى وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُ وْا بِالْإِفْكِ﴾ اَلْعَشْرَ الْآيَاتِ.

لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاک دامنی قرآن میں اتارے گا جو پڑھا جائے اور البتہ میری قدر اپنے دل میں حقیر تر تھی اس سے کہ کلام کرے اللہ تعالیٰ میرے حق میں قرآن میں لیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ خواب دیکھیں گے جس سے اللہ میری پاکی بیان کرے گا اور اللہ نے یہ آیتیں اتاری کہ جو لوگ طوفان لائے دس آیتیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ نور میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میری پاکی میں قرآن اتارے گا اور مناسبت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول سے کہ اللہ کلام کرے۔ (فتح)

٦٩٤٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِيْ أَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِيْ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً فَإِنْ

٦٩٤٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ بدی کا قصد کرے تو اس کو اس پر مت لکھو یہاں تک کہ اس کو کرے سو اگر اس نے اس بد کام کو کیا تو ایک بدی لکھو سو اگر اس نے اس کو میرے واسطے چھوڑا تو اس کے واسطے ایک نیکی لکھو اور جب وہ نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھو اور اگر اس نے نیک کام کیا تو اس کے واسطے دس نیکیاں لکھو سات سو تک۔

عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور یہ بھی حدیث قدسی سے ہے اور مناسبت اس کی ترجمہ سے اس قول میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے اور یہ جو کہا سو اس پر بدی کو نہ لکھو یہاں تک کہ اس کو کرے تو اس حدیث کے مفہوم سے استدلال کیا گیا ہے کہ گناہ کے فعل پر قصد کرنے سے بدی نہیں لکھی جاتی یہاں تک کہ بدکام وقوع میں آئے اگرچہ شروع سے ہو۔ (فتح)

٦٩٤٨ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذٰلِكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾.

٦٩٤٨ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا پھر جب خلق کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت یعنی رشتہ داری کھڑی ہوئی اللہ نے فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ چاہے اللہ نے فرمایا ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے اس نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب! اللہ نے فرمایا سو یہ تیرے واسطے ہے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کے حق میں فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور برادری سے توڑو۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ رحم جو جوڑا توڑا جاتا ہے وہ ایک معنی ہیں معانی سے نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے کلام کرنا اور مراد بیان کرنا اس کی شان کی تعظیم کا ہے اور فضیلت اس کی جو اس کو جوڑے اور گناہ اس کا جو اس کو توڑے سو عرب کی عادت کے موافق اس میں استعارہ استعمال کیا گیا ہے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اور مجسم ہونا معانی کا قدرت میں محال نہیں اور غرض اس سے اللہ کا قول ہے کہ کیا تو راضی نہیں الخ۔ (فتح)

٦٩٤٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مُطِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي كَافِرٌ بِي

٦٩٤٩ـ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مینہ برسائے گئے سو فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض مجھ سے کافر ہوئے اور بعض میرے ساتھ ایمان لایا۔

وَمُؤْمِنٌ بِیْ.

فائدہ: مینہ برسائے گئے یعنی واقع ہوا مینہ حضرت ﷺ کی دعا سے یا منسوب ہوا آپ کی طرف اس واسطے کہ جو آپ کے سوائے ہے وہ آپ کے تابع ہیں۔

۶۹۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ إِذَا أَحَبَّ عَبْدِيْ لِقَآئِيْ أَحْبَبْتُ لِقَآئَهٗ وَإِذَا كَرِهَ لِقَآئِيْ كَرِهْتُ لِقَآئَهٗ.

۶۹۵۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ جب میرا بندہ میرا ملنا چاہے تو میں بھی اس کو ملنا چاہتا ہوں اور جب وہ میرا ملنا برا جانے تو میں بھی اس کا ملنا برا جانتا ہوں۔

فائدہ: کہا ابن عبدالبر نے اس کے بعد کہ وارد کیا حدیثوں کو جو وارد ہیں بیچ خاص کرنے اس کے ساتھ وقت وفات نبوی کے کہ یہ آثار دلالت کرتے ہیں کہ یہ حال وقت حاضر ہونے موت کے ہے اور دیکھنے اس چیز کے جو وہاں ہے اور اس وقت توبہ نہیں ہوتی اگر اس سے پہلے توبہ نہ کی ہو۔ (فتح)

۶۹۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ.

۶۹۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۶۹۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ وَاذْرُوْا نِصْفَهٗ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهٗ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ

۶۹۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہا ایک مرد نے جس نے کبھی کوئی نیک کام نہ کیا تھا یعنی اپنے گھر والوں سے کہ جب وہ شخص مر جائے تو اس کو جلا ڈالنا پھر اس کی آدھی راکھ خشکی میں بکھیر دینا اور آدھی دریا میں سو قسم اللہ کی اگر اللہ نے اس کو تنگ کیا اور عذاب مقدر کیا تو البتہ اس کو ایسا عذاب کرے گا کہ تمام عالم میں کسی پر ویسا عذاب نہ کرے گا سو اللہ نے دریا سے حکم کیا سو جتنی خاک اس میں تھی اس نے جمع کر دی اور اللہ نے خشکی کو حکم کیا اس نے

فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ.

بھی جو اس میں تھی جمع کر دی پھر اللہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو یہ کام کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا اے رب! تیرے خوف سے اور تو زیادہ تر جانتا ہے سو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

٦٩٥٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ أَصَبْتُ فَاغْفِرْ لِي فَقَالَ رَبُّهُ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ قَالَ رَبِّ أَصَبْتُ أَوْ قَالَ أَذْنَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِي فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا فَلْيَعْمَلْ مَا شَآءَ.

٦٩٥٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے نے کوئی گناہ کیا تو اس نے کہا اے میرے رب! میں نے گناہ کیا سو اس کو بخش دے تو اس کے رب نے کہا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر ٹھہرا جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا اور اس نے کہا اے میرے رب! میں نے گناہ کیا اس کو بخش دے تو اللہ نے فرمایا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے یعنی عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر ٹھہرا جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا پھر کہا کہ اے میرے رب! میں نے اور گناہ کیا تو مجھ کو بخش دے تو اللہ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین بار۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پھر پھر گناہ کرنے والا اللہ کی مشیت میں ہے اگر اللہ چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور چاہے گا تو اس کو بخش دے گا غالب کر کے اس کی نیکی کو جو اس نے کی اور وہ اعتقاد کرنا اس کا ہے کہ اس کا ایسا رب ہے جو عذاب کرتا ہے اور بخشتا ہے دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ اور نہیں ہے کوئی نیکی بہت بڑی توحید سے اور اگر کہا جائے کہ استغفار کرنا اپنے رب سے توبہ ہے ہم کہتے ہیں کہ نہیں

استغفار اکثر طلب کرتے مغفرت کے سے اور کبھی طلب کرتا ہے اس کو اصرار کرنے والا اور تائب اور نہیں ہے حدیث میں کہ وہ تائب ہے اس چیز سے جس کی مغفرت کا سوال کیا اس واسطے کہ حد توبہ کی رجوع کرنا ہے گناہ سے اور نیت کرنا کہ اس کو پھر نہ کروں گا اور اس سے الگ ہو جانا اور مجرد استغفار سے یہ نہیں سمجھا جاتا اور بعض نے کہا کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں اس حال میں کہ الگ ہو جانا گناہ سے اور نادم ہونا اور پچھتانا اور نیت کرنا کہ پھر نہ کروں گا اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتا ہے توبہ میں پچھتانا کہ وہ باقی دونوں شرطوں کو بھی مستلزم ہے پھر حدیث میں آیا ہے کہ نادم ہونا توبہ ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور کہا قرطبی نے کہ دلالت کرتی ہے یہ حدیث اوپر عظیم ہونے فائدے استغفار کے اور اوپر عظیم ہونے فضل اللہ کے اور فراخ ہونے اس کی رحمت کے اور اس کے علم اور کرم کے لیکن مراد اس سے وہ استغفار ہے جس کے معنی دل میں ثابت ہوں مقارن واسطے زبان کے تا کہ کھل جائے ساتھ اس کے گرہ اصرار کی اور حاصل ہو ساتھ اس کے نادم ہونا پس یہ ترجمہ ہے واسطے توبہ کے اور جو زبان سے استغفار کرے اور اس کا دل گناہ پر مصر ہو تو اس کا استغفار استغفار کا محتاج ہے اور کہا قرطبی نے کہ گناہ کی طرف عود کرنا اگرچہ زیادہ ترقبیح ہے ابتدا کرنے سے لیکن توبہ بہتر ہے ابتدا توبہ کرنے سے اس واسطے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے ملازمت طلب کی کریم سے اور الحاح کرنا اس کے سوال میں اور اقرار کرنا کہ اس کے سوائے کوئی گناہ کو نہیں بخشتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی ہزار بار بلکہ اس سے بھی زیادہ گناہ کرے اور ہر بار توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور اگر سب گناہوں سے ایک بار توبہ کرے تو بھی اس کی توبہ صحیح ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تو کر جو تیرا جی چاہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تک کہ تو گناہ کرے گا اور توبہ کرے میں تجھ کو بخشوں گا اور اکثر لوگوں کے نزدیک استغفار اور توبہ کے ایک معنی ہیں۔ (فتح)

٦٩٥٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا فِيْمَنْ سَلَفَ أَوْ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَعْنِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَوَلَدًا فَلَمَّا حَضَرَتِ الْوَفَاةُ قَالَ لِبَنِيْهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوْا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ أَوْ لَمْ يَبْتَئِزْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا وَإِنْ يَقْدِرِ اللّٰهُ

٦٩٥٤۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا جو اگلے یا فرمایا جو تم سے اگلی امتوں میں تھا اس نے ایک بات کہی یعنی اللہ نے اس کو مال اور اولاد دی سو جب اس کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو اپنی اولاد سے کہا کہ میں تمہارے واسطے کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہا کہ بہتر باپ کہا سو اس نے اللہ کے نزدیک کوئی نیکی جمع نہ کی اور اگر اللہ نے اس کو تنگ کیا تو اس کو عذاب کرے گا سو دیکھو جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا یہاں تک کہ جب میں کوئلا ہو جاؤں تو مجھ کو گھسانا پھر جب سخت آندھی کا دن ہو

عَلَيْهِ يُعَذِّبُهُ فَانْظُرُوْا إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ حَتّٰى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِيْ أَوْ قَالَ فَاسْهَكُوْنِيْ ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيْحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُوْنِيْ فِيْهَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ مَوَاثِيْقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَرَبِّيْ فَفَعَلُوْا ثُمَّ أَذْرَوْهُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنْ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللّٰهُ أَيْ عَبْدِيْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِّنْكَ قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ عِنْدَهَا وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيْهِ أَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ.

تو میری راکھ کو اس میں اڑا دینا حضرت ﷺ نے فرمایا سو اس نے ان سے قول و اقرار لیا اور قسم ہے میرے رب کی سو انہوں نے کیا جو اس نے کہا پھر انہوں نے اس کو سخت آندھی کے دن اڑایا تو اللہ نے فرمایا کہ ہو جا سو اچانک وہ مرد کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے! کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر کہ کیا تو نے جو کیا؟ اس نے کہا کہ تیرا خوف سو جو اللہ نے اس کی تلافی کی وہ رحمت ہے اور دوسری بار فرمایا سو نہ تلافی کی اس کی اللہ نے مگر اپنی رحمت سے سو میں نے حدیث بیان کی ساتھ اس کے ابو عثمان کو اور کہا کہ میں نے اس کو سلمان سے سنا لیکن اس نے اس میں اتنا زیادہ کیا کہ مجھ کو دریا میں اڑا دینا یا جیسے حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ وَقَالَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِزْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ

یعنی کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ لم یبتئز کے معنی ہیں نہ ذخیرہ کی۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

کلام کرنا اللہ تعالیٰ کا پیغمبروں وغیرھم سے قیامت کے دن

٦٩٥٥ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ

۶۹۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میری شفاعت قبول ہوگی سو میں کہوں گا اے میرے رب! داخل کر بہشت میں جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو سو وہ بہشت میں داخل کیے جائیں گے پھر میں کہوں گا داخل کر بہشت میں جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہو کہا انس رضی اللہ عنہ

قَلْبِهٖ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُوْنَ ثُمَّ أَقُوْلُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ أَدْنٰى شَيْءٍ فَقَالَ أَنَسٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے سو جیسے میں دیکھتا ہوں حضرت ﷺ کی انگلیوں کی طرف یعنی قول حضرت ﷺ کا ادنیٰ شے۔

فائدہ: یعنی شاید حضرت ﷺ اپنی انگلیوں کو جوڑ کر ان سے اشارہ کرتے تھے اس حدیث میں کلام کرنا پیغمبروں کا ہے رب سے اور نہیں ہے اس میں کلام کرنا رب کا پیغمبروں سے اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ لفظ بھی آ چکا ہے جیسے کہ ابونعیم نے مستخرج میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ تیرے واسطے ہے جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہو اور تیرے واسطے ہے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اور تیرے واسطے ہے جس کے دل میں کچھ ایمان ہو پس یہ کلام کرنا اللہ کا ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے حضرت ﷺ سوال کریں گے پھر دوسری بار آپ کو یہ حکم ہو گا پس ایک روایت میں سوال کو ذکر کیا اور دوسری روایت میں اجابت کا ذکر کیا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ (فتح)

٦٩٥٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا إِلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ إِلَيْهِ يَسْأَلُهٗ لَنَا عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِيْ قَصْرِهٖ فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَأْذَنَّا فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقُلْنَا لِثَابِتٍ لَا تَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ أَوَّلَ مِنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ هٰؤُلَاءِ إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُوْكَ يَسْأَلُوْنَكَ عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ

٦٩٥٦۔ حضرت سعید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم بصرے کے چند آدمی جمع ہوئے سو ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ہم ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے گئے تا کہ ہمارے واسطے ان سے شفاعت کی حدیث پوچھے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے محل میں تھے سو پایا ہم نے ان کو چاشت کی نماز پڑھتے پھر ہم نے اندر جانے کی اجازت مانگی انہوں نے ہم کو اجازت دی اور وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے تو ہم نے ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہ پوچھو ان سے کوئی پہلے شفاعت کی حدیث سے یعنی پہلے پہل ان سے شفاعت کی حدیث کا سوال کرنا تو اس نے کہا اے ابوحمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ تیرے بھائی بصرے والوں سے آئے ہیں تجھ سے شفاعت کی حدیث پوچھنے کو تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا

النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَإِنَّهُ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَإِنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَقُوْلُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ

دن ہوگا تو آدمی آپس میں ملیں گے یعنی خلقت کا بڑا ہجوم ہوگا اور حشر کی مصیبت سے غمناک ہوں گے سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس واسطے کہ اس نے اللہ سے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلام ہے سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا کہ ہاں میں اس مقام کے لائق ہوں سو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھ کو اجازت ملے گی اور میرا رب مجھ کو وہ تعریفیں الہام کرے گا جس سے میں اس کی تعریف کروں گا وہ تعریفیں اب مجھ کو یاد نہیں سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے اور میں سجدے میں گر پڑوں گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت کو بخش میری امت کو بخش دے تو حکم ہوگا کہ چل اور نکال دوزخ سے جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہو سو میں جاؤں گا سو کروں گا یعنی ان کو نکالوں گا پھر پلٹ آؤں گا تو میں اللہ کی تعریف کروں گا ان تعریفوں سے پھر اس کے

رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ أَدْنٰى أَدْنٰى أَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِيْ مَنْزِلِ أَبِيْ خَلِيْفَةَ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهُ يَا أَبَا سَعِيْدٍ جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيْكَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ فَقَالَ هِيْهْ فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيْثِ فَانْتَهٰى إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هِيْهْ فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلٰى هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ وَهُوَ جَمِيْعٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَلَا أَدْرِيْ أَنَسِيَ أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوْا قُلْنَا يَا أَبَا سَعِيْدٍ فَحَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا مَا ذَكَرْتُهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِيْ كَمَا حَدَّثَكُمْ بِهِ قَالَ ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ

واسطے سجدے میں گر پڑوں گا تو حکم ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی تو میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے تو حکم ہو گا کہ چل سو نکال دوزخ سے جس کے دل میں ذرہ بھر یا رائی کے برابر ایمان ہو سو میں چلوں گا اور کروں گا پھر پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے پھر میں اس کے واسطے سجدے میں گر پڑوں گا تو حکم ہو گا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے کہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چل اور نکال دوزخ سے جس کے دل میں ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو سو اس کو نکال دوزخ سے دوزخ سے سو میں چلوں گا اور کروں گا سو جب ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ اگر ہم گزریں حسن رضی اللہ عنہ پر اور وہ ابوخلیفہ کی جگہ میں چھپا ہے سو ہم اس سے حدیث بیان کریں جو انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کی تو خوب ہو سو ہم اس کے پاس آئے اور ہم نے اس کو سلام کیا اس نے ہم کو اجازت دی تو ہم نے اس سے کہا اے ابوسعید! ہم تیرے پاس آئے ہیں تیرے بھائی انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے سو ہم نے نہیں دیکھا مثل اس کے جو اس نے ہم سے شفاعت کی حدیث بیان کی اس نے کہا بیان کرو سو ہم نے اس سے حدیث بیان کی سو ہم اس جگہ تک پہنچے یعنی ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے برابر سو کہا کہ بیان کرو ہم نے کہا کہ اس نے

قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

ہمارے واسطے اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا یعنی اس نے اس سے زیادہ حدیث بیان نہیں کیا تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ حدیث بیان کی اس نے مجھ سے اور وہ باعقل وہوش تھا مدت بیس برس سے سو میں نہیں جانتا کہ بھول گیا یا مکروہ جانا کہ تم صرف کلمہ کہنے پر بھروسہ نہ کر بیٹھنا تو ہم نے کہا اے ابوسعید! ہم سے حدیث بیان کر کہا اس نے اور پیدا کیا گیا ہے آدمی جلد باز نہیں ذکر کیا میں نے اس کو مگر اور حالانکہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ تم سے حدیث بیان کروں حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے حدیث بیان کی تم سے پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر میں چوتھی بار پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے پھر سجدہ میں گر پڑوں گا تو حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے رب! مجھ کو اجازت ہو اس شخص کے حق میں جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت اور جلال اور بڑائی اور عظمت کی قسم البتہ میں نکالوں گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔

فائدہ: اس حدیث میں مقدم کرنا اس مرد کا ہے جو عالم کے خاصوں میں سے ہوتا کہ اس سے سوال کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بنانا محل کا اس کو جس کی اولاد بہت ہو اور یہ جو کہا کہ اس وقت باعقل تھا یعنی اس وقت بڑھاپے میں داخل نہیں ہوا تھا کہ وہ جگہ گمان متفرق ہونے ذہن کے کی ہے اور حدوث اختلال حفظ کی اور کہا داؤدی نے کہ یہ جو اس حدیث میں ہے امتی امتی تو یہ محفوظ نہیں اس واسطے کہ سب خلقت جمع ہوگی سفارش کروائیں گے اور اگر مراد خاص یہی امت ہوتی تو اپنے پیغمبر کے سوا اور پیغمبروں کے پاس جاتے سو دلالت کی اس نے کہ مراد سب خلقت ہے اور جب کہ ہوئی سفارش ان کی واسطے بیچ فصل قضا کے تو پھر کیا وجہ ہے اپنی امت کی خاص کرنے کی اور میں نے اس اشکال کا جواب کتاب الرقاق میں دیا ہے جس جگہ اس حدیث کی شرح کی اور جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اس کے کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ مجھ کو اجازت ملے گی اس شفاعت کی کہ وعدہ کیا گیا ہے اس کا بیچ فصل قضا کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ مجھ کو الہام کرے گا تو یہ از سر نو اور کلام ہے اور بیان ہے واسطے دوسری شفاعت

کے جو اپنی امت کے ساتھ خاص ہے اور سیاق میں اختصار ہے۔ (فتح)

٦٩٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُوْلُ لَهُ رَبُّهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ رَبِّ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُوْلُ لَهُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكُلُّ ذٰلِكَ يُعِيْدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُوْلُ إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مِرَارٍ.

٦٩٥٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشتیوں میں سے جو سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہو گا اور دوزخیوں میں سے جو سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا وہ ایسا مرد ہے جو دوزخ سے نکلے گا گھٹنوں کے بل گھسٹتا یعنی جیسے چھوٹا لڑکا چلتا ہے تو اس کا اللہ اس سے کہے گا کہ بہشت میں داخل ہو تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! بہشت بالکل بھری ہے یعنی اس میں کہیں جگہ نہیں سو اللہ پاک اس سے یہ تین بار کہے گا ہر بار وہ اللہ تعالیٰ کو یہی جواب دے گا کہ بہشت بھری ہے سو اللہ فرمائے گا البتہ تیرے واسطے تو دنیا کے برابر جگہ ہے اور دس گنا دنیا کے۔

٦٩٥٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ تِلْقَآءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيْهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

٦٩٥٨۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس سے قیامت میں اللہ کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا یعنی سامنے بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کلام کرے گا پھر بندہ دائیں طرف نظر کرے سو نہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ آگے کر چکا پھر اپنی بائیں طرف نظر کرے گا تو نہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ کر چکا پھر اپنے آگے نظر کرے گا تو کچھ نہ دیکھے گا سوائے دوزخ کے کہ اس کے منہ کے سامنے ہے سو لوگو! بچو دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی کہا اعمش نے اور حدیث بیان کی مجھ سے عمرو نے خیثمہ سے مثل اس کی اور زیادہ کیا اس میں اتنا اگرچہ نیک بات کے سبب سے سہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے۔

٦٩٥٩۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٦٩٥٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی

جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ حَبْرٌ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْمَآءَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿يُشْرِكُونَ﴾.

عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور پانی اور کیچڑ کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہنستے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے واسطے تعجب کے اور اس کے قول کی تصدیق کے حضرت ﷺ نے فرمایا اور نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو جیسا اس کے پہچاننے کا حق ہے اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے جائیں گے اس کے ہاتھ میں اور وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے کہ شریک بناتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری اور پہلے گزر چکا ہے کہ خطابی نے اس سے انکار کیا ہے اور کبھی اس کی تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ ہنسا محمول ہے اوپر مجاز اور تمثیل کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی قدرت اس کے لپیٹنے پر اور سہولت امر کی اس کے جمع کرنے میں بجائے اس شخص کے ہے جو کوئی چیز اپنی ہتھیلی میں جمع کرے اور اس کو ہلکا جانے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ یہودیوں نے اسلام میں ملا دیا ہے اور حضرت ﷺ کا ہنسنا تو صرف تعجب اور انکار کے واسطے تھا، والعلم عند اللہ۔ (فتح)

٦٩٦٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُو أَحَدُكُمْ مِّنْ رَّبِّهِ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ وَيَقُولُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُولُ إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي

٦٩٦٠۔ حضرت صفوان سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کس طرح سنا تو نے حضرت ﷺ سے فرماتے تھے سرگوشی میں یعنی جو اللہ بندے سے کان میں بات کرے گا فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے رب سے قریب ہو گا یہاں تک کہ اللہ اپنا پردہ اس پر رکھے گا تو فرمائے گا کہ کیا تو نے ایسا ایسا عمل کیا تھا؟ تو بندہ کہے گا ہاں اور اللہ فرمائے گا کہ تو نے فلانا فلانا عمل کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا پھر اللہ فرمائے گا

الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہ میں نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے اور میں آج بھی ان کو بخشتا ہوں۔
کہا آدم نے یعنی قتادہ کی تحدیث صفوان سے ثابت ہے جو پہلے طریق میں عن کے ساتھ ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد یہ کہ بندے کو اپنی رحمت سے قریب کرے گا اور مراد کنف سے پردہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی رحمت تامہ اس کو گھیر لے گی۔ (فتح)

فائدہ: نہیں ہے باب کی حدیثوں میں کلام کرنا اللہ کا پیغمبروں سے مگر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور باقی باب کی سب حدیثوں میں کلام کرنا اللہ کا ہے پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں سے اور جب ثابت ہوا کہ اللہ پیغمبروں کے سوا اور لوگوں سے کلام کرے گا پس واقع ہونا اس کا ساتھ پیغمبروں کے بطریق اولیٰ ہوگا اور پہلے گزر چکی ہے پہلی حدیث میں وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے اور بہرحال حدیث ثانی پس خاص ہے ساتھ رکن ثانی کے ترجمہ سے اور وہ قول اس کا ہے وغیرھم اور بہرحال جو حدیثیں کہ باقی ہیں سو وہ شامل ہیں پیغمبروں کو اور جو ان کے سوائے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ اور کلام کیا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا

فائدہ: کہا اماموں نے کہ یہ آیت قوی تر ہے اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے معتزلوں کے رد میں کہا نحاس نے اجماع ہے نحویوں کا اس پر کہ جب تاکید کیا جائے فعل ساتھ مصدر کے سو نہیں ہوتا ہے مجاز سو جب کہا تکلیما تو واجب ہے کہ ہو کلام حقیقی جو سمجھی جاتی ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ کلام ہے حقیقت پر لیکن محل خلاف کا یہ ہے کہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو حقیقۃً اللہ سے سنا تھا یا درخت سے سو تاکید نے اٹھایا ہے مجاز کو ہونے اس کے سے غیر کلام یعنی تاکید سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ وہ کلام ہے اور بہرحال جس کے ساتھ کلام کیا سو اس سے آیت ساکت ہے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضروری ہے رعایت اس کی جس سے کلام کیا گیا سو تاکید واسطے اٹھانے مجرد کے ہے نسبت سے اس واسطے کہ نسبت کیا گیا ہے اس میں کلام کو اللہ کی طرف سو وہ ہے کلام کرنے والا حقیقۃً اور تاکید کرتا ہے اس کی قول اس کا سورۂ اعراف میں ﴿إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي﴾ اور اجماع ہے سلف خلف کا اہل سنت وغیرھم سے اس پر کہ کلم اس جگہ کلام ہے اور بعض اہل تفسیر سے منقول ہے کہ وہ کلم سے ہے ساتھ معنی جرح کے اور یہ مردود ہے ساتھ اجماع کے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے اہل کلام نے بیچ سننے کلام اللہ کے سو کہا اشعری نے کہ کلام اللہ کا قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے سنا جاتا ہے وقت تلاوت کرنے ہر تلاوت کرنے والے کے اور قراءت ہر قاری کے اور کہا باقلانی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تلاوت سنی جاتی ہے نہ وہ چیز تلاوت کی جاتی ہے اور اول توحید میں گزر چکا ہے کہ سلم بن احوز نے جہم بن صفوان کو قتل کیا اس واسطے کہ اس نے

انکار کیا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا۔ (فتح)

٦٩٦١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَكَلَامِهٖ ثُمَّ تَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى.

٦٩٦١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے آدم! تو وہی ہے کہ تو نے اپنی اولاد کو بہشت سے نکالا؟ کہا آدم علیہ السلام نے تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا کیوں تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اور الزام دیتا ہے اس کام پر جو میری تقدیر میں لکھا گیا تھا میرے پیدا ہونے سے پہلے تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر اور لاجواب ہوئے موسیٰ علیہ السلام۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا۔

٦٩٦٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْجَدَ لَكَ الْمَلَائِكَةَ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ.

٦٩٦٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کیے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو خوب بات ہو سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ تم آدم ہو سب خلقت کے باپ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا سو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو آدم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ اللہ نے اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور یہ لفظ توحید اور تفسیر میں گزر چکا ہے اور یہی موافق ہے واسطے ترجمے کے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی

طرف موافق اپنی عادت کے۔ (فتح)

٦٩٦٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَآءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُّوْحٰى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرٰى فِيْمَا يَرٰى قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَآءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَلَمْ يُكَلِّمُوْهُ حَتّٰى احْتَمَلُوْهُ فَوَضَعُوْهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيْلُ فَشَقَّ جِبْرِيْلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهٖ إِلٰى لَبَّتِهٖ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهٖ وَجَوْفِهٖ فَغَسَلَهُ مِنْ مَّآءِ زَمْزَمَ بِيَدِهٖ حَتّٰى أَنْقٰى جَوْفَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيْهِ تَوْرٌ مِّنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيْمَانًا وَحِكْمَةً فَحَشَا بِهٖ صَدْرَهُ وَلَغَادِيْدَهُ يَعْنِيْ عُرُوْقَ حَلْقِهٖ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَابًا مِّنْ أَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَآءِ مَنْ هٰذَا فَقَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا فَمَرْحَبًا بِهٖ وَأَهْلًا

٦٩٦٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی کعبے کی مسجد سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین شخص آئے پہلے اس سے کہ آپ کو وحی ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کی مسجد میں لیٹے تھے تو ان میں سے اول نے کہا کہ وہ ان میں سے کون ہے سو کہا کہ جو ان کے درمیان ہے اور وہ ان میں بہتر ہے تو پچھلے نے کہا کہ ان میں سے بہتر کو لو سو تھا قصہ جو واقع ہوا اس رات میں وہ چیز جو ذکر کی گئی اس جگہ سو نہ دیکھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد یعنی ایک رات یا زیادہ کوئی سال یہاں تک کہ وہ اور رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے خواب میں آپ کی آنکھیں سوئی تھیں اور دل جاگتا تھا اور اسی طرح ہے حال سب پیغمبروں کا کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا ہے سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ آپ کو اٹھایا سو انہوں نے آپ کو زمزم کے کنویں کے پاس رکھا سو ان میں جبریل علیہ السلام آپ کا متولی ہوا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ چیرا ناف کے نیچے سے سر سینے تک یہاں تک کہ آپ کے سینے اور پیٹ کو خالی کیا پھر اس کو زمزم کے پانی سے اپنے ہاتھ کے ساتھ دھویا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کو پاک صاف کیا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک لگن تھا ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سو بھرا اس سے جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کو اور آپ کے حلق کی رگوں کو پھر اس کو سیا پھر جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے آسمان کی طرف لے کر چڑھا سو آسمان کے ایک دروازے کو دستک دی تو آسمان والوں نے پکارا کہ کون ہے؟ کہا کہ میں جبریل ہوں

فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَآءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَآءِ بِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى يُعْلِمَهُمْ فَوَجَدَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا بِابْنِيْ نِعْمَ الْاِبْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ مَا هٰذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضٰى بِهِ فِي السَّمَآءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ قَالَ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُوْلٰى مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُوْلٰى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلُّ سَمَآءٍ

پھر انہوں نے کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں کہا اور پیغمبر کر کے بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا خوشا بحال اور خوب ہے آیا اور اہل میں آیا خوش وقت ہوتے تھے ساتھ آپ کے آسمان والے نہیں جانتے آسمان والے جو ارادہ کرتا ہے اللہ زمین میں یہاں تک کہ ان کو معلوم کروائے یعنی جبریل علیہ السلام یا کسی اور کے واسطے سے سو حضرت ﷺ نے پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام کو پایا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ تیرا باپ ہے سو اس کو سلام کر حضرت ﷺ نے اس کو سلام کیا آدم علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو سلام کا جواب دیا اور کہا کہ میرا بیٹا خوب ہے آیا اور اہل میں آیا سو تو اچھا بیٹا ہے سو اچانک حضرت ﷺ نے آسمان میں دو نہریں جاری دیکھیں تو پوچھا کہ اے جبریل! یہ دونوں کون سی نہریں ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ نیل اور فرات ہے ان کی اصل ہے پھر لے گزرا حضرت ﷺ کو آسمان میں سو اچانک حضرت ﷺ نے ایک اور نہر دیکھی اس پر ایک محل تھا موتی اور زبرجد کا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ مارا یعنی نہر میں سو اچانک دیکھا کہ اس کی مٹی مشک اذخر ہے سو پوچھا کہ کیا ہے یہ اے جبریل! کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے تیرے واسطے چھپا رکھا ہے پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو دوسرے آسمان کی طرف لے چڑھے تو اس سے فرشتوں نے کہا جیسا پہلے آسمان والوں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ کہا میں جبریل ہوں کہا اور تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ کہا اور پیغمبر کیا گیا ہے جبریل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا خوب ہی آیا اور اہل میں آیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور کہا

فِيهَا أَنبِيَآءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنهُمْ إِدْرِيسَ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُونَ فِي الرَّابِعَةِ وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظْ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَمُوسٰى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللّٰهِ فَقَالَ مُوسٰى رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ حَتّٰى جَآءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحَى اللّٰهُ فِيمَا أَوْحٰى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلٰى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰى بَلَغَ مُوسٰى فَاحْتَبَسَهُ مُوسٰى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذٰلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هٰذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مُوسٰى فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوسٰى إِلٰى رَبِّهِ حَتّٰى صَارَتْ إِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوسٰى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ

انہوں نے اس سے جیسا پہلے اور دوسرے آسمان والوں نے کہا پھر وہ حضرت ﷺ کو چوتھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے سو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو پانچویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو چھٹے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو ساتویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر آسمان میں پیغمبر تھے حضرت ﷺ نے ان کا نام لیا تو میں نے یاد رکھا ان میں سے ادریس علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں اور ہارون علیہ السلام کو چوتھے میں اور پانچویں میں مجھ کو اس کا نام یاد نہیں رہا اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے میں اور موسیٰ علیہ السلام کو ساتویں میں بہ سبب فضیلت کلام کرنے اللہ کے ان سے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھ کو گمان نہ تھا کہ کوئی مجھ سے بلند رتبہ ہو گا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو اس سے اوپر لے کر چڑھے جو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں یہاں تک کہ سدرہ یعنی پرے سرے کی بیری کا درخت آیا اور قریب ہوا اللہ رب العزت اور لٹک آیا سو رہ گیا فرق دو کمان کے برابر یا اس سے بھی نزدیک سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو حکم کیا اس چیز میں کہ آپ کو وحی ہوئی پچاس نمازوں کی تیری امت پر ہر دن میں پھر حضرت ﷺ اترے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روکا سو کہا اے محمد! تیرے رب نے تجھ کو کیا حکم کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حکم کیا مجھ کو پچاس نمازوں کا ہر دن اور رات میں کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ تیری امت سے یہ نہیں ہو سکے گا یعنی

بَنِیْ إِسْرَآئِیْلَ قَوْمِیْ عَلٰی أَدْنٰی مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا فَتَرَکُوْهُ فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوْبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذٰلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی جِبْرِيْلَ لِيُشِيْرَ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِیْ ضُعَفَآءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ كَمَا فَرَضْتُهُ عَلَيْكَ فِیْ أُمِّ الْكِتَابِ قَالَ فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَهِیَ خَمْسُوْنَ فِیْ أُمِّ الْكِتَابِ وَهِیَ خَمْسٌ عَلَيْكَ فَرَجَعَ إِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ كَيْفَ فَعَلْتَ فَقَالَ خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا قَالَ مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِیْ إِسْرَآئِیْلَ عَلٰی أَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ ارْجِعْ إِلٰی رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّیْ مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ قَالَ فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ قَالَ وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِیْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ.

تیری امت سے ہر روز پچاس نمازیں نہ ہو سکیں گی سو پلٹ جا چاہیے کہ تیرا رب تجھ سے اور ان سے تخفیف کرے تو حضرت ﷺ نے مڑ کر جبریل علیہ السلام کو دیکھا جیسے اس سے مشورہ لیتے تھے بیچ اس کے تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو مشورہ دیا کہ ہاں اگر تو چاہتا ہے تو جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے کر چڑھے کہا اور وہ اس کا مکان ہے اے میرے رب! ہم سے تخفیف کر کہ میری امت سے یہ نہیں ہو سکے گا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کے اوپر سے دس وقت کی نماز اتار ڈالی پھر حضرت ﷺ موسیٰ علیہ السلام سے پاس پھر آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روکا سو ہمیشہ رہے موسیٰ علیہ السلام حضرت ﷺ کو پھیرتے اپنے رب کی طرف یہاں تک کہ پانچ نمازیں ہوئیں پھر روکا حضرت ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام نے پانچ کے وقت سو کہا اے محمد! البتہ میں نے گفتگو کی اپنی قوم بنی اسرائیل سے اس سے کم تر چیز پر سو عاجز ہوئے اور اس کو چھوڑ دیا سو تیری امت ضعیف تر ہے جسم میں اور بدن میں اور دل میں اور آنکھوں میں اور کانوں میں یعنی بنی اسرائیل سے سو پلٹ جا سو چاہیے کہ تیرا رب تجھ سے تخفیف کرے ہر بار حضرت ﷺ جبریل علیہ السلام کی طرف مڑ کر دیکھتے تھے تا کہ حضرت ﷺ کو مشورہ دیں اور نہ مکروہ جانتے تھے اس کو جبریل علیہ السلام تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو پانچویں بار اٹھایا سو کہا اے میرے! میری امت کے جسم اور بدن اور دل اور کان ضعیف ہیں سو ہم سے تخفیف کر تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! کہا کہ حاضر ہوں تیری خدمت میں فرمایا کہ میری بات نہیں بدلتی جیسے فرض کی میں نے تجھ پر ام الکتاب میں سو ہر نیکی دس گنا ہے سو وہ پچاس ہیں ام الکتاب میں اور وہ پانچ

نمازیں ہیں تجھ پر سو حضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرے سو کہا کہ تو نے کس طرح کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پر آسانی کی ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا کیں کہا موسیٰ علیہ السلام نے قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے کہا سنا بنی اسرائیل کو اس سے کم تر چیز پر سو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو چاہیے کہ تجھ سے تخفیف کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! قسم ہے اللہ کی میں اپنے رب سے شرما گیا اس کی طرف پھر پھر جانے سے کہا جبریل علیہ السلام نے سو اتر ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے سو حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تین شخص حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی ایک جبریل علیہ السلام تھے اور ایک میکائیل علیہ السلام اور ایک اور فرشتہ تھا اور یہ جو کہا کہ وحی ہونے سے پہلے تو انکار کیا ہے اس سے علماء نے اور کہا کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی سو کس طرح ہوگی وحی ہونے سے پہلے اور اس کا جواب آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور جس وقت حضرت ﷺ کے پاس فرشتے آئے اس وقت حضرت ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوئے تھے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اور رات کو آئے تو یہ محمول ہے اس پر کہ فرشتوں کا دوسری بار آنا تھا بعد وحی آنے اور پیغمبر ہونے آپ کے اور اسی وقت واقع ہوئی اسراء اور معراج اور جب دونوں بار آنے کے درمیان کئی سال کا فرق ہے تو ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال اور حاصل ہوگی تطبیق کہ معراج بیداری میں تھی پیغمبر ہونے سے بعد اور یہ جو آسمان والوں نے کہا کہ کیا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا اور جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں تو یہ قوی تر دلیل ہے کہ معراج پیغمبر ہونے سے بعد ہوئی اور یہ جو کہا کہ پھر جبریل علیہ السلام مجھ کو آسمان پر لے کر چڑھا سو اگر یہ معراج کئی بار ہوئی ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ایک ہی بار ہوئی ہے تو سیاق میں حذف ہے یعنی پھر حضرت ﷺ کو براق پر سوار کر کے بیت المقدس میں لے گیا پھر وہاں سے آسمان پر اور یہی توجیہ ہے ہر بات کی جو اس روایت میں محذوف ہے اور دوسری روایتوں میں مذکور ہے اور یہ جو کہا کہ اللہ کی کلام کرنے کی فضیلت کے سبب سے تو یہی ہے مراد ترجمہ سے اور مطابق واسطے قول اللہ کے کہ میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام سے اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اس قول سے سمجھا کہ اس سے کوئی بلند تر رتبہ نہ ہوگا سو جب اللہ نے حضرت ﷺ کو فضیلت دی ساتھ عطا کرنے مقام محمود وغیرہ کے تو حضرت ﷺ کا رتبہ موسیٰ علیہ السلام سے بلند ہوا کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں جو لٹک آنے کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے تو یہ مخالف ہے واسطے عام سلف

اور علماء اور اہل تفسیر کے جو ان سے متقدم ہیں اور جو ان سے متاخر ہیں اور اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ سے قریب ہوئے اور تدلی کے معنی ہیں کہ پس قریب ہوئے حضرت ﷺ اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ مقدم مؤخر ہے یعنی لٹک آیا پس قریب ہوا اس واسطے کہ تدلی بہ سبب قریب ہونے کے ہے دوسرا قول یہ ہے کہ لٹک آیا آپ کے واسطے جبریل علیہ السلام بعد بلند ہونے کے یہاں تک کہ اس کو اترتے دیکھا جیسا اس کو چڑھتے دیکھا اور یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اللہ نے اس کو قدرت دی اس کی کہ ہوا میں لٹک پڑے بغیر اعتماد کرنے کے کسی چیز پر اور بغیر پکڑنے کے کسی چیز کو تیسرا قول یہ کہ قریب ہوا جبریل علیہ السلام پس لٹک آئے محمد ﷺ واسطے سجدہ کرنے اپنے رب کے بطورِ شکر کے اس چیز پر جو اللہ نے آپ کو عطا کی اور یہ جو کہا کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو رب کی طرف لے کر چڑھا اور وہ مکان ہے اس کا تو مراد اس سے مکان حضرت ﷺ کا ہے اپنے پہلے مقام میں جس میں اترنے سے پہلے کھڑے ہوئے تھے اور قرطبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ قریب ہوا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا حکم اور امر قریب ہوا اور اصل تدلی کے معنی ہیں اترنا طرف کسی چیز کے تا کہ اس سے قریب ہو اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اتر آیا رفرف واسطے حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ حضرت ﷺ اس پر بیٹھے پھر حضرت ﷺ اپنے رب سے قریب ہوئے اور پہلے گزر چکی ہے سورۂ نجم کی تفسیر میں وہ چیز جو وارد ہوئی ہے اس میں کہ مراد ساتھ قول اس کے سے رآہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر تھے اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی﴾ اور منقول ہے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ ضمیر عبدہ میں جبریل علیہ السلام کے واسطے ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو حکم بھیجا اور فرا سے ہے کہ تقدیر یہ ہے کہ وحی کی جبریل علیہ السلام نے اللہ کے بندے کی طرف کہ محمد ﷺ ہے جو وحی کی یعنی حکم پہنچایا حضرت ﷺ کو جو حکم پہنچایا اور دور کیا ہے علماء نے اس اشکال کو سو کہا عیاض نے شفا میں کہ نسبت قرب کی طرف اللہ کے یا اللہ سے نہیں مراد ہے اس سے قریب ہونا مکان کا اور نہ قریب ہونا زمانے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو بہ نسبت حضرت ﷺ کے ہے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت ﷺ کے اور بہ نسبت اللہ کے تانیس ہے اپنے پیغمبروں کے واسطے اور اکرام ہے اس کے واسطے اور یہی مراد ہے نزول اور قریب ہونے سے جو حدیثوں میں آیا ہے اور بعض نے کہا کہ دُنُوّ مجاز ہے قرب معنوی سے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت ﷺ کے نزدیک رب اپنے کے اور مراد تدلی سے طلب کرنا زیادہ قرب کا ہے اور قاب قوسین بہ نسبت رب کے مراد ہے لطف محل اور واضح کرنے معرفت کے سے اور بہ نسبت حضرت ﷺ کے آپ کے سوال کا قبول کرنا ہے اور درجے کا بلند کرنا اور یہ جو کہا کہ اگر تو چاہے تو یہ قوی کرتا ہے اس کو جو میں نے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے سمجھا کہ پچاس نمازوں کا حکم بطورِ وجوب کے نہ تھا اور یہ جو کہا کہ اس سے کم تر چیز پر تو ایک روایت میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئی تھیں تو انہوں

نے ان کو قائم نہ کیا اور یہ جو کہا کہ جسم میں تو جسم عام تر ہے بدن سے اس واسطے کہ بدن سوائے سر اور ہاتھ پاؤں کے ہے اور یہ جو اس روایت میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ پھر جا بعد فرمانے اللہ کے حضرت ﷺ سے کہ میری بات نہیں بدلتی تو یہ لفظ ثابت نہیں واسطے مخالف ہونے اس کے اور روایتوں کو اور نہیں جائز تھا واسطے موسیٰ علیہ السلام کے کہ حضرت ﷺ کو حکم کریں ساتھ پھر جانے کے اس کے بعد کہ اللہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری بات نہیں بدلتی اور تمسک کیا ہے اس قول سے جو نسخ کا منکر ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نسخ بیان کرنا انتہا حکم کا ہے سو نہیں لازم آتا ہے اس سے بدلنا قول کا اور یہ جو اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے تو کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ سوئے ہوں حضرت ﷺ اس کے بعد کہ آسمان سے اترے اس واسطے کہ معراج تمام رات نہیں ہوتی رہتی تھی بلکہ رات کے کچھ حصے میں ہوئی تھی پھر حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ مسجد حرام تھی اور احتمال ہے کہ استیقظ کے معنی یہ ہوں کہ ہوش میں آئے اس چیز سے کہ اس میں تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ آسمانوں کے حالات اور فرشتوں کے مشاہدے سے محمور تھے اور اس میں مستغرق تھے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ حضرت ﷺ نے اللہ کی بڑی نشانیاں دیکھیں سو نہ پھرے حضرت ﷺ اپنی بشریت کے حال کی طرف مگر اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے اور یہ جو حدیث کے اول میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا تو مراد حضرت ﷺ کی اول قصے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے سونے کے شروع میں تھے سو فرشتہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے آپ کو جگایا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ سونے اور جاگنے کے درمیان تھے کہ آپ کے پاس فرشتہ آیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ آپ کا سونا پکا نہیں تھا نیم خواب تھے اور یہ سب مبنی ہے اس پر کہ یہ سب قصہ ایک ہے لیکن اگر تعدد پر حمل کیا جائے کہ معراج ایک بار خواب میں ہوئی اور ایک بار بیداری میں تو اس تاویل کی حاجت نہیں رہتی اور دفع ہوتا ہے سب اشکال اور بعض نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیے گئے موسیٰ علیہ السلام ساتھ اس کے سوائے اور پیغمبروں کے جن سے معراج میں ملاقات ہوئی تو یہ اس واسطے ہے کہ اترنے کے وقت پہلے انہیں سے حضرت ﷺ کی ملاقات ہوئی تھی اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت زیادہ ہے اور امتوں سے اور یا اس واسطے کہ اس کی کتاب بڑی ہے سب کتابوں سے جو قرآن سے پہلے اتریں تشریع اور احکام میں اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت تکلیف دی گئی تھی نمازوں سے جو ان پر دشوار ہوئیں تو موسیٰ علیہ السلام اس سے ڈرے کہ محمد ﷺ کی امت پر بھی دشوار نہ ہوں۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

کلام کرنا اللہ تعالیٰ کا بہشتیوں سے یعنی بعد داخل ہونے ان کے بہشت میں

٦٩٦٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي

۶۹۶۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ أَلَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَدًا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ فرمائے گا بہشتیوں سے اے بہشتیو! تو وہ کہیں گے اے رب ہم حاضر ہیں خدمت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے پھر اللہ فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم کیوں نہ راضی ہوں اے رب! اور تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بھلا ہم تم کو اس سے بھی کوئی چیز عمدہ دیں؟ تو وہ کہیں گے کہ اے رب! بہشت سے زیادہ کون سی عمدہ چیز ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میں نے اتاری تم پر رضا مندی اپنی سو اس کے بعد اب میں کبھی تم پر غصہ نہ کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا مندی بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ ہے جو بہشت کے بعد ملے گی اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ رضا مندی اللہ کی افضل ہے اس کی ملاقات سے اور جواب یہ ہے کہ مراد حاصل ہونا سب اقسام رضا مندی کا ہے اور اللہ کی ملاقات بھی منجملہ اس کے ہے سو نہیں ہے کوئی اشکال اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نسبت کرنا جگہ کا اس کے رہنے والے کی طرف اگرچہ دراصل وہ جگہ اس کی نہ ہو اس واسطے کہ بہشت اللہ کی ملک ہے اور اس کو بہشتیوں کی طرف منسوب کیا اپنے قول سے یا اہل الجنۃ اور حکمت بیچ ذکر کرنے دوام رضا کے بعد قرار پکڑنے کے یہ ہے کہ اگر خبر دیتا ساتھ اس کے پہلے استقرار سے تو یہ علم الیقین کے باب سے ہوتا سو خبر دی بعد استقرار کے تا کہ ہو عین الیقین کے باب سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں لائق ہے کہ خطاب کیا جائے کوئی ساتھ کسی چیز کے یہاں تک کہ ہو نزدیک اس کے جو استدلال کرے ساتھ اس کے اوپر اس کے اگرچہ بعض پر ہو اور اسی طرح لائق ہے واسطے مرد کے یہ کہ نہ لے امروں سے مگر جس قدر اٹھا سکے اور اس میں ادب ہے سوال میں واسطے قول بہشتیوں کے کہ بہشت سے کون سی چیز عمدہ ہے اس واسطے کہ ان کو معلوم نہ تھا کہ کوئی چیز افضل ہے اس چیز سے جس میں وہ ہیں سو انہوں نے استفہام کیا اس چیز سے کہ ان کو معلوم نہ تھی اور اس حدیث میں ہے کہ سب خیر اور افضل اور رشک سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی رضا مندی میں ہے اور جو چیز کہ اس کے

سوائے ہے اگر چہ اس کی قسمیں مختلف ہیں سو وہ اس کے اثر سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ ہر بہشتی اپنے حال کے ساتھ راضی ہوگا اگر چہ ان کے درجے مختلف ہوں گے اس واسطے کہ سب بہشتیوں نے ایک لفظ سے جواب دیا اور وہ قول ان کا ہے کہ تو نے ہم کو وہ چیز دی ہے کہ کسی کو نہیں دی۔ (فتح)

٦٩٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهٗ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهٗ أَوَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ وَتَكْوِيْرُهٗ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ هٰذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٦٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ کے پاس ایک گنوار مرد تھا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگی سو اللہ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو تیرا جی چاہتا ہے اس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ موجود ہے لیکن مجھ کو کھیتی کرنا بہت اچھا لگتا ہے پھر اس نے جلدی کی اور بیج بویا سو اس کے اگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے اور پہاڑوں کے برابر ڈھیر لگ جاتے تھے پلک مارنے سے بھی جلدی یعنی ابھی پلک بھی نہ جھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے پھر اللہ فرمائے گا اس کو اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو اس گنوار نے کہا یا حضرت! نہ پائیں گے آپ اس کو مگر قریشی یعنی یہ مرد تو قریشی ہوگا یا انصاری اس واسطے کہ وہی ہیں کھیتی والے اور ہم تو کھیتی کرنے والے نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اے آدمی! تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو اس پر اشکال وارد ہوتا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِنَّ لَكَ اَنْ لَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى﴾ اور جواب یہ ہے کہ پیٹ بھرنے کی نفی نہیں واجب کرتی بھوک کو اس واسطے کہ ان کے درمیان ایک واسطہ ہے اور وہ کفایت ہے اور بہشتیوں کا کھانا چین اور طلب لذت کے لیے ہے نہ بھوک سے اور اختلاف ہے اس میں کہ بہشت میں پیٹ بھرے گا یا نہیں اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اس میں پیٹ نہیں بھرے گا اس واسطے کہ اگر اس میں پیٹ بھر جائے تو ہمیشہ لذت دار چیزوں کا کھانا منع ہو اور اس کے بعد کوئی چیز نہ کھا سکیں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ بِالْأَمْرِ وَذِكْرِ الْعِبَادِ

ذکر کرنا اللہ کا ساتھ امر کے اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا

بِالدُّعَآءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْإِبْلَاغِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ﴾

کے اور تضرع کے اور رسالت اور بلاغ کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو۔

فائدہ: کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ بیان کیا ساتھ اس آیت کے ذکر کرنا بندے کا اللہ کو اور ہے اور ذکر کرنا اللہ کا بندے کو اور ہے اس واسطے کہ بندے کا ذکر دعا کرنا اور گڑگڑانا اور تعریف کرنا ہے اور اللہ کا ذکر قبول کرنا ہے بندے کی دعا کو پھر ذکر کی یہ حدیث کہ جس کو مشغول کر رکھا میرے ذکر نے میرے سوال سے تو میں دوں گا اس کو افضل اس چیز سے کہ سوال کرنے والوں کو دوں گا کہا ابن بطال نے کہ معنی باب ذکر اللہ بالامر کے ہیں ذکر کرنا اللہ کا اپنے بندوں کو ساتھ اس طرح کے کہ حکم کیا ان کو اپنی طاعت کا اور ذکر کرنا بندوں کا اپنے رب کو یہ ہے کہ اس سے دعا کریں اور اس کی طرف گڑگڑائیں اور اس کے پیغام کو خلقت کی طرف پہنچائیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ اس کی فرمانبرداری میں ہو تو اللہ اس کو اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے اور اگر اللہ کو یاد کرے اور گناہ پر ہو تو اللہ اس کو لعنت سے یاد کرتا ہے کہا اور معنی یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو طاعت سے یاد کروں گا میں تم کو مدد سے اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ بندگی کے میں یاد کروں گا تم کو ساتھ مغفرت کے یا معنی یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ توحید کے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ ثواب کے یا مجھ سے دعا مانگو میں اس کو قبول کروں گا اور بہرحال قول اس کا اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا کے الخ تو یہ سب واضح ہے پیغمبروں کے حق میں اور شریک ہیں ان کو دعا اور عاجزی کرنے میں باقی بندے اور افضل ذکر وہ ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو پھر وہ افضل ہے جو دل سے ہو پھر جو زبان سے ہو۔ (فتح)

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يَا قَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِآيَاتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآئَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ غُمَّةٌ هَمٌّ وَضِيْقٌ.

اور پڑھ ان پر حال نوح علیہ السلام کا جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے قوم! اگر بھاری ہوا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور سمجھانا اللہ کی باتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا سو تم مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریک پھر نہ رہے تمہارا کام تم پر پوشیدہ پھر کرو میری طرف اور مجھ کو فرصت نہ دو اللہ کے قول مسلمین تک اور غمہ کے معنی ہیں غم اور تنگی۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف کہ اللہ نے ذکر کیا ہے نوح علیہ السلام کو ساتھ

اس چیز کے کہ پہنچائی اس نے اس کے امر سے اور ذکر کیا اپنے رب کی آیتوں کو اور اسی طرح فرض کیا ہے ہر پیغمبر پر پہنچانا اس کی کتاب اور شریعت کا اور کہا کرمانی نے کہ جب نوح علیہ السلام نے اللہ کی آیتیں اپنی امت کو پہنچائیں تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو اپنی امت کی طرف پہنچانے کا حکم ہے اور غمہ کے معنی ہیں جو چیز کہ ظاہر نہ ہو یعنی پھر تم کو کچھ شبہ نہ رہے۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ اقْضُوْا اِلَیَّ مَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ يُقَالُ افْرُقْ اقْضِ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ثُمَّ اقْضُوْا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ﴾ یعنی پھر پہنچاؤ مجھ کو جو تمہارے دل میں ہے۔

فائدہ: اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں پھر کرو جو تمہارے واسطے ظاہر ہو اور بعض نے کہا کہ کرو جو چاہو قتل وغیرہ سے اور کہا جاتا ہے کہ افرق کے معنی ہیں اقض یعنی ظاہر کر امر کو اور جدا کر اس کو ساتھ اس طرح کے کہ اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾ اِنْسَانٌ يَّاْتِيْهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَهُوَ اٰمِنٌ حَتّٰی يَاْتِيَهُ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ وَحَتّٰی يَبْلُغَ مَاْمَنَهُ حَيْثُ جَآءَهُ.

اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے کہ اگر کوئی آدمی حضرت ﷺ کے پاس آئے پھر حضرت ﷺ کا کلام سنے اور جو آپ پر اتارا گیا تو وہ پناہ میں ہے جب تک کہ آتا رہے اور اللہ کا کلام سنتا رہے اور یہاں تک کہ اپنے امن کی جگہ میں پہنچے جس جگہ آیا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ذکر کرنا اس آیت کا اس سبب سے ہے کہ اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو ساتھ پناہ دینے اس شخص کے جو ذکر کو سنے جب تک کہ اس کو سنتا رہے پھر اگر ایمان لائے تو بہتر ہوا نہیں تو اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دیا جائے یہاں تک کہ اللہ اس کے حق میں حکم کرے جو چاہے۔ (فتح)

اَلنَّبَاُ الْعَظِيْمُ الْقُرْاٰنُ

اور مراد نبا عظیم سے جو سورۂ عم میں واقع ہوا ہے قرآن ہے یعنی جب پوچھیں تو ان کو قرآن پہنچا دے

﴿صَوَابًا﴾ حَقًّا فِی الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهٖ

اور صواب کے معنی حق ہیں یعنی کہا حق دنیا میں اور عمل کیا اس کے ساتھ

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ یعنی دنیا میں حق کہا اور اس کے ساتھ عمل کیا سو وہی ہے جس کو اجازت ہوگی کلام کرنے کی آگے اللہ کے ساتھ شفاعت کے جس

کے واسطے شفاعت کا حکم ہوگا اور وجہ مناسبت اس کی یہ ہے کہ تفسیر کرنا صوابا کی ساتھ قول حق اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے دنیا میں مثلا ہے اللہ کے ذکر کو زبان سے ہو یا دل سے یا دونوں اکٹھے پس مناسب ہوگا اس کے اس قول کو ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا اور تضرع کے اور اس باب میں کوئی حدیث مرفوع نہیں بیان کی اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ بیاض چھوڑا ہوگا ناسخ نے اس کو مٹا دیا اور لائق ساتھ اس باب کے حدیث قدسی ہے کہ جو مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور جو ذکر کرے مجھ کو جماعت میں آدمیوں سے ساتھ دعا اور عاجزی کے تو میں اس کو فرشتوں کی جماعت میں ذکر کرتا ہوں ساتھ رحمت اور مغفرت کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ أَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کے واسطے کوئی شریک اور ٹھہراتے ہو تم اللہ کا شریک یہ رب ہے سارے جہان کا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ سب افعال اللہ کی طرف منسوب ہیں برابر ہے کہ مخلوق سے ہوں نیک ہوں یا بد پس سب افعال اللہ کی پیدائش ہیں اور بندوں کا کسب ہے اور نہیں منسوب کی جاتی ہے کوئی چیز خلق سے طرف غیر اللہ کی تا کہ ہو وہ شریک اور ثانی اور مساوی اس کے واسطے بیچ نسبت کرنے فعل کے اس کی طرف اور البتہ تنبیہ کی ہے اللہ نے بندوں کو اس پر ساتھ آیتوں مذکورہ وغیرہ کے جو تصریح کرنے والی ہیں ساتھ نفی شریک کے اور معبودوں کے جو اللہ کے سوائے پکارے جاتے ہیں پس یہ آیتیں بغل گیر ہیں رد کو اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بندہ اپنے کاموں کو آپ پیدا کرتا ہے اور ان میں سے بعض وہ آیتیں ہیں کہ ڈرایا ہے اس کے ساتھ ایمانداروں کو یا ثنا کی اوپر ان کے اور بعض وہ ہیں کہ جھڑکا ساتھ اس کے کافروں کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے بیچ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مقصود ثابت کرنا نفی شریک کا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے لیکن نہیں ہے مقصود اس جگہ یہ بلکہ مراد بیان ہونا افعال بندوں کا ہے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے یعنی بندوں کے افعال کا خالق اور پیدا کرنے والا اللہ ہے اس واسطے کہ اگر بندے اپنے افعال کے آپ خالق اور پیدا کرنے والے ہوتے تو پیدا کرنے میں اللہ کے شریک ہوتے اسی واسطے عطف کیا مذکور کو اوپر اس کے اور بغل گیر ہے یہ رد کو جہمیہ پر اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور معتزلہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ بندے کے کاموں میں اللہ کی قدرت کو کچھ دخل نہیں اور مذہب حق یہ ہے کہ نہ جبر ہے نہ قدر ہے بلکہ امر بین بین ہے اور اگر کہا جائے کہ نہیں خالی ہے یہ کہ فعل بندے کی قدرت سے ہے یا نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے درمیان نفی اور اثبات کے بنا بر شق اول کے ثابت ہوگا قدر جس کے معتزلہ قائل ہیں ورنہ ثابت ہوگا جبر اور وہ قول جہمیہ کا ہے تو جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ بندے کے واسطے قدرت ہے کہ فرق کیا جاتا ہے اس کے ساتھ درمیان اترنے والے کے منارے سے اور گرنے والے کے اس سے لیکن

اس کی قدرت کے واسطے تاثیر نہیں ہے بلکہ اس کا یہ فعل اللہ کی قدرت سے واقع ہونے والا ہے سو تاثیر قدرت اس کی بیچ اس کے بعد قدرت بندے کے ہے اوپر اس کے اور اسی کا نام رکھا گیا ہے کسب اور بندے کی قدرت کی حاصل تعریف یہ ہے کہ وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر فعل اور ترک عادت میں اور واقع ہوتی ہے موافق ارادے کے اور البتہ طول کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس مسئلے کی تقریر میں اور مدد لی ہے اس نے ساتھ آیتوں اور حدیثوں اور آثار کے جو وارد ہیں سلف سے بیچ اس کے اور غرض اس کی اس جگہ رد کرنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے درمیان تلاوت اور متلو کے اسی واسطے اس کے بعد وہ باب لایا ہے جو اس کے ساتھ متعلق ہے مثل اس باب کی لاتحرک بہ لسانک اور باب واسروا قولکم او اجھروا بہ اور سوائے اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے لفظ کے اور سخت انکار کیا ہے امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے تابعداروں نے اس پر جو کہتا ہے لفظی بالقرآن مخلوق یعنی بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے اور کہا بیہقی نے کہ مذہب سلف اور خلف کا اہل حدیث اور اہل سنت سے یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے اور بہرحال تلاوت سو اس میں ان کے دو قول ہیں بعض نے فرق کیا ہے درمیان تلاوت اور متلو کے اور بعض نے پسند کیا ہے اس کو کہ اس میں کلام اور بحث نہ کی جائے اور اصل بخاری رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ رد کرے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ بندوں کے اصوات یعنی بندوں کی آواز مخلوق نہیں سو ثابت کیا ہے آیتوں اور حدیثوں سے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور حاصل یہ ہے کہ اہل کلام کے اس میں پانچ قول ہیں اول معتزلوں کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہے دوسرا کلابیہ کا قول ہے کہ وہ قدیم ہے قائم ہے ساتھ ذات رب کے نہیں ہے حروف اور نہ اصوات اور موجود لوگوں کے درمیان جو ہے وہ اس کی مراد ہے نہ عین اس کا تیسرا قول سالمیہ کا ہے کہ وہ حروف اور اصوات ہیں قدیم الذات ہیں اور وہ عین ہے ان حروف کا جو مکتوب ہیں اور آوازوں کا جو مسموع ہیں چوتھا قول کرامیہ کا ہے کہ وہ محدث ہے نہ مخلوق پانچواں قول یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے غیر مخلوق اور اللہ ازل سے کلام کرنے والا ہے جب چاہے نص کی ہے اس پر امام احمد رحمہ اللہ نے اور ان کے اصحاب دو فرقے ہیں بعض نے کہا کہ وہ لازم ہے اس کی ذات کو اور حروف اور اصوات آپس میں قرین ہیں نہ آگے پیچھے اور سناتا ہے کلام اپنا جس کو چاہتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ کلام کرنے والا ہے جو چاہے جب چاہے اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا جب کہ اس سے کلام کیا اور اس سے پہلے اس کو نہیں پکارا تھا اور جس پر قول اشعریہ کا قرار پایا ہے یہ ہے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے غیر مخلوق لکھا ہے کاغذوں میں محفوظ ہے سینوں میں پڑھا گیا ہے ساتھ زبانوں کے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قرآن کو دشمن کی زمین کی طرف نہ لے جاؤ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن پا جائے تو مراد اس سے وہ قرآن ہے جو کاغذوں میں ہے نہ جو سینوں میں ہے اور اجماع ہے سلف کا کہ جو چیز کہ دو جلدوں کے درمیان ہے وہ قرآن ہے اور بعض نے کہا کہ قرآن بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مقرو ہوتا ہے اور وہ اس کی قدیمی صفت ہے اور کبھی بولا جاتا ہے اور مراد اس سے

قراءت ہوتی ہے اور وہ الفاظ ہیں جو دلالت کرنے والے ہیں اوپر اس کے اور اسی سبب سے واقع ہوا ہے اختلاف اور بہر حال یہ قول ان کا کہ اللہ پاک ہے حروف اور اصوات سے تو مراد ان کی کلام نفسی ہے جو قائم ہے ساتھ ذات مقدس کے سو وہ اس کی قدیمی صفتوں سے ہے اور چونکہ اس مسئلے میں بہت اختلاف اور سخت التباس ہے اسی واسطے منع کیا ہے سلف نے اس میں بحث کرنے سے اور کفایت کی انہوں نے ساتھ اس اعتقاد کے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں یعنی آدمی کو چاہیے کہ صرف اتنا اعتقاد رکھے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور اس سے زیادہ نہ بولے اور یہ سالم تر ہے سب اقوال سے واللہ المستعان۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا اور جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور معبود کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں کما تقدم فی تفسیر سورۃ الفرقان کہ اس میں ہے اس کے قول کے بعد کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری کہ جو اللہ کے ساتھ اور معبود نہیں پکارتے اور شاید کہ بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تفسیر جعل کی جو پہلی دونوں آیتوں میں مذکور ہے اور یہ کہ مراد دعا سے ساتھ معنی پکارنے کے یا ساتھ معنی عبادت کے یا ساتھ معنی اعتقاد کے۔ (فتح)

﴿وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ﴾.

اور البتہ حکم ہوا ہے تجھ کو اے محمد! اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو تیرا عمل باطل ہو جائے گا اور البتہ تو ہو گا خسارہ پانے والوں سے بلکہ فقط اللہ ہی کو پوج اور ہو شکر گزاروں سے۔

فائدہ: اور غرض اس سے تشدید وعید کی ہے اس شخص پر جو اللہ کا شریک کرے اور یہ کہ شرک سے سب دینوں میں ڈرایا گیا ہے اور یہ کہ آدمی کے واسطے عمل ہے جس پر اس کو ثواب ملتا ہے جب کہ شرک سے بچے اور باطل ہو جاتا ہے ثواب اس کا جب کہ شرک کرے۔ (فتح)

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ﴾ وَ ﴿مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ فَذٰلِكَ إِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ غَيْرَهٗ وَمَا

اور کہا عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان میں ساتھ اللہ کے مگر اور حالانکہ وہ مشرک ہے کہا عکرمہ نے کہ پوچھتا ہے ان سے کہ کس نے پیدا کیا ہے ان کو اور کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے سو یہ ایمان

ذُكِرَ فِيْ خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَأَكْسَابِهِمْ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيْرًا﴾.

ان کا اور حالانکہ اس کے غیر کو پوجتے ہیں اور جو ذکر کیا گیا ہے بیچ پیدا کرنے افعال بندوں کے اور ان کے کسب کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور پیدا کیا ہے ہر چیز کو اور اندازہ کیا ہے اس کو اندازہ کرنا۔

فائدہ: وجہ دلالت کی عموم قول اس کے کا ہے پیدا کیا ہر چیز کو اور کسب بھی چیز ہے سو وہ بھی اللہ کا مخلوق ہو گا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ ﴿لِيَسْأَلَ الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ﴾ الْمُبَلِّغِيْنَ الْمُؤَدِّيْنَ مِنَ الرُّسُلِ ﴿وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾ عِنْدَنَا ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ الْقُرْآنُ ﴿وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ الْمُؤْمِنُ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰذَا الَّذِيْ أَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ.

اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں اترتے فرشتے مگر ساتھ حق کے یعنی ساتھ رسالت اور عذاب کے، یعنی تا کہ پوچھے سچوں کو یعنی پہنچانے والوں کو پیغمبروں سے یعنی اس سے کہ ان کی امتوں نے ان کو کیا جواب دیا، اور البتہ ہم قرآن کے گناہ رکھنے والے ہیں یعنی اپنے نزدیک اور جو لایا ساتھ صدق کے یعنی قرآن کے اور سچا جانا اس کو یعنی ایماندار کہے گا قیامت کے دن یہ قرآن ہے جو تو نے مجھ کو دیا میں نے عمل کیا اس کے ساتھ جو اس میں ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد صدق سے اس آیت میں لا الہ الا اللہ ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد صدق لانے والے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مراد تصدیق کرنے والے سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور کہا طبری نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ مراد ساتھ صدق لانے والے کے ہر شخص ہے جو بلائے طرف توحید کی اور ایمان لانے کی ساتھ پیغمبر اس کے کی اور جو وہ لائے اور تصدیق کرنے والے سے مراد ایمان دار ہیں۔ (فتح)

٦٩٦٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ

٦٩٦٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا کہ بے شک یہ بڑا گناہ ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے تو ڈرے کہ تیرے ساتھ کھائے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے۔

تَخَافُ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اشارہ کرنے ہے اس طرف کہ جو گمان کرے کہ وہ اپنے فعل کو آپ پیدا کرتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ وارد ہو چکی ہے اس میں وعید شدید سو اس کا اعتقاد حرام ہوگا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے لیکن تم نے گمان کیا کہ بے شک اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب میں ثابت کرنا سمع کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور میں کہتا ہوں کہ غرض اس کی اس باب میں ثابت کرنا اس چیز کا ہے جو اس کا مذہب ہے کہ اللہ کلام کرتا ہے جب چاہتا ہے اور یہ حدیث مثال ہے اُتارنے آیت کے کی بعد آیت کے بہ سبب اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے زمین میں اور جس کا یہ مذہب ہے کہ کلام صفت ہے قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ اُتارنا بحسب واقعات کے لوح محفوظ سے ہے یا دنیا کے آسمان سے جیسا کہ وارد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اترا سب قرآن ایک بار پہلے آسمان کی طرف سو رکھا گیا بیت العزت میں پھر اتارا گیا زمین کی طرف متفرق طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔ (فتح)

٦٩٦٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَمَا كُنْتُمْ

٦٩٦٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس کعبے کے دو مرد ثقفی اور ایک مرد قریشی یا دو قریشی اور ایک ثقفی بہت موٹے پیٹ والے کم سمجھ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ سنتا ہے اگر ہم پکار کے بات کریں اور نہیں سنتا اگر ہم چپکے سے بات کریں اور تیسرے نے کہا کہ اگر ہمارے پکار کے بات کرنے کے وقت سنتا ہے تو ہمارے چپکے سے بات کہنے کے وقت بھی سنتا ہے تو اللہ نے یہ آیت اتاری اور تم پردہ نہیں کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے آخر آیت تک۔

تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ اَلْآيَةَ.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ﴾

ہر دن اللہ ایک حالت میں ہے یعنی ثواب دینے میں یا عذاب دینے یا جلانے میں یا مارنے میں

فائدہ: اس کا بیان تفسیر میں گزر چکا ہے۔

وَ﴿مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ وَأَنَّ حَدَثَهٗ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوْقِيْنَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾.

اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی ذکر ان کے رب کی طرف سے نیا اور اللہ نے فرمایا کہ شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا امر پیدا کرے اور یہ کہ پیدا کرنا اس کا مخلوق کے پیدا کرنے کے مشابہ نہیں واسطے دلیل اس قول اللہ کے نہیں مانند اس کے کوئی چیز اور وہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ فرق ہے درمیان وصف کرنے کلام اللہ کے ساتھ اس کے کہ وہ مخلوق ہے اور درمیان وصف کرنے اس کے ساتھ اس کے کہ وہ محدث ہے اور یہ قول بعض معتزلہ اور اہل ظاہر کا ہے اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ جو ذکر کہ موصوف ہے آیت میں ساتھ احداث کے نہیں ہے وہ نفس کلام اس کا واسطے قائم ہونے دلیل کے اوپر اس کے کہ محدث اور منشاء اور مخلوق اور مخترع سب الفاظ ہم معنی ہیں یعنی ان سب کے ایک معنی ہیں اور جب نہیں جائز ہے وصف کرنا کلام اس کے کا جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے ساتھ اس کے کہ وہ مخلوق ہے تو اسی طرح نہیں جائز ہوگا وصف کرنا اس کا ساتھ اس کے کہ وہ محدث ہے اور جب اس طرح ہوا تو مراد ساتھ ذکر کے آیت میں وہ رسول ہے یعنی کوئی نیا رسول ان کے پاس نہیں آیا اور احتمال ہے کہ مراد ذکر سے اس جگہ رسول کا وعظ ہو جو کافروں کو کرتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مرجع احداث کا آیت میں اتیان کی طرف ہے یعنی آنے کی طرف نہ ذکر قدیم کی طرف اس واسطے کہ حضرت ﷺ پر قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کے اترا سو اس کا نزول وقت بوقت نیا ہوتا تھا جیسا کہ عالم جانتا ہے جو جاہل نہیں جانتا پھر جب جاہل اس کو جانتا ہے تو نیا پیدا ہوتا ہے نزدیک اس کے علم اور نہیں ہوتا ہے احداث اس کا وقت سیکھنے کے عین معلم کا میں کہتا ہوں اور احتمال اخیر قریب تر ہے طرف مراد بخاری رحمہ اللہ کی واسطے اس چیز کے کہ میں نے پہلے بیان کی کہ بنا ان ترجموں کے نزدیک اس کے اوپر ثابت کرنے اس بات کے ہے کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں اور مراد اس کی اس جگہ حدث بہ نسبت اتارنے قرآن کے ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن منیر وغیرہ نے اور کہا کرمانی نے کہ اللہ کی صفات سلبیہ ہیں اور وجودیہ اور اضافیہ پس سلبیہ تنزیہات ہیں اور وجودیہ قدیمہ ہیں اور اضافیہ خلق اور رزق ہیں اور وہ حادثہ ہیں اور نہیں لازم آتا ہے ان کے

حدوث سے تغیر اللہ کی ذات میں اور نہ اس کی صفات وجودیہ میں جیسا کہ تعلق علم اور قدرت کا ساتھ معلومات اور مقدرات کے حادث ہے اور اسی طرح تمام صفات فعلیہ اور جب مقرر ہو چکا تو اتارنا قرآن کا حادث ہے اور منزل یعنی قرآن قدیم ہے اور تعلق قدرت کا حادث ہے اور نفس قدرت کا قدیم ہے سو مذکور یعنی قرآن قدیم ہے اور ذکر حادث ہے اور جو ابن بطال نے کہا اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصود نہیں اور نہ وہ راضی ہے اس سے جو اس کی طرف منسوب کیا گیا اس واسطے کہ مخلوق اور محدث کے درمیان کچھ فرق نہیں نہ عقل کی رو سے نہ نقل کی رو سے نہ عرف کی رو سے اور نقل کیا ہے ہروی نے ابن راہویہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ﴾ کہا کہ قدیم ہے رب العزت کی طرف سے نیا اتارا گیا ہے طرف زمین کی سو یہ ہے پیشوا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیچ اس کے اور کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حرکات ان کی اور اصوات ان کی اور کسب ان کا اور لکھنا ان کا مخلوق ہے اور بہرحال قرآن جو پڑھا گیا ہے بیان کیا گیا ہے ثابت کیا گیا ہے کاغذوں میں جو لکھا گیا ہے اور یاد رکھا گیا ہے دلوں میں سو وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور کہا ابن راہویہ نے بہرحال برتن یعنی سیاہی اور کاغذ اور مانند ان کی سو وہ مخلوق ہیں اور تو لکھتا ہے اللہ کو اور اللہ ہی ہے فی ذاتہ پیدا کرنے والا اور تیرا لکھنا تیرا فعل ہے اور وہ مخلوق ہے اس واسطے کہ ہر چیز اللہ کے سوائے اس کے پیدا کرنے سے ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَا تَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اپنے امر سے جو چاہتا ہے اور اس چیز سے کہ نئی پیدا کی یہ ہے کہ نہ کلام کرو نماز میں۔

فائدہ: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں سلام کیا کرتے تھے اور اپنی حاجت کا حکم کرتے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز میں تھے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ حدیث فرمائی۔ (فتح)

٦٩٦٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللّٰهِ تَقْرَؤُوْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ.

۶۹۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب کو ان کی کتاب سے اور تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے یعنی قرآن کہ اس کے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئیں تم اس کو پڑھتے ہو اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز مخلوط نہیں ہوئی۔

٦٩٦٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللّٰهِ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوْا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْا فَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكُتُبَ قَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِذٰلِكَ ثَمَنًا قَلِيْلًا أَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْعِلْمِ عَنْ مَّسْأَلَتِهِمْ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

٦٩٦٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے! کیوں پوچھتے ہو تم اہل کتاب سے کچھ چیز اور حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے تمہارے پیغمبر پر اتاری اس کے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو اللہ کی طرف سے اتریں اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز نہیں ملی اور البتہ اللہ نے تم سے بیان کر دیا کہ اہل کتاب نے بدل ڈالا ہے اللہ کی کتابوں کو اور متغیر کر دیا سو انہوں نے اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں اور کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہیں تا کہ لیں اس کے بدلے قیمت تھوڑی کیا نہیں منع کرتا تم کو جو آیا تم کو علم سے ان کے سوال سے اور قسم ہے اللہ کی کہ ہم نے کوئی مرد ان میں سے نہیں دیکھا جو تم سے پوچھتا ہو اس چیز سے جو تم پر اتاری گئی یعنی قرآن۔

فائدہ: یعنی نہ پوچھتے وہ تم سے کچھ چیز باوجود اس کے کہ وہ جانتے ہیں کہ تمہاری کتاب میں تحریف نہیں پھر تم ان سے کیوں پوچھتے ہو اور حالانکہ تم نے جان لیا کہ ان کی کتاب تحریف کی گئی ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اللہ کتاب کو بدل ڈالا تو یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيْهِمْ﴾ اس روایت میں احدث الاخبار ہے اور یہی ہے موافق ترجمہ کے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کا اترنا اللہ کی طرف سے حادث ہے اگرچہ باعتبار ذات کے قدیم ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ وَفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار کرنے قرآن کے یعنی آخر آیت تک، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جب کہ آپ پر وحی اتاری گئی۔

فائدہ: بیان کیا ہے اس کو باب کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے بہ سبب یاد کرنے قرآن کے پھر جب یہ آیت اتری تو سننے لگے پھر جب فرشتہ چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسے اس کو فرشتے سے سنتے یعنی اس میں سے کوئی چیز نہ بھولتے۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

یعنی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَا مَعَ عَبْدِيْ حَيْثُمَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ.

فرمایا کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک کہ مجھ کو یاد کرتا رہے اور میرے ذکر سے اس کی دونوں لبیں ہلتی رہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میں ساتھ اس کے ہوں ساتھ حفظ اور نگہبانی کے نہ یہ کہ اس کی ذات بندے کی ذات کے ساتھ ہے اور کہا کرمانی نے کہ مراد معیت رحمت کی ہے اور یہ جو کہا هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تو مراد اس سے معیت علم کی ہے پس یہ خاص تر ہے آیت کی معیت سے۔ (فتح)

٦٩٧٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً وَكَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيْدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْآنَهٗ﴾ قَالَ جَمْعُهٗ فِيْ صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهٗ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهٗ﴾ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهٗ قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَقْرَأَهٗ.

٦٩٧٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں نہ ہلا اپنی زبان کو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے اتارنے سے تکلیف پاتے تھے یعنی آپ کو سخت محنت کرنی پڑتی تھی اپنی دونوں لب ہلاتے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا (یہ سعید کا قول ہے) کہ میں اپنی دونوں لب تیرے واسطے ہلاتا ہوں جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہلاتے تھے تو سعید نے کہا کہ میں ان کو ہلاتا ہوں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کو ہلاتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار قرآن کے تا کہ تو اس کو جلدی یاد کر لیے بے شک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا یعنی جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور آسان کرنا پڑھنے اس کے کا یعنی پھر تو اس کو پڑھے پھر جب ہمارا فرشتہ اس کو پڑھنے لگے تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی اس کو سن اور چپ رہ پھر ہمارا ذمہ ہے پڑھنا تیرا اس کو پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب جبریل علیہ السلام آپ پر قرآن لاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو کر سنا کرتے تھے پھر جب جبریل علیہ السلام چلے جاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو پڑھتے جیسا جبریل علیہ السلام آپ کو پڑھاتے تھے یعنی اس میں سے کچھ نہ بھولنے۔

فائدہ: جس وقت جبریل علیہ السلام قرآن لاتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ساتھ

پڑھتے جاتے تا کہ خوب یاد ہو جائے اور اس کے بعد کوئی لفظ اس پس سے نہ بھولے تو جب تک پہلا لفظ پڑھتے رہتے اگلا لفظ سننے میں نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے کی حاجت نہیں صرف سننا چاہیے پھر دل میں یاد رکھوانا پھر زبان سے پڑھوانا لوگوں کے پاس ہمارے ذمہ ہے اور یہ حدیث واضح تر دلیلوں سے ہے اس پر کہ بولا جاتا ہے قرآن اور مراد اس سے قراءت ہوتی ہے اس واسطے کہ مراد قرآن سے دونوں آیتوں میں قراءت ہے یعنی پڑھنا نہ نفس قرآن کا اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب میں یہ ہے کہ زبان اور لبوں کا ہلانا ساتھ قراءت قرآن کے ایک عمل ہے اس کے واسطے جس پر اس کو اجر ملتا ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اس کو پڑھنے لگیں تو اس میں اضافت فعل کی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کا فاعل وہ ہے جو حکم کرے اس کو اس کے فعل کا اس واسطے کہ اللہ کی کلام کو حضرت ﷺ پر پڑھنے والا جبریل علیہ السلام ہے تو اس میں بیان ہے ہر چیز کا کہ مشکل ہو ہر فعل سے جو منسوب ہو اللہ کی طرف کہ لائق ہے ساتھ اس کے فعل اس کا آنے اور اترنے سے اور مانند اس کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ان دونوں حدیثوں سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قراءت قاری کی قدیم ہے سو بیان کیا کہ حرکت کرنا قاری کی زبان کا ساتھ قرآن کے قاری کے فعل سے ہے برخلاف مقرو کے کہ وہ کلام اللہ کا ہے قدیم جیسے کہ حرکت زبان اللہ کے ذکر کرنے والے کی عادت ہے اس کے فعل سے اور ذکر کیا گیا ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے قدیم ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ ان بابوں کے جو اس کے بعد آتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾.

باب ہے قول اللہ کا اور اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ جانتا ہے سینوں کے راز کیا نہیں جانتا جس نے پیدا کیا اور وہی ہے باریک بین خبردار۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس آیت کے اس طرف کہ قول عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ قرآن کے یا غیر اس کے سو اگر ہو ساتھ قرآن کے تو قرآن کلام اللہ کا ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت ہے سو نہیں ہے وہ مخلوق واسطے قائم ہونے دلیل قاطع کے ساتھ اس کے اور اگر اس کے غیر کے ساتھ ہو تو وہ مخلوق ہے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ اس کے اس قول کے بعد ﴿اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کے اس باب کے ساتھ ثابت کرنا علم کا ہے اللہ کے واسطے اور یہ اس کی صفت ذاتی ہے واسطے برابر ہونے اس کے علم کے ساتھ چھپی بات کے اور ظاہر کے اور کہا ابن منیر نے کہ گمان کیا ہے شارح نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ ترجمہ سے ثابت کرنا علم کا ہے اور حالانکہ نہیں ہے جس طرح کہ گمان کیا اس نے نہیں تو مقصود ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا جس پر ترجمہ شامل ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مناسبت درمیان علم کے اور اس حدیث کے مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا اور سوائے اس کے کچھ نہیں مقصود بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ کرنا ہے طرف ایک نکتہ کی جو تھا سبب محنت اس کی کا ساتھ مسئلے

لفظ کے سوا اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ترجمہ کے اس طرف کہ تلاوت خلق کی متصف ہے ساتھ ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ ہو مخلوق اور البتہ کہا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس کے بعد کہ بیاں کیں چند حدیثیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں سو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلقت کی آوازیں اور ان کی قراءت اور ان کا پڑھانا اور ان کی زبانیں جدا جدا ہیں بعض احسن اور زینت دار اور شیریں تر اور بلند تر اور صاف تر اور خوش آواز اور اعلیٰ اور اخفض اور اغض اور اخشع اور اجہر اور اخفی اور اقصر اور امد ہیں بعض سے۔ (فتح)

﴿يَتَخَافَتُوْنَ﴾ يَتَسَارُّوْنَ.

یعنی یتخافون کے معنی ہیں آپس میں کان میں بات کرتے ہیں۔

٦٩٧١- حَدَّثَنِيْ عَمْرُوْ بْنُ زُرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلّٰى بِأَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَآئَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾.

۶۹۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کر پڑھ اور نہ آہستہ پڑھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے سو جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو برا کہتے اور اس کو جس نے اس کو اتارا یعنی اللہ تعالیٰ کو اور جو اس کو لایا سو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی قراءت کو سو مشرکین اس کو سنیں اور قرآن مجید کو برا کہیں اور نہ چھپا اس کو اپنے اصحاب سے سو ان کو نہ سنائے اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔

٦٩٧٢- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ فِي الدُّعَآءِ.

۶۹۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت دعا میں اتری اور نہ پکار اپنی نماز کو اور نہ پوشیدہ کر۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے۔

٦٩٧٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُ بِهِ.

۶۹۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خوش آوازی سے قرآن کو نہ پڑھے اور زیادہ کیا ہے اس کے غیر نے کہ جو قرآن کو پکار کے نہ پڑھے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيَّنَ أَنَّ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهُ وَقَالَ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

باب ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور ایک وہ مرد ہے جو کہتا ہے کہ اگر مجھ کو بھی یہی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے سو بیان کیا کہ قیام اس کا ساتھ کتاب کے وہ فعل اس کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس کی نشانیوں سے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور مختلف ہونا زبانوں اور رنگوں کا اور فرمایا کہ کرو نیکی تا کہ تم خلاصی پاؤ۔

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سو مراد اس سے مختلف ہونا زبانوں کا ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہیں سب کلام پر پس داخل ہوگی اس میں قراءت اور بہر حال دوسری آیت سو عموم فعل خیر کا قرآن کے پڑھنے کو اور ذکر اور دعا وغیرہ کو شامل ہے سو دلالت کی اس نے کہ قراءت فعل قاری کا ہے۔ (فتح)

٦٩٧٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهِ فَيَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ

۶۹۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیزوں میں ایک تو مرد جس کو اللہ نے قرآن دیا ہ سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے دوسرا مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو وہ اس کو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا جیسا اس کے پاس ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔

مَا أُوتِيَ عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

٦٩٧٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ سَمِعْتُ سُفْيَانَ مِرَارًا لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيحِ حَدِيثِهِ.

٦٩٧٥۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں زیادہ ہے کہ میں نے سفیان سے کئی بار سنا نہیں سنا میں نے اس سے ذکر خبر کا یعنی اس نے اخبرنا نہیں کہا بلکہ عن کے ساتھ روایت کی ہے اور وہ صحیح ہے اس کی حدیث سے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ پہلے باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قراءت فعل قاری کا ہے اور یہ کہ اس کا نام تغنی رکھا جاتا ہے اور یہ حق ہے بطور اعتقاد کرنے کے نہ اطلاق کرنے کے واسطے ڈرنے کے ایہام سے اور واسطے بھاگنے کے بدعت سے ساتھ مخالف کرنے سلف کے اطلاق میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے کہا کہ جس نے مجھ سے نقل کیا ہے کہ میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی میرا لفظ یہ ساتھ قرآن کے مخلوق ہے تو ہو جھوٹا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور تصریح کی ہے اس ترجمہ میں جس کی طرف پہلے باب میں اشارہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾.

باب ہے قول اللہ تعالیٰ کا کہ اے رسول! پہنچا دے جو تیری طرف اتارا گیا اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کی پیغمبری نہ پہنچائی۔

فائدہ: ظاہر اس کا اتحاد شرط اور جزا کا ہے اس واسطے کہ ان تفعل کے معنی ہیں کہ اگر تو نے نہ پہنچایا لیکن مراد جزا سے اس کا لازم ہے اور اختلاف ہے کہ اس امر سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہنچا دے جیسا اتارا گیا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہنچائے اس کو ظاہر اور نہ ڈر کسی سے اس واسطے کہ اللہ تجھ کو پہنچا دے گا اور لوگوں سے اور ثانی قول خاص تر ہے اول سے لیکن اول قول اکثر کا ہے واسطے ظاہر ہونے عموم کے اللہ کے قول میں ما انزل اور امر وجوب کے واسطے ہے پس واجب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچانا ہر چیز کا جو اتاری گئی طرف آپ کی، واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس آیت کہ اس پر کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوا کسی چیز میں قرآن سے اور حدیثوں سے کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ وہ چیز جو دلالت کرے کہ قرآن مخلوق ہے

پھر نقل کیا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر ہوتا حق جو جعد کہتا ہے تو البتہ حضرت ﷺ اس کو پہنچاتے۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ.

اور کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اللہ کی طرف سے ہے پیغمبر کا بھیجنا اور اس کے رسول پر ہے پہنچا دینا پیغمبری کا اور ہم پر ہے مان لینا اس کا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت ﷺ کی اس حدیث کے کیا معنی ہیں لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ تو اس نے اس کے جواب میں کہا وقال لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم وقال ابلغکم رسالات ربی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تا کہ جانے کہ انہوں نے اللہ کا حکم پہنچایا اور فرمایا کہ میں تم کو پہنچاتا ہوں حکم اپنے رب کا۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ﴾ وَقَالَ تَعَالٰى ﴿أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تا کہ وہ جان لے کہ تحقیق انھوں نے پہنچا دیا ہے اپنے رب کے پیغامات کو، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں پہنچاتا ہوں تمھیں اپنے رب کے پیغامات۔

فائدہ: کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو اللہ نے نام رکھا تبلیغ رسالت کا اور اس کے ترک کرنے کا فعل اور نہیں ممکن ہے یہ کہ کوئی کہے کہ رسول نے نہیں کیا جو حکم کیے گئے ساتھ اس کے پہنچا دینے رسالت کے سے یعنی سو جب حضرت ﷺ نے پہنچایا تو البتہ کیا آپ نے جو آپ کو حکم ہوا اور تلاوت حضرت ﷺ کی ما انزل الیہ کو تبلیغ ہے اور وہ فعل ہے حضرت ﷺ کا اور نیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں کہا کہ اللہ نے فرمایا اقیمو الصلوۃ کہ نماز طاعت ہے اور اس کا حکم کرنا اللہ کی طرف سے قرآن ہے اور وہ مکتوب ہے کاغذوں میں محفوظ ہے سینوں میں پڑھا گیا ہے زبانوں سے سو قراءت اور حفظ اور کتاب مخلوق ہے اور مقرو اور محفوظ اور مکتوب مخلوق نہیں اور دلیل اس پر یہ ہے کہ تو لکھتا ہے اللہ کو اور اس کو یاد کرتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے سو تیرا دعا کرنا اور یاد کرنا اور لکھنا اور تیرا فعل مخلوق ہے اور اللہ مخلوق نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾.

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب کہ حضرت ﷺ سے پیچھے رہا یعنی پیچھے رہنے کے حال کی حدیث کے بیان میں کہ عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے عملوں کو دیکھے گا اور ایماندار۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ اللہ نے اس کا نام عمل رکھا۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ إِذَا أَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب کسی کا عمل خوب تجھ کو خوش

امْرِیءٍ فَقُلِ ﴿اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ أَحَدٌ.

لگے تو کہہ عمل کرو کہ عنقریب دیکھے گا تمہارے عملوں کو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان دار اور نہ خفیف جانے تجھ کو کوئی یعنی نہ مغرور ہو کسی کے عمل سے سو اس کے ساتھ نیک گمان کرے مگر یہ کہ تو اس کو دیکھے کہ شریعت کی حدوں پر کھڑا ہے۔

فائدہ: جب تجھ کو کسی کا عمل خوش لگے الخ یعنی جب تو کسی کے نیک عمل کو دیکھے تو اس آدمی پر نیک گمان نہ کر بلکہ اس کے عمل کو اللہ کے سپرد کر شاید باطن میں اس کے مخالف ہو اور مراد عمل سے حسن عمل میں قراءت اور نماز وغیرہ ہے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا نام عمل رکھا اور یہی ہے وجہ مطابقت کی ترجمہ سے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ﴾ هٰذَا الْقُرْآنُ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ بَيَانٌ وَدِلَالَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ﴾ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ ﴿لَا رَيْبَ﴾ لَا شَكَّ ﴿تِلْكَ آيَاتُ﴾ يَعْنِيْ هٰذِهٖ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهٗ ﴿حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ يَعْنِيْ بِكُمْ.

کہا معمر نے کہ یہ کتاب یعنی یہ قرآن ہدایت ہے واسطے پرہیزگاروں کے یعنی بیان اور دلالت ہے مانند قول اس کے کی ذلک حکم اللہ یہ حکم اللہ کا ہے لا ریب فیہ یعنی نہیں کوئی شک بیچ اس کے کہ یہ اللہ کی آیتیں ہیں یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں اور مثل اس کی ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ جب تم ہو کشتی میں اور چلیں ساتھ ان کے یعنی ساتھ تمہارے۔

فائدہ: مراد اس کی یہ ہے کہ یہ نظیر ہے استعمال کرنے ذلک کی بیچ جگہ ہذا کے یعنی جب اس آیت میں مخاطب کی ضمیر کی جگہ غائب کی ضمیر کا استعمال کرنا جائز ہے ویسا ہی ذلک الکتاب میں جائز ہے استعمال کرنا ضمیر بعید کا بجائے ضمیر قریب کے اور جب جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ غائب کے واسطے ہو واسطے حاضر کے تو اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ بعید کے واسطے ہو واسطے قریب کے اور مناسبت اس آیت کی واسطے اس چیز کے کہ پہلی گزری اس جہت سے ہے کہ ہدایت ایک قسم ہے تبلیغ سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهٗ حَرَامًا إِلٰى قَوْمِهٖ وَقَالَ أَتُؤْمِنُوْنِيْ أُبَلِّغُ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ماموں کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور کہا کہ کیا تم مجھ کو پناہ دیتے ہو کہ میں تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں سو وہ ان سے حدیث بیان کرنے لگا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جہاد میں گزر چکی ہے جس کی ابتدا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر سواروں کو بنی عامر کی طرف بھیجا۔

٦٩٧٦۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ.

۶۹۷۶۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہم کو خبر دی ہمارے اللہ کی پیغمبری سے کہ جو ہم میں سے شہید ہو وہ بہشت میں جائے گا۔

٦٩٧٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾.

۶۹۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو تم سے بیان کرے کہ حضرت ﷺ نے کچھ چیز وحی سے چھپائی تو اس کو سچا نہ جان اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول! پہنچا دے جو تیری طرف اُتارا گیا تیرے رب کی طرف سے آخر آیت تک۔

فائدہ: اور جو چیز کہ حضرت ﷺ پر اتاری گئی تو اس کے واسطے بہ نسبت حضرت ﷺ کے دو طرفیں ہیں ایک طرف لینے کی ہے جبریل علیہ السلام سے اور ایک طرف ادا کی ہے طرف امت کی اور اس کا نام ہے تبلیغ اور یہی ہے مقصود اس جگہ۔ (فتح)

٦٩٧٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ

۶۹۷۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ کون سا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ پھر کون

اللهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَیُّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَیُّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَهَا ﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا یُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ﴾ اَلْاٰیَةَ.

سا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ کھائے اس نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے سو اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو کہ حرام کی اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے اور جو یہ کام کرے اور وہ گناہ کو ملے گا۔

فائدہ: اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ تبلیغ دو قسم ہے ایک اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ پہنچائے اس کو بعینہ اور وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کی تلاوت عبادت سے اور وہ قرآن ہے دوسری یہ کہ پہنچائے جو استنباط کیا گیا ہو اصول اس چیز کے سے کہ متقدم ہے اتارنا اس کا سوا تری آپ پر وہ چیز جو موافق ہو اس چیز کو کہ استنباط کی یا ساتھ نص اس کی کے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اس کی موافقت پر ساتھ طریق اولیٰ کے مانند اس آیت کے کہ وہ شامل ہے اوپر وعید شدید کے مشرک کے حق میں اور یہ مطابقت ہے واسطے نص کے اور اس کے حق میں جو قتل کرے کسی جان کو ناحق اور یہ مطابقت ہے واسطے حدیث کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ قتل کرنا ناحق اگرچہ بڑا گناہ ہے لیکن قتل کرنا اولاد کا سخت تر قبیح ہے قتل کرنے اس شخص کے سے جس کی اولاد نہ ہو اور اسی طرح قول ہے زانیوں میں اس واسطے کہ زنا کرنا ہمسائیہ کی عورت سے زیادہ تر قبیح ہے مطلق زنا سے اور احتمال ہے کہ ہو اُتارنا اس آیت کا سابق اوپر خبر دینے حضرت ﷺ کے ساتھ اس چیز کے کہ خبر دی ساتھ اس کے لیکن نہیں سنا اس کو صحابی نے مگر اس کے بعد اور احتمال ہے کہ تینوں گناہ کا بڑا ہونا سابق اترا ہو لیکن خاص ہوئی یہ آیت ساتھ مجموع تینوں کے ایک سیاق میں باوجود اختصار کرنے کے اوپر ان کے سو ہوگی مراد تصدیق کے موافقت اقتصار میں اوپر ان کے بنا بر اس کے سو مطابق حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے ، واللہ اعلم اور استدلال کیا ہے ابو المظفر سمعانی نے باب کی آیتوں اور حدیثوں سے اوپر فاسد ہونے طریقے متکلمین کے کہ انہوں نے تقسیم کیا ہے اشیا کو طرف جسم کی اور جوہر کی اور عرض کی اور کہا کہ جسم وہ ہے جو جمع ہو افتراق سے یعنی متفرق ہونے سے اور جوہر وہ ہے جو عرض کا حامل ہو اور عرض وہ ہے جو اپنی ذات کے ساتھ قائم نہ ہو سکے اور انہوں نے روح کو عرض ٹھہرایا ہے اور رد کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو اور وارد ہوئی ہیں بیچ پیدا کرنے روح کے جسم سے پہلے اور پیدا کرنے عقل کے پہلے خلق سے اور اعتماد کیا ہے انہوں نے اپنے حدس اور ذہن پر اور س پر جس کی طرف ان کی قیاس پہنچائے پھر پیش کرتے ہیں اس پر نصوص کو سو جو اس

کے موافق ہو اس کو قبول کرتے ہیں اور جو اس کے مخالف ہو اس کو رد کرتے ہیں پھر بیان کیا ان آیتوں کو اور جو ان کے مثل ہوں جن میں تبلیغ کا حکم ہے اور جس چیز کے پہنچانے کا حضرت ﷺ کو حکم ہوا اس میں سے ہے توحید بلکہ وہ اصل وہ چیز ہے جس کا حضرت ﷺ کو حکم ہوا سو نہیں چھوڑی حضرت ﷺ نے کوئی چیز دین کے کاموں سے اس کے اصول سے اور اس کے قواعد اور شرائع سے مگر کہ اس کو پہنچایا پھر نہ چھوڑی کوئی چیز مگر استدلال کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے جوہر اور عرض سے اور نہیں پایا گیا حضرت ﷺ سے اور نہ کسی آپ کے صحابی سے اس علم کلام سے ایک حرف یا اس سے زیادہ سو معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ ان کا مذہب حضرت ﷺ کے اور آپ کے اصحاب کے مذہب کے برخلاف ہے اور ان کا طریقہ ان کے طریقے کے غیر ہے اور متکلمین کا طریقہ محدث اور مخترع ہے نہ اس پر حضرت ﷺ تھے اور نہ آپ کے اصحاب اور لازم آتا ہے اس طریقے پر چلنے سے محمود کرنا سلف پر ساتھ طعن اور قدح کے اور منسوب کرنا ان کو طرف قلعت معرفت اور اشتباہ طریق کے فالحذر فالحذر یعنی پس ڈر مشغول ہونے سے ساتھ علم کلام کے اور ان کے مقالات کے اس واسطے کہ وہ مرتع تہافت والا ہے بہت تناقض والا ہے اور کوئی ایسا کلام نہیں جو ان کے کسی فرقہ سے سنے مگر کہ تو پائے گا ان کے خصوم کے واسطے اس پر کلام اور اشکال جو اس کے ہم وزن ہے یا اس کے قریب ہے سو ہر ایک ہر ایک کا مقابل ہے اور بعض ساتھ بعض کے معارض ہے اور کافی ہے تجھ کو ان کے طریقے کے قباحت سے یہ کہ لازم آتا ہے ان کے طریقے سے کہ اگر ہم چلیں اس پر جو انہوں نے کہا اور لازم کریں لوگوں پر جو انہوں نے ذکر کیا تو اس سے سب عوام لوگوں کا کافر ہونا لازم آتا ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا مگر محض اتباع کو اور اگر ان کو یہ طریقہ سکھلایا جائے تو اکثر اس کو نہ سمجھیں چہ جائیکہ کوئی ان میں سے صاحب نظر ہو جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غایب توحید ان کے کی التزام اس چیز کا ہے کہ پایا انہوں نے اس پر اپنے اماموں کو بیچ عقائد دین کے اور پکڑنا اس کو دانتوں سے اور ہمیشگی کرنا اوپر وظیفوں عبادت کے یعنی نماز روزے وغیرہ کے اور لازم پکڑنا ذکروں کا ساتھ قلوب سلیمہ کے جو پاک ہیں شک اور شبہ سے سو تو ان کو دیکھے کہ وہ نہیں پھرتے اپنے اعتقاد سے اگرچہ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں سو مبارک ہو ان کو یہ یقین اور مبارک ہو ان کو یہ سلامتی اور جب یہ کافر ہوئے اور حالانکہ یہ سواد اعظم اور جمہور امت ہیں تو نہیں ہے یہ مگر اسلام کے فرش کا لپیٹ ڈالنا اور دین کے مناروں کا ڈھا دینا، واللہ المستعان۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

باب ہے اللہ کا قول کہ لاؤ توراۃ تو اس کو پڑھو اگر ہو تم سچے

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ مراد ساتھ تلاوت کے قراءت ہے اور البتہ تفسیر کی گئی ہے تلاوت ساتھ عمل کے اور عمل فعل ہے عامل کا اور کہا بیچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ ذکر کیا حضرت ﷺ نے کہ بعض

بعض سے زیادہ ہے قراءت میں اور بعض ناقص ہے سو لوگ کم وبیش ہیں تلاوت میں ساتھ کثرت اور قلت کے بہر حال متلو اور وہ قرآن ہے سو نہیں ہے اس میں کمی بیشی اور کہا جاتا ہے کہ فلانا خوش قرآن ہے اور ناخوش قرآن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب طرف بندوں کے قراءت ہے نہ قرآن اس واسطے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور قراءت بندے کا فعل ہے اور نہیں پوشیدہ ہے یہ مگر اس پر جس کو توفیق خداوندی عطا نہیں ہوئی۔ (فتح)

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا وَأُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ وَأُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا اور انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے بھی اس کے ساتھ عمل کیا اور تم کو اے مسلمانوں! قرآن عطا ہوا سو تم نے اس کے ساتھ عمل کیا۔

وَقَالَ أَبُوْ رَزِيْنٍ ﴿يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ يَتَّبِعُوْنَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ بِهٖ حَقَّ عَمَلِهٖ

اور کہا ابو رزین نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ کہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ عمل کرتے ہیں حق عمل اس کے کا۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ ﴿يُتْلٰى﴾ يُقْرَأُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ ﴿لَا يَمَسُّهٗ﴾ لَا يَجِدُ طَعْمَهٗ وَنَفْعَهٗ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهٗ بِحَقِّهٖ إِلَّا الْمُوْقِنُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ﴾.

کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یتلی کے معنی ہیں پڑھا جاتا ہے اور حسن التلاوۃ کے معنی ہیں کہ قرآن کو عمدہ پڑھتا ہے لایمسہ کے معنی ہیں نہیں پاتا اس کا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لائے ساتھ قرآن کے اور نہیں اٹھاتا اس کو ساتھ حق اس کے کے مگر یقین لانے والا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے مثل ان کی جو اٹھائے گئے توراۃ پھر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا گدھے کی مثل ہے جو کتابیں اٹھائے بری ہے مثال ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ نہیں راہ دکھاتا ظالموں کی قوم کو۔

فائدہ: اور حاصل اس تفسیر کا یہ ہے کہ معنی لایمس القرآن کے یہ ہیں کہ نہیں پاتا اس کا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لایا ساتھ اس کے اور یقین کیا اس نے کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہے سو وہی ہے پاک کیا گیا کفر سے اور نہیں اٹھاتا اس کو اس کے حق سے مگر جو پاک ہو جہل اور شک سے نہ غافل اس سے جو عمل نہیں کرتا سو ہوگا مانند گدھے کی جو اٹھاتا ہے جو نہیں جانتا۔ (فتح) اور تلاوت عرف شرع سے خاص ہے ساتھ پیروی کرنے ان کتابوں کے جو اتاری گئی ہیں کبھی ساتھ

تلاوت کے اور کبھی ساتھ بجا لانے اس چیز کے جو اس میں ہے امر اور نہی سے اور عام تر ہے قراءت سے۔ (فتح)

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَالْإِيْمَانَ وَالصَّلَاةَ عَمَلًا

اور نام رکھا ہے حضرت ﷺ نے اسلام اور ایمان اور نماز کا عمل

فائدہ: بہرحال نام رکھنا حضرت ﷺ کا اسلام کا عمل سو استنباط کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کی حدیث سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اسلام اور ایمان کیا چیز ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے فرشتوں اور رسولوں اور اس کی کتابوں کے اور اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور بہرحال ایمان کو عمل کہنا سو حدیث معلق میں ہے اور نماز کو عمل کہنا آئندہ باب میں ہے۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ أَخْبِرْنِيْ بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجٰى عِنْدِيْ أَنِّيْ لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! بتلا دے مجھ کو بڑے فائدے کا امید والا عمل جو تو نے اسلام میں اپنے نزدیک کیا ہے یعنی تیرے نزدیک سب عملوں سے زیادہ تر نفع کی امید کس عمل پر ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوئی عمل نہیں کیا اپنے نزدیک اس سے زیادہ تر فائدہ کی امید کا کہ میں نے کبھی پورا وضو نہیں کیا مگر کہ میں نے اس وضو سے ضروری نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ نماز میں قراءت پڑھنا ضروری ہے۔

وَسُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ.

اور پوچھے گئے حضرت ﷺ کہ کون سا عمل افضل ہے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو سچے دل سے ماننا پھر جہاد پھر حج مقبول۔

فائدہ: روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ افضل عمل اللہ کے نزدیک ایمان ہے جس میں کوئی شک نہ ہو اور یہ صریح تر ہے اس کی مراد میں لیکن نہیں ہے اس کی شرط پر اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

پوچھے گئے حضرت ﷺ کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنا کہا سو حضرت ﷺ نے ایمان اور تصدیق اور جہاد کا نام عمل رکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے ذکر کو بھی عمل کہا۔ (فتح)

٦٩٧٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا بَقَآؤُكُمْ فِيْمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ أُوْتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَآءُ.

٦٩٧٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری زندگی کا زمانہ بہ نسبت اگلی امتوں کے زندگی کے زمانے کے اتنا ہے جتنا زمانہ عصر کی نماز سے شام تک ہے توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا دوپہر تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط دی گئی پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا عصر کی نماز پڑھنے تک پھر وہ بھی عاجز ہوئے سو ان کو بھی ایک ایک قیراط دی گئی پھر تم کو اے مسلمانوں قرآن دیا گیا سو تم نے اس کے ساتھ عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تم کو دو دو قیراط دیے گئے تو اہل کتاب کہیں گے کہ یہ لوگ کام میں ہم سے کم ہیں اور مزدوری میں زیادہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم پر کچھ ظلم ہوا تمہاری مزدوری جو ٹھہر چکی ہے اس سے تم کو کچھ کم ملا؟ کہیں گے کہ جو ٹھہر چکا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ فرمائے گا سو وہ یعنی دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہیں کہ جو عمل کہ آدمی کرتا ہے اس کے فعل پر اس کو ثواب ہوگا اور اس کے ترک پر اس کو عذاب ہوگا اور نہیں ہے مقصود بخاری رحمہ اللہ کا بیان کرنا اس چیز کا جو وعید کے متعلق ہے بلکہ اس کی غرض وہ ہے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا اس سے پہلے باب میں۔ (فتح)

بَابٌ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عَمَلًا وَقَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

باب ہے اور حضرت ﷺ نے نماز کا نام عمل رکھا اور فرمایا کہ نہیں صحیح ہے نماز اس کی جو سورۂ الحمد نہ پڑھے۔

٦٩٨٠۔ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيْدِ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْأَسَدِيُّ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

٦٩٨٠۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ سب عملوں سے کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

فائدہ: اس حدیث میں حضرت ﷺ نے نماز کا نام عمل رکھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا﴾ ﴿هَلُوْعًا﴾ ضَجُوْرًا.

باب ہے بیچ بیان اس قول اللہ کے کہ بے شک آدمی پیدا کیا گیا ہے جی کا کچا جب اس کو برائی لگے تو گھبرا اور جب لگے اس کو بھلائی تو اس کو روکتا ہے اور ھلوعا کے معنی ہیں بے صبر۔

٦٩٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَأَعْطٰى قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِيْنَ فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ عَتَبُوْا فَقَالَ إِنِّيْ أُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِيْ أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِيْ أُعْطِيْ أُعْطِيْ أَقْوَامًا لِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرٌو مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٩٨١۔ حضرت عمرو بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مال آیا سو حضرت ﷺ نے ایک قوم کو دیا اور دوسرے لوگوں کو نہ دیا سو حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ جن کو مال نہیں دیا وہ رنجیدہ ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں دیتا ہوں ایک مرد کو اور نہیں دیتا دوسرے مرد کو سو جس کو میں نہیں دیتا وہ میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس سے جس کو میں دیتا ہوں لیکن میں چند قوموں کو دیتا ہوں اس واسطے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور بعض قوموں کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے اور ان میں سے عمرو بن تغلب بھی ہے کہا عمرو نے میں نہیں جانتا کہ میرے واسطے

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ.

حضرت ﷺ کی اس بات کے بدلے سرخ اونٹ ہوں۔

فائدہ: یعنی میرے دینے کو محبت اور نہ دینے کو رنج کا سبب نہ سمجھو بلکہ معاملہ بالعکس ہے کہ بے صبر لالچی لوگوں کو دیتا ہوں اور قناعت والوں کو قناعت پر چھوڑتا ہوں اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی اس باب میں ثابت کرنا اس کا ہے کہ اللہ نے آدمی کو پیدا کیا ساتھ اخلاق کے اس کے بے صبری اور حرص سے اور دینے اور نہ دینے سے اور اول اس کا کافی ہے مراد میں اس واسطے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ صفات مذکورہ کو آدمی میں اللہ نے پیدا کیا ہے نہ یہ کہ آدمی ان کو اپنے افعال سے پیدا کرتا ہے اور اس میں ہے کہ رزق دنیا میں نہیں ہے بقدر درجے مرزوق کے آخرت میں اور بہر حال دنیا میں تو واقع ہوتا ہے دینا اور نہ دینا بحسب سیاست دنیاوی کے سو حضرت ﷺ جس کے دل میں بے صبری اور حرص دیکھتے اس کو دیتے اور جس کے صبر پر اعتماد ہوتا اور اس کو ثواب آخرت پر قناعت ہوتی تو اس کو نہ دیتے اور اس حدیث میں ہے کہ پیدا کیا گیا ہے آدمی اوپر حب لینے کے اور بغض دینے کے اور جلدی کرنے کے طرف انکار اس کے کی پہلے فکر کرنے سے اس کی عافیت میں مگر جس کو اللہ چاہے اور اس میں ہے کہ نہ دینا کبھی ممنوع کے واسطے بہتر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ کہ اور رب بکلمۃ میں بدلیت کے واسطے ہے اس واسطے کہ صفت مذکورہ دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے ایمان اس کے جو پہنچانے والا ہے اس کو بہشت میں اور ثواب آخرت کا بہتر ہے اور باقی رہنے والا اور اس میں الفت طلب کرنا ہے اس شخص سے جس سے بے صبری کا خوف ہو یا اُمید ہو کہ دینے کے سبب اپنے متبوع کا کہا مانے گا اور عذر کرنا اس کی طرف جو بدگمان ہو اور حالانکہ امر برخلاف اس کے ہو۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتِهٖ عَنْ رَّبِّهٖ

ذکر کرنا اور روایت کرنا آنحضرت ﷺ کا اپنے رب سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب سے سنت روایت کی ہے جیسا کہ قرآن کو روایت کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد اس کی صحیح کرنا اپنے مذہب کا ہے جیسے کہ گزر چکی ہے تنبیہ اوپر اس کے بیچ تفسیر مراد کے ساتھ کلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے۔ (فتح)

٦٩٨٢۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَیْدٍ سَعِیْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْهَرَوِیُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْوِیْهِ عَنْ

٦٩٨٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے کہ جو مجھ سے بالشت بھر قریب ہو تو اس کے پاس ہاتھ بھر قریب ہوتا ہوں اور جو ہاتھ بھر مجھ سے قریب ہو تو میں اس سے دو ہاتھ بھر قریب ہوتا ہوں اور

رَبِّهٖ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَإِذَا أَتَانِيْ مَشْيًا أَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً.

جو میری طرف چلتا آئے تو میں اس کی طرف دوڑتا آؤں گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اللہ کا بندے کی طرف چلنا اور دوڑنا محال ہے اللہ کے حق میں اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے قطع مسافت کو بلکہ مراد اس سے مجاز ہے سو قریب ہونا بندے کا اللہ سے ساتھ بندگی اس کی کے ہے اور ادا کرنے فرائض اور نوافل کے اور قریب ہونا اللہ کا بندے سے یہ ہے کہ اس پر رحمت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے چلنے اور دوڑنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو اس کی بندگی پر ثواب دیتا ہے یعنی میرا ثواب اس کی طرف جلدی آتا ہے اور نقل ہے طبری سے کہ یہ مثال ہے کم بندگی کی ساتھ بالشت کے اور ثواب کی ساتھ ہاتھ کے سو ٹھہرایا اس کو دلیل اوپر مبلغ کرامت اپنی کے اس کے واسطے جو اس کی بندگی پر مقیم ہو کہ اس کے عمل کا ثواب دونا ہے اور کہا ابن تین نے کہ مراد قریب ہونے سے قریب ہونا رتبے کا ہے اور بہت کرنا کرامت اور دوڑنا مراد ہے سرعت رحمت اس کی سے اس کی طرف اور راضی ہونا اللہ کا بندے سے اور دونا ثواب دینا اور صاحب مشارق نے کہا کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ اس حدیث میں آئی ہے جلدی قبول ہونا بندے کی توبہ کا ہے نزدیک اللہ کے یا آسان کرنا اس پر اپنی بندگی کا اور تمام ہدایت اس کی اور توفیق دینی اس کو اور کہا راغب نے کہ قریب ہونا بندے کا اللہ سے خاص کرنا ہے ساتھ بہت صفات کے کہ صحیح ہے کہ وصف کیا جائے ساتھ اس کے اللہ اگرچہ نہ ہوں اس حد پر کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ مانند حکمت اور علم اور حلم اور رحمت وغیرہ کے اور یہ رتبہ حاصل ہوتا ہے ساتھ دور کرنے معنوی گندگیوں کے جہل اور طیش اور غصے وغیرہ سے بقدر طاقت بندے کے اور یہ قرب روحانی ہے نہ بدنی اور یہی مراد ہے اس حدیث میں کہ جب بندہ مجھ سے ایک بالشت بھر نزدیک ہو تو میں ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہوں اور کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کا عمل قبول ہو جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ توفیق دی جاتی ہے اس عمل کو کہ اس کو اللہ سے قریب کرے اور کہا کرمانی نے کہ جب کہ قائم ہو چکی ہیں دلیلیں اوپر محال ہونے ان چیزوں کے اللہ کے حق میں تو واجب ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ جو قریب ہو مجھ سے ساتھ قلیل بندگی سے تو بدلا دیتا ہوں اس کو ساتھ بہت ثواب کے اور جس قدر بندگی زیادہ ہو اس قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہوں اور اگر ہو قریب ہونا اس کا مجھ سے ساتھ بندگی کے دوسرے طریق سے تو ہوتا ہے آنا میرا ساتھ ثواب کے جلدی کے طریق سے اور حاصل یہ ہے کہ ثواب راجح ہے عمل پر ساتھ طریق کیف اور کم کے اور لفظ قرب کا مجاز ہے یا استعارہ۔ (فتح)

٦٩٨٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

٦٩٨٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت وقت ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ ...

قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

مجھ سے بالشت بھر نزدیک ہوتو میں اس سے ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہوں اور جب مجھ سے ہاتھ بھر قریب ہوتو میں اس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور کہا معتمر نے الخ یعنی مراد ساتھ اس تعلیق کے بیان کرنا تصریح کا ہے ساتھ روایت کرنے کے بیچ اس کے اپنے رب سے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو مجھ سے ملے گا تمام زمین کے برابر گناہ لے کر بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں ان کو اس کے واسطے مغفرت ٹھہراؤں گا۔

٦٩٨٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.

٦٩٨٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے رب سے روایت کی یعنی یہ حدیث قدسی ہے کہ ہر عمل کے واسطے کفارہ ہے اور روزہ تو میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور البتہ روزے دار کی منہ کی بو زیادہ تر خوشبو دار ہے اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٦٩٨٥۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّهُ خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ.

٦٩٨٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز میں کہ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے کہا کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ کہے کہ میں بہتر ہوں حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے اور اس کو اس کے باپ کی طرف منسوب کیا۔

٦٩٨٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ

٦٩٨٦۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار تھے سورۂ فتح پڑھتے تھے یا کہا کہ سورۂ فتح سے پڑھتے تھے کہا سو

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلٰى نَاقَةٍ لَهُ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَّعَ فِيْهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِيَةُ يَحْكِيْ قِرَآئَةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَّجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ يَحْكِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ كَيْفَ كَانَ تَرْجِيْعُهُ قَالَ آ آ آ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

حضرت ﷺ نے اس میں ترجیع کی یعنی اول پست آواز سے اس کو پڑھا پھر بلند آواز سے کہا کہ پھر پڑھا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکایت کرتا تھا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت کی اور کہا کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو البتہ میں ترجیع سے پڑھتا جیسے ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے ترجیع کی حکایت کرتا تھا حضرت ﷺ سے تو میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کس طرح تھی ترجیع اس کی کہا اُ اُ اُ تین بار الف کو دراز کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک مثال ہے حضرت ﷺ کی قراءت کی اور مراد یہ ہے کہ الفاظ اور حروف کو تین تین بار دراز کر کے پڑھتے۔

فائدہ: ترجیع کی یعنی پھیری آواز حلق میں اور پکار کر پڑھا مکرر بعد آہستہ پڑھنے کے اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں جائز ہونا قراءت کا ہے ساتھ ترجیع کے اور خوش آوازی کے جو لذت دار ہو دلوں میں ساتھ خوب آواز کے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہ اگر اس کا نہ ہوتا الخ اشارت ہے طرف اس کی کہ ترجیع کے ساتھ قرآن پڑھنا جمع کرتا ہے لوگوں کے نفسوں کو طرف سننے اس کے کی یہاں کہ اس کے سننے سے دلوں کو صبر نہیں آتا یعنی اگر ترجیع اور خوش آوازی سے قرآن پڑھا جائے تو لوگوں کے نفسوں کو اس کے سننے کی کمال خواہش ہوتی ہے آدمی کا جی بغیر اس کے سننے کے نہیں رہ سکتا اور بیچ قول اس کے آ ساتھ مد ہمزہ کے دلالت ہے اس پر کہ حضرت ﷺ اپنی قراءت میں مد اور وقف کی رعایت کرتے تھے اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہو حکایت آواز حضرت ﷺ کے وقت ہلنے اونٹنی کے اس واسطے کہ جو بلند آواز سے پڑھتا ہو اس کی آواز سواری کے ہلنے کے وقت پست اور قطع ہو جاتی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ وجہ داخل ہونے حدیث ابن مغفل رضی اللہ عنہ کے کی اس باب میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قرآن کو بھی اللہ سے روایت کیا ہے اور کہا کرمانی نے کہ روایت رب سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن ہو یا غیر اس کا بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ اگرچہ متبادر وہ چیز ہے جو بلا واسطہ کے ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ تَفْسِيْرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

جائز ہے تفسیر کرنا توراۃ وغیرہ اللہ کی کتابوں کا عربی زبان وغیرہ میں

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبرانی وغیرہ میں اور ہر ایک کے واسطے وجہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کتاب مثلا عربی میں ہے جائز ہے تعبیر کرنا اس سے اور تفسیر کرنا عبرانی میں اور بالعکس اور کیا مقید ہے یہ ساتھ اس شخص کے جو

اس زبان کو نہ سمجھے یا نہیں اول قول اکثر کا ہے۔

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

یعنی واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر ہو تم سچے

فائدہ: اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ توراۃ عبرانی زبان میں ہے اور البتہ حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ عرب پر پڑھی جائے اور عرب کے لوگ عبرانی کو نہیں جانتے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ اس کو عربی میں تفسیر کرنا جائز ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ وَ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ اَلْآيَةَ.

ابوسفیان نے کہا کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا پھر حضرت ﷺ کو خط منگوایا اور اس کو پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے کا ہرقل کی طرف اور اے کتاب والو! آ جاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا جو بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ہرقل کی طرف عربی زبان میں خط لکھا اور ہرقل کی زبان رومی تھی سو اس میں اشعار ہے کہ حضرت ﷺ نے اعتماد کیا بیچ پہنچانے اس چیز کے کہ خط میں تھی اس شخص کو جو اس کا ترجمہ رومی زبان میں کرے تا کہ ہرقل اس کو سمجھے اور مترجم مذکورہ وہ ترجمان ہے یعنی جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرے۔ (فتح)

٦٩٨٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ﴾ اَلْآيَةَ.

٦٩٨٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب یعنی یہودی توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کی عربی میں تفسیر کرتے تھے اہل اسلام کے واسطے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ جھوٹا جانو ان کو اور کہو ہم نے مانا اللہ کو اور اس کو جو ہم پر اترا یعنی قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اترا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس نے کہا کہ جائز ہے پڑھنا قرآن کا فارسی میں اور تائید کی ہے اس کی ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کے اقوال کو قرآن کی زبان میں حکایت کیا اور وہ خاص عربی ہے اور وہ پیغمبر عربی نہ تھے ان کی زبان اور تھی اللہ نے ان کے قول کا مطلب قرآن میں نقل کیا اور تائید کی ہے ساتھ اس آیت کے ﴿لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ اور ڈرانا تو صرف اس چیز سے ہوتا ہے جس کو وہ سمجھیں اپنی زبان سے سو قراءت ہر زبان والوں کی اپنی زبان میں ہے تا کہ واقع ہو انذار ساتھ اس کے اور جس نے منع کیا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ انبیاء علیہم السلام نہیں بولے مگر ساتھ اس چیز کے جو اللہ نے ان سے قرآن میں حکایت کی ہم نے مانا لیکن جائز ہے کہ حکایت کرے اللہ تعالیٰ ان کے قول کو عربی زبان میں پھر عبادت ٹھہرائے ہمارے واسطے تلاوت اس کی اس چیز پر کہ اتاری پھر نقل کیا اختلاف کو بیچ جائز ہونے نماز اس شخص کے جو نماز میں فارسی زبان میں قرآن کو پڑھے اور جس نے جائز رکھا ہے اس کو وقت عاجز ہونے کے بغیر ممکن ہونے کے اور عام کیا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے تفصیل ہے سو اگر قاری عربی زبان میں تلاوت کرنے پر قادر ہو تو نہیں جائز ہے عدول کرنا اس سے اور نہیں کفایت کرتی ہے نماز اس کی اور اگر عاجز ہو عربی زبان میں تلاوت نہ کر سکتا ہو اور نماز سے باہر ہو تو نہیں منع ہے اس کو قراءت کرنا اپنی زبان میں اس واسطے کہ وہ معذور ہے اور اس کو حاجت ہے اس چیز کے یاد کرنے کی کہ واجب ہے اس پر فعل اس کا یا ترک اس کا اور اگر نماز کے اندر ہو تو حضرت ﷺ نے اس کا بدلہ ٹھہرایا ہے اور وہ ذکر ہے اور ہر کلمہ ذکر کا کہ نہ عاجز ہو اس کے بولنے سے جو عربی نہیں سو وہ اس کو کہے اور اس کو مکرر پڑھے تو کفایت کرتا ہے اس چیز سے کہ واجب ہے اس پر قراءت اس کی نماز میں یہاں تک کہ سیکھے بنا براس کے پس جو سلام میں داخل ہو یا داخل ہونے کا ارادہ کرے اور اس پر قرآن کو پڑھا جائے اور وہ اس کو نہ سمجھے تو نہیں ہے کچھ مضائقہ کہ قرآن کو اس کی زبان میں پڑھا جائے واسطے معلوم کروانے اس کے احکام کے اور تا کہ قائم ہو اس پر حجت اور بہر حال استدلال کرنا واسطے اس مسئلے کے اس حدیث سے اور وہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ جب اہل کتاب تم سے بیان کریں سو اگرچہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ ان کی زبان سے ہے سو احتمال ہے کہ عرب کی زبان میں ہو سو نہ ہو گی نص دلالت میں پھر مراد ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے اس باب میں نہیں ہے وہ جو مشغول ہوا ساتھ اس کے ابن بطال اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے یہ ہے جو بیہقی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر اہل کتاب سچ بولیں اس چیز میں کہ تفسیر کریں اپنی کتاب سے عربی میں تو ہو گا یہ اس چیز سے کہ اتاری گئی اوپر ان کے بطور تعبیر کے اس چیز سے کہ اتری اور کلام اللہ کا ایک ہی نہیں مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلافات لغات کے سو جس زبان سر پڑھا جائے سو وہ اللہ کا کلام ہے پھر با اسناد بیان کیا مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ یعنی اور جو اسلام لائے عجم وغیرھم سے کہا بیہقی نے اور کبھی نہیں پہچانتا عربی کو سو جب پہنچیں اس کو معنی اس کے اس کی زبان میں

تو وہ اس کے واسطے نذیر ہے۔ (فتح)

٦٩٨٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِّنَ الْيَهُودِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِلْيَهُودِ مَا تَصْنَعُونَ بِهِمَا قَالُوا نُسَخِّمُ وُجُوهَهُمَا وَنُخْزِيهِمَا قَالَ ﴿فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ فَجَآءُ وْا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِّمَّنْ يَّرْضَوْنَ يَا أَعْوَرُ اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى مَوْضِعٍ مِّنْهَا فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهِ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَإِذَا فِيهِ آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ عَلَيْهِمَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّا نُكَاتِمُهٗ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَأَيْتُهٗ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ.

٦٩٨٨ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت ﷺ کے پاس لائے گئے کہ البتہ انہوں نے زنا کیا تھا تو حضرت ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ تم دونوں کے ساتھ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم دونوں زانی کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو ذلیل کرتے ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو سو یہودی آئے سو انہوں نے ایک مرد سے کہا جس سے راضی تھے اے کانے پڑھ! سو اس نے پڑھا یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچا تو اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اچانک رجم کی آیت تھی چمکتی تھی تو اس نے کہا کہ اے محمد! دونوں زانی کے درمیان رجم ہے یعنی سنگسار کرنا لیکن ہم اس کو اپنے درمیان چھپاتے ہیں سو حضرت ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں سنگسار کیے گئے تو میں نے مرد کو دیکھا کہ عورت کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

فائدہ: تو انہوں نے ایک مرد سے کہا جس کو پسند کرتے تھے یعنی یہ چھپائے گا اور ہم اس کو چھپاتے ہیں یعنی رجم کی آیت کو اور اس حدیث کی شرح حدود میں گزر چکی ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ توراۃ وغیرہ کتب الٰہی کو عربی وغیرہ زبان میں تفسیر کرنا جائز ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ

باب ہے حضرت ﷺ کی اس حدیث کے بیان میں کہ قرآن کا خوب واقف پاک مکرم لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ جودت تلاوت کی ہے ساتھ حسن حفظ کے یعنی نہایت ضبط ہو کہ بلا تکلف اور بغیر ذکر کے پڑھتا جائے اور مراد سفر سے وہ فرشتے ہیں جو نقل کرتے ہیں لوح محفوظ سے اور کرام یعنی اللہ کے نزدیک مکرم ہیں اور بررہ یعنی گناہوں سے پاک اور کہا ہروی نے کہ مراد ساتھ مہارت قرآن کے جودت حفظ کی ہے اور جودت تلاوت کی بغیر تردد کے بیچ اس کے یعنی اس واسطے کہ اللہ نے اس کو اس پر آسان کیا ہے جیسا کہ اس کو فرشتوں

پر آسان کیا ہے سو ہوگا مثل ان کے حفظ اور درجے میں۔

وَزَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ یعنی اور قرآن کو خوش آوازی سے پڑھو

فائدہ: اور مقصود بخاری رحمہ اللہ کا ثابت کرنا اس کا ہے کہ تلاوت بندے کا فعل ہے داخل ہوتا ہے اس میں آراستہ کرنا اور خوش آوازی سے پڑھنا اور اس میں راگ کرنا اور کبھی اس کی ضد واقع ہوتی ہے اور یہ سب دال ہے مراد پر اور کہا ابن منیر نے کہ گمان کیا ہے ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی جواز قراءت قرآن کا ساتھ خوش آوازی کے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ غرض اس کی اشارہ کرنا ہے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزری وصف کرنے سے ساتھ تحسین کے اور ترجیع کے اور پست کرنے آواز کے اور بلند کرنے کے اور مقارنت احوال بشریہ کے مانند قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں قرآن پڑھا کرتا تھے اور حالانکہ مجھ کو حیض ہوتا سو یہ ثابت کرتا ہے اس کو کہ تلاوت فعل قاری کا ہے اور متصف ہوتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ موصوف ہوتے ہیں ساتھ اس کے افعال اور متعلق ہوتی ہے ساتھ ظروف زمانیہ ومکانیہ کے انتہی اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ خلق کی آواز اور قراءت مختلف ہے بعض احسن ہیں بعض سے اور زیادہ تر زینت دار اور شیریں تر اور صاف تر اور با مہارت اور دراز تر ہیں اور سوائے اس کے۔ (فتح)

٦٩٨٩۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ.

٦٩٨٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ نے کسی چیز کے واسطے اجازت نہیں دی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی خوش آوازی سے پکار کے قرآن پڑھنے کی۔

٦٩٩٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي

٦٩٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ بہتان باندھنے والوں نے اس کے حق میں کہا جو کہا اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا حدیث کا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں اپنے بستر پر لیٹ گئی اور میں اس وقت جانتی تھی کہ بے شک میں پاک دامن ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ مجھ کو پاک کرے گا لیکن مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاکی قرآن میں بیان کرے گا اور میرے حال میں قرآن اتارے گا جو قیامت

وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ يُبَرِّئُنِي وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَآءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا.

تک پڑھا جائے گا اور البتہ میرا حال اپنے دل میں حقیر تر تھا اس سے کہ اللہ میرے حق میں قرآن میں کلام کرے اور اللہ تعالیٰ نے یہ دس آیتیں اتاریں کہ جو لوگ یہ طوفان لائے آخر آیت تک، الآیۃ۔

فائدہ: کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو بیان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انذار اللہ کی طرف سے ہے اور لوگ اس کو پڑھتے ہیں۔ (فتح)

٦٩٩١۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ أُرَاهُ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَآءِ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَآءَةً مِّنْهُ.

۶۹۹۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عشاء کی نماز میں سورۂ والتین والزیتون پڑھتے تھے سو نہیں سنا میں نے کسی کو کہ زیادہ تر خوش آواز یا خوش قراءت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور مراد اس کی اس جگہ بیان کرنا اختلاف آوازوں کا ہے ساتھ قراءت کے خوش الحانی کی جہت سے۔ (فتح)

٦٩٩٢۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ جَآءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾.

۶۹۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے اور قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو برا کہتے اور اس کو جو اس کو لایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نہ پکار کے پڑھ اپنی نماز کو اور نہ چپکے پڑھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ بیان کرنا اختلاف آوازوں کا ہے ساتھ

پکارنے کے اور آہستہ پڑھنے کے۔

٦٩٩٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۹۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو بکریوں اور جنگل کو دوست رکھتا ہے سو جب تو اپنے بکریوں یا جنگل میں ہوا کرے تو نماز کے واسطے اذان دیا کر اور اپنی آواز کو اذان کے ساتھ بلند کیا کر اس واسطے کہ جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز سنے وہ اذان دینے والے کے واسطے قیامت کے دن گواہی دے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ بیان اختلاف آواز کا ہے ساتھ بلند کرنے اور پست کرنے کے۔ (فتح)

٦٩٩٤۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ.

۶۹۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو پڑھا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں ہوتا میرے حیض کی حالت میں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیان مراد کا ابن منیر کی کلام سے اور اس سے ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس باب میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾

قول اللہ تعالیٰ کا پڑھو جو آسان ہو قرآن سے

فائدہ: اور مراد ساتھ قراءت کے نماز اس واسطے کہ قراءت کا بعض رکن ہے۔

٦٩٩٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي

۶۹۹۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَآئِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ أَقُوْدُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَآئَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْ فَقَالَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

میں تو میں نے اس کی قراءت کی طرف کان لگایا تو اچانک میں نے سنا کہ وہ بہت حرفوں پر پڑھتا ہے جو حضرت ﷺ نے مجھ کونہیں پڑھائے یعنی اور طرح پڑھتا تھا اور مجھ کو اور طرح یاد تھا سو میں قریب تھا کہ میں نماز میں جھبوں تو میں نے زور سے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے اپنی چادر اس کے گلے میں ڈالی تو میں نے کہا کہ کس نے تجھ کو یہ سورت پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ تو اس نے کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ نے پڑھائی ہے تو میں نے کہا کہ تو جھوٹا ہے حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی برخلاف اس کے کہ تو نے پڑھی سو میں اس کو کھینچ کر حضرت ﷺ کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ میں نے اس کو سنا سورۂ فرقان پڑھتے بہت حرفوں پر کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے حضرت ﷺ نے فرمایا پڑھ اے ہشام! تو اس نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے سنی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھ اے عمر! میں نے وہ قراءت پڑھی جو حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا اسی طرح اتری بے شک یہ قرآن اتارا گیا ہے عرب کی سات بولیوں پر سو اس میں سے پڑھو جو تم کو آسان اور سہل معلوم ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل القرآن میں گزر چکی ہے اور ما تیسر منہ میں ضمیر قرآن کے واسطے ہے اور مراد ساتھ آسان ہونے کے حدیث میں اور ہے اور آیت میں اور ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ آسان ہونے کے آیت

میں بہ نسبت قلت اور کثرت کے ہے یعنی کم ہو یا زیادہ اور مراد ساتھ آسان ہونے کے حدیث میں بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ پڑھنے والے کو یاد ہو قرآن سے یعنی جو یاد ہو سو پڑھو سو اول باعتبار کمیت کے ہے یعنی جتنا پڑھنے اور دوسرا باعتبار کیفیت کے ہے یعنی جس طرح سے پڑھے اور مناسبت اس ترجمہ کی اور اس کی حدیثوں کی ساتھ پہلے بابوں کے فرق ہونے کی جہت سے ہے کیفیت میں اور اس جہت سے کہ قراءت کو قاری کی طرف منسوب کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ يُقَالُ مُيَسَّرٌ مُهَيَّأٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَّا قِرَآئَتَهٗ عَلَيْكَ وَقَالَ مَطَرٌ الْوَرَّاقُ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ قَالَ هَلْ مِنْ طَالِبِ عِلْمٍ فَيُعَانَ عَلَيْهِ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور البتہ آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے سمجھنے کے سو کیا کوئی ہے نصیحت قبول کرنے والا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کو وہی کام آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا اور میسر کے معنی ہیں سامان کیا گیا اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں یسرنا القرآن بلسانک یعنی آسان کیا ہم نے اس کی قراءت کو تجھ پر۔

فائدہ: مراد ساتھ ذکر کرنے اذکار اور نصیحت قبول کرنی ہے اور بعض نے کہا کہ حفظ اور کہا ابن بطال نے کہ تیسیر قرآن کی سہل کرنا اس کا ہے قاری کی زبان پر تا کہ اس کے پڑھنے کی طرف جلدی کرے سو اکثر اوقات اس کی زبان میں سبقت کرتی ہے سو ایک کلمے کو حذف کرتا ہے واسطے حرص کرنے کے مابعد پر اور بیچ داخل ہونے اس کے مراد میں نظر ہے۔ (فتح)

٦٩٩٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ يَزِيْدُ حَدَّثَنِيْ مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْمَا يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ.

٦٩٩٦۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کس چیز میں عمل کرتے ہیں عمل کرنے والے یعنی عمل کرنے کا کیا فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے پیدا کیا گیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ حاصل کلام کا یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تقدیر میں سب کچھ لکھا گیا ہے تو تقدیر کے سامنے عمل کرنا بے فائدہ ہے ہم مشقت عمل میں کیوں کریں اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ جس چیز کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اس کا کرنا اس کو آسان معلوم ہوگا اور جب آسان ہوا تو پھر مشقت نہیں اور کہا خطابی نے کہ انہوں نے چاہا کہ عمل چھوڑ دینے کے واسطے تقدیر کو حجت ٹھہرائیں تو

حضرت ﷺ نے ان کو خبر دی کہ اس جگہ دو امر ہیں ایک دوسرے سے باطل نہیں ہوتا ایک باطن ہے اور وہ وہ چیز ہے کہ جس کو حکم ربوبیت نے چاہا اور ایک ظاہر ہے اور وہ طریق لازم ہے عبودیت کو اور وہ نشانی اور علامت ہے عاقبت کی سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ دنیا میں عمل کرنے کا اثر آخرت میں ظاہر ہوگا اور یہ کہ ظاہر کو باطن کے واسطے ترک نہ کیا جائے میں کہتا ہوں اور مناسبت اس باب کی پہلے بابوں سے مشترک ہونے کی جہت سے ہے لفظ تیسیر میں اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں بیچ باب **کلام اللہ مع اہل الجنة** کے کہ اللہ نے بہشتیوں سے کہا کہ کیا تم راضی ہوئے اور فرمایا کیا نہ دوں تم کو افضل چیز اور فرمایا کہ میں نے تم پر اپنی رضامندی اُتاری تو یہ سب دلالت کرتا ہے کہ اللہ نے ان سے کلام کیا اور کلام اس کا قدیم اور ازلی ہے آسان کیا گیا عرب کی زبان میں اور اس کی کیفیت میں نظر کرنا منع ہے اور نہیں قائل ہوئے ہم ساتھ حلول کے محدث میں اور وہ حروف ہیں اور نہ یہ کہ وہ اس پر دلالت کرتا ہے اور نہیں ہے موجود بلکہ ایمان لانا ساتھ اس کے کہ وہ اتارا گیا ہے حق ہے آسان کیا گیا ہے ساتھ زبان عرب کے۔ (فتح)

٦٩٩٧۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَیْدَةَ عَنْ أَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِیْ جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُوْدًا فَجَعَلَ یَنْكُتُ فِی الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا أَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّیَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰی وَاتَّقٰی﴾ اَلْاٰیَةَ.

٦٩٩٧۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک جنازے میں تھے سو حضرت ﷺ نے ایک لکڑی لی تو اس سے زمین کھودنے لگے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں مگر کہ اس کا مکان دوزخ یا بہشت سے لکھ دیا گیا ہے اصحاب نے کہا کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ سو ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے سو بہرحال جس نے دیا اور تقویٰ کیا، الایۃ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴾

قول اللہ تعالیٰ کا بلکہ وہ قرآن ہے بڑی شان والا لکھا گیا ہے لوح محفوظ میں تختی میں جس کی نگہبانی کی گئی

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس کے بعد کہ ذکر کیا اس آیت کو اور جو اس کے بعد ہے کہ البتہ ذکر کیا ہے اللہ نے کہ قرآن یاد کیا جاتا ہے اور لکھا جاتا ہے اور قرآن جو دلوں میں محفوظ ہے کاغذوں میں لکھا گیا ہے زبانوں سے پڑھا گیا ہے کلام اللہ کا ہے نہیں ہے پیدا گیا گیا اور بہرحال سیاہی اور ورق اور جلد سو وہ مخلوق ہے۔ (فتح)

﴿وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوْبٌ ﴿يَسْطُرُوْنَ﴾ يَخُطُّوْنَ ﴿فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةِ الْكِتَابِ وَأَصْلِهِ ﴿مَا يَلْفِظُ﴾ مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ ﴿يُحَرِّفُوْنَ﴾ يُزِيْلُوْنَ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِّنْ كُتُبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهُ يَتَأَوَّلُوْنَهُ عَلٰى غَيْرِ تَأْوِيْلِهِ دِرَاسَتُهُمْ تِلَاوَتُهُمْ.

اللہ نے فرمایا اور قسم ہے کوہِ طور کی اور کتاب لکھی گئی کی کہا قتادہ نے مسطور کے معنی ہیں لکھی گئی اور یسطرون کے معنی ہیں لکھتے ہیں یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ اور ام الکتاب کے معنی ہیں بیچ جملے کتاب کے اور اس کی اصل کے یعنی یہ تمام ام الکتاب میں ہے ناسخ اور منسوخ اور جو لکھا جاتا ہے اور جو بدلا جاتا ہے اور مایلفظ کے معنی ہیں کہ نہیں کلام کرتا ہے کچھ مگر کہ اس کو اس پر لکھتا ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لکھتا ہے نیکی اور بدی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ اور یحرفون کے معنی ہیں دور کرتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں کہ دور کرے کوئی لفظ کتاب کا اللہ کی کتاب میں سے لیکن وہ اس کی تحریف کرتے ہیں اس کی تاویل کرتے ہیں برخلاف اس کے معنی کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ یہ ایک قول ہے دو قول میں سے اس کی تفسیر میں اور یہ مختار ہے بخاری کا اور البتہ تفسیر کیا ہے ہمارے بہت اصحاب نے ساتھ اس کے کہ یہود اور نصاریٰ نے توراۃ اور انجیل کو بدل ڈالا بنا بر اس کے پس انہوں نے جائز رکھا ہے توراۃ اور انجیل کے ورقوں کا ذلیل کرنا اور یہ صریح ہے اس میں کہ قو اس کا لیس احدا الخ بخاری رحمہ اللہ کا کلام ہے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کا بقیہ ہو اس آیت کی تفسیر میں اور کہا بعض متاخرین شارحین نے کہ اختلاف ہے اس مسئلے میں کئی قول پر ایک یہ کہ توراۃ انجیل سب محرف ہے اور سب بدلے گئے ہیں اور یہ مقتضی اس قول کا ہے جو محکی ہے کہ جائز ہے ذلیل کرنا ان کے ورقوں کا اور یہ زیادتی ہے اور لائق ہے حمل کرنا اطلاق کا اکثر پر یعنی اکثر توراۃ اور انجیل تحریف کی گئی ہے ورنہ یہ مکابرہ ہے اور آیتیں اور حدیثیں بہت ہیں اس میں کہ باقی ہیں ان میں بہت چیزیں جو بدل اور محرف نہیں ہوئیں ان میں ایک یہ قول اللہ کا ہے ﴿الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهُ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ﴾ اور ان میں سے ہے آیت رجم کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ کا ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ دوسرا قول یہ ہے کہ بدلنا ان میں واقع ہوا ہے لیکن اکثر میں اور اس کے دلائل بہت ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ واقع ہوا ہے بدلنا تھوڑی آیتوں

میں اور ان میں سے اور کثر آیتیں اپنے حال پر ہیں بدستور ہیں اور تائید کی ہے اس کی ابن تیمیہ نے بیچ کتاب الرد الصحیح علی من بدل دین المسیح چوتھا قول یہ ہے کہ تبدیل اور تغیر تو معانی میں واقع ہوئی ہے نہ لفظوں میں اور یہی ہے مذکور اس جگہ اور تحریف معنوی سے انکار نہیں ہوسکتا بلکہ وہ ان کے نزدیک بہت ہے اور اختلاف تو فقط تحریف لفظی میں ہے اور البتہ توراۃ اور انجیل میں ایسی چیزیں بھی موجود ہیں کہ نہیں جائز ہے ہونا ان کا ساتھ ان لفظوں کے اللہ کے نزدیک جیسا کہ توراۃ کے اول فصل میں ہے کہ لوط علیہ السلام کی دونوں بیٹیوں نے اپنے باپ لوط کو شراب پلائی تو لوط نے ان سے زنا کیا سو وہ دونوں اپنے باپ لوط سے حاملہ ہوئیں اور اسی قسم کی اور بھی بہت چیزیں ان میں موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں توراۃ کا ایک ورق دیکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو کچھ مجال نہ تھی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہ کے واسطے ہے نہ واسطے تحریم کے اور اولیٰ اس مسئلے میں فرق کرنا ہے کہ جو ایمان میں پکا نہ ہو اس کو توراۃ اور انجیل پر نظر کرنا جائز نہیں اور جو ایمان میں پکا ہو اس کو ان میں دیکھنا جائز ہے خاص کر وقت حاجت کے طرف رد کرنے مخالف پر اور قدیم زمانے سے علماء اسلام یہودیوں کے الزام دینے کے واسطے توراۃ سے نقل کرتے آئے ہیں اور اگر ان کا یہ اعتقاد نہ ہوتا کہ توراۃ اور انجیل کا دیکھنا اور مطالعہ کرنا جائز ہے تو اس کو نہ کرتے اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ تحریف کرتے ہیں مراد کو ساتھ کسی تاویل کے جیسے مثلاً کلمہ عبرانی میں ہو دو معنوں کا احتمال رکھتا ہو قریب کا اور بعید کا اور مراد قریب معنی ہوں تو وہ حمل کرتے ہیں اس کو بعید پر۔ (فتح)

﴿وَاعِيَةٌ﴾ حَافِظَةٌ ﴿وَتَعِيَهَا﴾ تَحْفَظُهَا ﴿وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ﴾ يَعْنِي أَهْلَ مَكَّةَ ﴿وَمَنْ بَلَغَ﴾ هٰذَا الْقُرْآنُ فَهُوَ لَهُ نَذِيرٌ.

یعنی دراستھم کے معنی ہیں ان کی تلاوت اللہ کے اس قول میں ﴿وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِيْنَ﴾ اور تعیھا کے معنی ہیں یاد رکھیں اور تعیھا کے معنی ہیں یاد رکھیں اس کو اور بھیجا گیا طرف میری یہ قرآن تا کہ تم کو اس سے ڈراؤں یعنی اہل مکہ کو اور جس کو یہ قرآن پہنچے تو وہ اس کے واسطے نذیر ہے۔

فائدہ: اور روایت کی ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد کے جہمیہ پر کہ اصحاب جہم پر اس آیت سے زیادہ تر سخت کوئی چیز نہیں اس واسطے کہ جس کو یہ قرآن پہنچا تو گویا کہ اس نے اس کو اللہ سے سنا۔

٦٩٩٨ - و قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ بْنُ خَيَّاطٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۹۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنے پاس لکھ رکھا کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غضب سے اور وہ لکھا ہوا

وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.

ہے اللہ کے پاس عرش پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری اور غرض اس سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ لوح محفوظ عرش پر ہے۔

٦٩٩٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ غَالِبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ إِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.

٦٩٩٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نے ایک نوشتہ لکھا خلق کے پیدا کرنے سے پہلے کہ البتہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے سو وہ لکھا گیا ہے نزدیک اس کے عرش پر۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾.

اور اللہ نے پیدا کیا ہے تم کو اور جو تم عمل کرتے ہو

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس ترجمہ کے ثابت کرنا اس کا ہے کہ بندوں کے افعال اور اقوال اللہ کے مخلوق ہیں یعنی ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور فرق کیا درمیان امر کے ساتھ قول اس کے کن اور درمیان خلق کے ساتھ قول اللہ کے ﴿اَلشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ﴾ سو ٹھہرایا امر کو غیر پیدا کرنے کا اور تسخیر ان کی جو دلالت کرتی ہے ان کے پیدا کرنے پر وہ تو اس کے امر سے ہے پھر بیان کیا کہ بولنا آدمی کا ساتھ ایمان کے عمل ہے اس کے عملوں سے جیسا کہ ذکر کیا عبدالقیس کے قصے میں کہ انہوں نے وہ عمل پوچھا جو ان کو بہشت میں داخل کرے سو ان کو حکم کیا ساتھ ایمان کے اور تفسیر کیا اس کو ساتھ شہادت کے اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ ہی نے تم کو سوار کیا رد ہے قدریہ پر جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے افعال کے خالق ہیں۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

بے شک ہم نے پیدا کیا ہے ہر چیز کو اندازے سے

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ تقدیر یہ ہے کہ پیدا کیا ہم نے ہر چیز کو اندازے سے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہو اللہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے دوسری آیت میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو

اور جو تم عمل کرتے ہو تو یہ ظاہر ہے بیچ نسبت عمل کے طرف بندے کے سو مشکل ہوگا اول پر یعنی دوسری آیت سے معلوم ہوا ہے کہ ہر چیز کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور جواب دیا ہے کہ عمل اس جگہ ساتھ معنی پیدا کرنے کے نہیں بلکہ وہ کسب ہے جو بندے کی طرف منسوب ہوتا ہے جس جگہ کہ ثابت کیا ہے اس کے واسطے اس میں فعل اور منسوب ہوتا ہے طرف اللہ کی اس اعتبار سے کہ اس کا وجود سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی قدرت کی تاثیر سے ہے اور اس کے واسطے دو جہتیں ہیں ایک جہت قدر کی نفی کرنی ہے اور ایک جہت جبر کی نفی کرنی ہے سو اس کی نسبت اللہ کی طرف حقیقی ہے اور بندے کی طرف باعتبار عادت کے ہے اور وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر امر اور نہی اور فعل اور ترک سو جو نسبت کیا جاتا ہے افعال عباد سے طرف اللہ تعالیٰ کی وہ باعتبار تاثیر قدرت اس کی کے ہے اور اس کو خلق یعنی پیدا کرنا کہا جاتا ہے اور جو بندے کی طرف منسوب ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی تقدیر سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو کسب کہا جاتا ہے اور واقع ہوتی ہے اس پر مدح اور مذمت جیسے کہ بدصورت مذمت کیا جاتا ہے اور خوبصورت مدح کیا جاتا ہے اور بہر حال ثواب اور عقاب سو وہ علامت ہے اور بندہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ملک سے کرتا ہے اللہ بیچ اس کے جو چاہتا ہے اور کہا معتزلہ نے کہ مراد ما تعملوں سے بت ہیں جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو یعنی اللہ نے پیدا کیا تم کو اور بتوں کو اور اتفاق ہے سب عقلاء کا اس پر کہ افعال بندوں کے نہیں متعلق ہوتے ہیں جوہر اور جسم سے سو نہیں کہا جاتا کہ میں نے عمل کیا پہاڑ کو یا درخت کو سو جب کہا جائے کہ اس کا عمل مجھ کو خوش لگا تو اس کے معنی ہیں حدث اور یہ نہیں صحیح ہے مگر جب کہ مصدریہ ہو اور یہ قول اہل سنت کا ہے اور نہیں صحیح ہے قول معتزلہ کا کہ وہ موصولہ ہے اور کہا بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں اللہ نے فرمایا ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ یعنی اللہ یہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا سو داخل ہوئیں اس میں اعیان اور افعال خیر سے اور بدی سے اور اللہ نے فرمایا ﴿اَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ سو اللہ تعالیٰ نے نفی کی یعنی اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں اور نفی کی کہ اس کے سوائے کوئی چیز مخلوق نہ ہو سو اگر بندوں کے افعال اور کام اللہ کی پیدائش نہ ہوتے تو اللہ بعض چیزوں کا خالق ہوتا نہ خالق ہر چیز کا اور یہ برخلاف آیت کے ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ افعال اکثر ہیں اعیان سے سو اگر اللہ تعالیٰ اعیان کا خالق ہوتا اور آدمی افعال کے خالق ہوتے تو بندوں کی مخلوقات اللہ کی مخلوقات سے زیادہ ہوتی اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے عملوں کو اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ نے بدی کو پیدا نہیں کیا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے دور کرنا اور پاک کرنا اللہ کا ہے بدی کے پیدا کرنے سے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو پیدا کیا اور وہ سب کا سب شر ہے اور اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ سو اللہ نے ثابت کیا کہ اس نے بدی کو پیدا کیا ہے اور کہا فخر رازی نے تفسیر کبیر میں

وتعملون اے عملکم اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں واسطے اللہ کے اور کسب کیے گئے ہیں واسطے بندوں کے کہ ثابت کیا ان کے واسطے عمل سو باطل کیا اس آیت سے مذہب جبریہ اور قدریہ کا اور البتہ ترجیح دی ہے بعض علماء نے اس کے مصدریہ ہونے کو اس واسطے کہ نہیں پوجتے تھے وہ بتوں کو مگر اپنے عمل کے واسطے نہ واسطے ذات اور جسم بت کے نہیں تو بتوں کو عمل سے پہلے پوجتے تو گویا کہ انہوں نے عمل کو پوجا سو انکار کیا ان پر منحوت چیز کے پوجنے سے جو عمل مخلوق سے جدا نہیں ہوتے اور کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہ ہم نہیں مانتے کہ ما موصولہ ہے لیکن نہیں حجت ہے اس میں معتزلوں کے واسطے اس واسطے کہ کہ جو اللہ نے فرمایا ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ﴾ یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا تو داخل ہے اس میں ذات ان کی اور صفتیں ان کی بنا بر اس کے جب تقدیر یہ ہوئی کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور پیدا کیا اس چیز کو جو تم عمل کرتے ہو اور اگر مراد پیدا کرنا بتوں کا ہے پہلے کھودنے سے تو لازم آئے گا کہ معمول مخلوق نہ ہو اور یہ باطل ہے پس ثابت ہوا کہ مراد پیدا کرنا ان کا ہے شکل بنانے سے پہلے اور پیچھے اور یہ کہ اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے تصویر سے پس ثابت ہوا کہ اس نے پیدا کیا ہے اس چیز کو کہ پیدا ہوا ان کے فعل سے سو آیت میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے بندوں کے افعال کو جو قائم ہیں ساتھ ان کے اور جو پیدا ہوں گے فعل سے اور کہا بیہقی نے کہ اللہ نے فرمایا ﴿خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ سو اللہ نے اپنی مدح کی ساتھ اس کے کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ساتھ اس کے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے سو جس طرح کہ اس کے علم سے کوئی چیز نہیں نکلتی اسی طرح اس کے پیدا کرنے سے کوئی چیز نہیں نکلتی اور اللہ نے فرمایا ﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ سو خبر دی اللہ نے کہ اللہ ہی نے ان کی بات پیدا کی ظاہر ہو یا چھپی اس واسطے کہ وہ سب کو جانتا ہے پس ثابت ہوا کہ بندوں کے سب افعال اور اقوال نیک اور بد اللہ کے پیدا کرنے سے ہیں۔ (فتح)

فصل: حجت پکڑی ہے بعض بدعتیوں نے ساتھ قول اللہ کے خالق کل شیء اس پر کہ قرآن مخلوق ہے اس واسطے کہ وہ بھی شے ہے اور جواب اس کا یہ ہے قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ اس کی صفت ہے سو جس طرح کہ نہیں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بیچ کل شی اتفاقا پس اسی طرح اس کی صفات بھی اس کے عموم میں داخل نہیں اور اس کی نظیر قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ سو جس طرح کہ نہیں داخل ہوتا ہے نفس اللہ کا اس عموم میں پس اسی طرح نہیں داخل ہوتا ہے قرآن۔ (فتح)

وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

یعنی اور کہا جائے گا تصویر بنانے والوں سے کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا یعنی اللہ فرمائے گا یا فرشتہ اس کے حکم سے اور یہ لفظ حدیث کا ہے جو موصول ہے باب میں

ویقال لهم سو ظاہر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرجع ضمیر کا۔

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر بلند ہوا عرش پر یہاں تک کہ فرمایا کہ خبردار ہو اسی کے واسطے ہے خلق اور امر بابرکت ہے اللہ صاحب سارے جہان کا۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے یہاں یہی قول ہے الا له الخلق پس صحیح ہوگا ساتھ اس کے قول اللہ تعالیٰ کا خالق کل شیء اسی واسطے اس کے بعد ابن عیینہ کے قول کو لایا۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ بیان کیا ہے اللہ نے یعنی جدا کیا ہے خلق کو امر سے واسطے قول اس کے کہ خبردار ہو اسی کے واسطے ہے خلق اور امر۔

فائدہ: روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عیینہ سے کہ مراد خلق سے اس آیت میں مخلوقات ہیں اور مراد امر سے کلام ہے اور کسی نے ابن عیینہ سے پوچھا کہ قرآن مخلوق ہے یعنی پیدا کیا گیا ہے تو اس نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے الا له الخلق والامر کیا نہیں دیکھا تو نے کس طرح فرق کیا ہے اللہ نے درمیان خلق اور امر کے پس امر اس کا کلام ہے سو اگر اس کا کلام مخلوق ہوتا تو اس میں فرق نہ کرتا کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے پیدا کیا اللہ نے خلق کو اپنے امر سے واسطے دلیل اس آیت کے للہ الامر من قبل ومن بعد اور واسطے اللہ کے قول انما قولنا لشیء اذا اردناہ ان نقول له کن فیکون اور متواتر ثابت ہو چکی ہیں حدیثیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور اللہ کا امر اس کی مخلوقات سے پہلے ہے اور نہیں ذکر کیا گیا کسی ایک سے مہاجرین اور انصار سے اور تابعین سے خلاف اس کا اور انہیں لوگوں نے ادا کیا ہے ہماری طرف قرآن اور سنت کو قرن بعد قرن کے اور نہ تھا درمیان کسی کے اہل علم میں سے بیچ اس کے خلاف مالک اور ثوری وغیرہ فقہاء شہروں کے زمانے تک اور اسی پر گزرے ہیں جن کو ہم نے پایا علماء حرمین اور عراق اور شام اور مصر اور خراسان سے اور بعض نے کہا کہ لفظ امر وارد ہوتا ہے واسطے معنوں کے ایک طلب ہے اور ایک حکم اور ایک حال اور شان اور ایک مامور اور کہا راغب نے لفظ امر کا عام ہے واسطے سب افعال اور اقوال کے اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا والیه یرجع الامر کله اور معروف آیت کی تفسیر میں وہ چیز ہے جو منقول ہے ابن عیینہ سے اور بنا بر تفسیر راغب کے ہے ہوگا عطف خاص کا عام پر اور بعض مفسروں نے کہا کہ مراد خلق سے دنیا ہے اور جو کچھ کہ اس

میں ہے اور مراد اس امر سے آخرت ہے اور جو اس میں ہے۔ (فتح)

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيْمَانَ عَمَلًا قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ وَقَالَ ﴿جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ وَالشَّهَادَةِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ عَمَلًا.

اور نام رکھا حضرت ﷺ نے ایمان کا عمل یعنی جیسا کہ کتاب الایمان میں گزر چکا ہے اور کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ پوچھے گئے کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ماننا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ نے فرمایا بدلہ اس چیز کا کہ عمل کرتے تھے (یعنی ایمان اور نماز وغیرہ عبادتوں سے) سو نام رکھا ایمان کا عمل کہ اس کو عملوں کے جملے میں داخل کیا اور کہا عبدالقیس کے ایلچیوں نے کہ ہم کو چند احکام دین کے بتلایئے کہ اگر ہم ان کے ساتھ عمل کریں تو بہشت میں داخل ہو جائیں سو حکم کیا ان کو ایمان لانے کا ساتھ اللہ کے اور شہادت کے اور قائم کرنے نماز کے اور دینے زکوٰۃ کے سو ان سب کو عمل ٹھہرایا۔

۷۰۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جُرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَإِخَآءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ كَأَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ إِلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهٗ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ لَا آكُلُهٗ فَقَالَ هَلُمَّ فَلَأُحَدِّثْكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّيْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ قَالَ وَاللّٰهِ لَا

۷۰۰۰۔ حضرت زہدم سے روایت ہے کہ اس جرم کے قوم اور اشعری لوگوں کے درمیان دوستی اور برداری تھی سو ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو ان کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا اور آپ کے پاس ایک مرد تھا بنی تیم میں سے جیسے ہو آزاد شدہ غلاموں سے تھا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا تو اس نے کہا میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا تو میں نے اس کو مکروہ جانا تو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا سو البتہ میں تجھ کو حدیث بیان کرتا ہوں اس حکم سے کہ ہم چند اشعری لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ سے سواری مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں ہے پھر حضرت ﷺ

أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِیْ مَا أَحْمِلُكُمْ فَأُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰی ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَهٗ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهٗ فَقَالَ لَسْتُ أَنَا أَحْمِلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰی غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا۔

کے پاس سواری کے اونٹ آئے سو ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ سو حضرت ﷺ نے حکم کیا ہمارے واسطے ساتھ پانچ اونٹ بلند کوہان والوں کے پھر ہم چلے ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل پایا قسم ہے اللہ کی ہم کبھی مراد نہیں پائیں گے سو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو ہم نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ لاتا ہوں اس کو جو اس سے بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے نسبت کرنا سواری کا ہے طرف اللہ کی اللہ نے تم کو سواری دی اگرچہ ہاتھ سے حضرت ﷺ نے دی تھی پس وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾۔ (فتح)

۷۰۰۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُّضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِیْ أَشْهُرٍ حُرُمٍ فَمُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ إِلَيْهَا مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ

۷۰۰۱۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میرے پاس ایک ٹھلیا ہے کہ میں اس میں چھوہارے بھگوتا ہوں پھر اس کو شیریں پیتا ہوں اگر میں اس سے زیادہ پی کر لوگوں کے ساتھ بیٹھوں تو ڈرتا ہوں کہ رسوا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اور حضرت ﷺ کے درمیان مشرکین مضر ہیں یعنی جو ہم کو حضرت ﷺ کے پاس آنے سے مانع ہوتے ہیں اور ہم نہیں پہنچتے آپ کے پاس مگر ادب کے مہینوں میں سو ہم کو دین کے چند احکام

وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ آمُرُكُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَتُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالظُّرُوْفِ الْمُزَفَّتَةِ وَالْحَنْتَمَةِ.

فرمایے کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہشت میں جائیں اور اپنے پچھلوں کو ان کی طرف بلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے میں تم کو حکم کرتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا اور کیا تم جانتے ہو کیا چیز ہے ایمان لانا ساتھ اللہ کے گواہی دینا اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے دو اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے نہ پیو کدو میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور روغنی رال والے برتنوں سے اور سبز گھڑے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاشربہ میں گزری اور یہ اشکال جو وارد ہوتا ہے کہ ایمان کو بدنی عملوں کے ساتھ تفسیر کیوں کیا باوجود اس کے کہ اس کے بعض طریقوں میں روزے اور حج کا بھی ذکر آ چکا ہے۔ (فتح)

٧٠٠٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

۷۰۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

٧٠٠٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

۷۰۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

٧٠٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا

۷۰۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً أَوْ شَعِيْرَةً.

سے کون بڑا ظالم ہے جو قصد کرے کہ بنائے تصویر کو میری طرح تو چاہیے کہ ایک ذرہ بنائیں یا ایک دانہ پیدا کریں یا ایک جو بنائیں۔

فائدہ: منسوب کیا گیا ہے پیدا کرنا طرف ان کی بطورِ استہزاء کے یا تشبیہ کے صورت میں فقط اور یہ کہ جو کہا تو چاہیے کہ ایک ذرہ بنادیں یا ایک جو تو یہ امر ہے ساتھ معنی تعجیز کے اور وہ بطور ترقی کرنے کے ہے حقارت میں یا تنزل کے الزام میں اور مراد ساتھ ذرہ کے اگر چیونٹی ہے تو وہ عذاب کرنا ان کا ہے اور عاجز کرنا ان کا ساتھ پیدا کرنے حیوان کے کبھی اور ساتھ پیدا کرنے بے جان کے کبھی اور اگر ساتھ معنی غبار کے ہے تو وہ عاجز کرنا ان کا ہے ساتھ پیدا کرنے اس چیز کے کہ اس کے واسطے جرم محسوس نہیں کبھی اور ساتھ اس کے کہ اس کے واسطے جرم ہے کبھی اور کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت کی پیدا کرنے کی طرف ان کی واسطے تقریع اور تبکیت کے یعنی اللہ نے ان کولا جواب کیا ساتھ اس کے کہ جب تم نے تصویر بنانے میں اللہ کی مخلوقات کی مشابہت کی تو اس کو زندہ کرو جیسا کہ اس نے زندہ کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے...... کہ مناسبت ذکر حدیث مصورین کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ جو گمان کرے کہ وہ اپنے فعل کو آپ پیدا کرتا ہے اگر اس کا دعویٰ صحیح ہوتا تو البتہ نہ واقع ہوتا انکار ان تصویروں کے بنانے والوں پر اور جب کہ ہوا حکم ان کا ساتھ پھونکنے روح کے اس چیز میں جو انہوں نے تصویر بنائی اور نسبت کرنا ان کی طرف پیدا کرنے کو بطورِ استہزاء کے تو دلالت کی اس نے اوپر فاسد ہونے قول اس شخص کے جو اپنے فعل کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے بطورِ استقلال کے والعلم عند اللہ کہا کرمانی نے کہ شاید غرض بخاری رحمہ اللہ کی بیچ تکثیر اس نوع کے باب وغیرہ میں بیان جواز اس چیز کا ہے جو اس سے منقول ہے کہ اس نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے اگر صحیح ہو یہ قول اس سے میں کہتا ہوں البتہ اس سے صحیح ہو چکا ہے کہ وہ بیزار رہا اس اطلاق سے سو اس نے کہا کہ جو مجھ سے نقل کرے میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق تو وہ جھوٹا ہے میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ بندوں کے افعال اور کام مخلوق ہیں۔ (فتح)

بَابُ قِرَآئَةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لَا تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ.

قراءت فاجر اور منافق کی اور ان کی آواز اور تلاوت ان کی گلوں سے نہیں اترتی

فائدہ: اور مراد فاجر سے منافق ہے اس واسطے کہ وہ حدیث میں مومن کے مقابلے میں واقع ہوا ہے اور احتمال ہے کہ تنویع کے واسطے ہو اور فاجر عام تر ہے منافق سے پس ہوگا یہ عطف خاص کا عام پر۔

۷۰۰۵۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ

۷۰۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَرِیْحُهَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ کَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَلَا رِیْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِیْحَ لَهَا.

نے فرمایا کہ اس ایمان دار کی مثال جو قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی سنگترے کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی ہے اور اس کا مزہ بھی اچھا ہے اور اس ایمان دار کی مثال جو قرآن نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس فاجر کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے ہے نیاز بو کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی اور اس کا مزہ کڑوا اور اس فاجر کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا اندر رائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ بھی کڑوا ہے۔

فائدہ: اور مطابقت اس کی ترجمہ کے واسطے ظاہر ہے اور مناسبت اس کی پہلے بابوں سے اس جہت سے ہے کہ تلاوت متفاوت ہے ساتھ تفاوت تالی کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ عمل اس کا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ باب کے معنی یہ ہیں کہ قراءت فاجر اور منافق کی نہیں بلند ہوتی ہے طرف اللہ کی اور نہیں پاک ہوتی ہے نزدیک اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پاک ہوتی ہے نزدیک اللہ کے جس سے اس کی رضا مندی مقصود ہو اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ ریحانہ کے جب کہ نہ نفع اٹھایا اس نے ساتھ برکت قرآن کے اور نہ مراد کو پہنچا ساتھ شیرینی اجر اس کے سو نہ تجاوز کیا بو نے آواز کی جگہ سے اور وہ حلق ہے اور نہ پہنچی دل کو اور یہ وہی لوگ ہیں جو نکل جائیں گے دین سے۔ (فتح)

۷۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ح و حَدَّثَنِیْ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِیْ یَحْیَی بْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْکُهَّانِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَیْسُوْا بِشَیْءٍ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ یُحَدِّثُوْنَ بِالشَّیْءِ یَکُوْنُ حَقًّا قَالَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْکَلِمَةُ

۷۰۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کچھ چیز نہیں یعنی کاہن جھوٹے اور بے حقیقت ہیں تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کاہن لوگ کبھی ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچ پاتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سچ بات کو جن فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے آواز مرغ کی تو وہ اس میں سو زیادہ جھوٹ ملاتے ہیں۔

مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے واسطے مشابہت کاہن کے ہے ساتھ منافق کے اس واسطے کہ نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے کاہن واسطے غلبے جھوٹ کے اوپر اس کے اور واسطے فساد وحال اس کے جیسا کہ منافق نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ قراءت اپنی کے واسطے فاسد ہونے عقیدے اس کے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ بولنا منافق کا ساتھ قرآن کے اس کی مثل ہے اور بولتا ہے ساتھ اس کے ایماندار سو مختلف ہوتی ہے تلاوت دونوں کی اور متلو ایک چیز ہے سو اگر ہوتا متلو عین تلاوت کا تو نہ واقع ہوتی اس میں مخالفت اور اسی طرح ہے حال کاہن کا بیچ بولنے اس کے ساتھ کلمے کے وحی سے کہ خبر دیتا ہے اس کو ساتھ اس کے جن جو لے بھاگتا ہے فرشتے سے اور بولنا جن کا ساتھ اس بات کے مخالف ہے واسطے تلفظ فرشتے کے پس جدا جدا ہو گئے۔ (فتح)

۷۰۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيْرِيْنَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ إِلٰى فُوْقِهِ قِيْلَ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ أَوْ قَالَ التَّسْبِيْدُ.

۷۰۰۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکلیں گے کچھ لوگ مشرق کی طرف سے قرآن کو پڑھیں گے وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے پھر نہ پھریں گے اس میں یہاں تک کہ پھرے تیر اپنے اوپر کی طرف یعنی جدھر سے آیا کسی نے پوچھا کہ ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا ان کی علامت سر منڈانا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ جس کا سر منڈا ہو وہ خارجی ہو اور حالانکہ یہ بالاتفاق باطل ہے اور جواب یہ ہے کہ سلف اپنے سر نہیں منڈاتے تھے مگر حج کے وقت یا حاجت کے وقت اور خارجیوں نے اس کو عادت ٹھہرا لی تھی تو یہ ان کی علامت ہو گئی تھی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے منڈانا سر اور داڑھی اور تمام بالوں کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے زیادتی ہو قتل میں اور مبالغہ کرنا بیچ مخالفت امر دین کے میں کہتا ہوں کہ اول احتمال باطل ہے اس واسطے کہ خارجیوں سے سر منڈانا واقع نہیں ہوا اور دوسرا

احتمال بھی ٹھیک نہیں اس واسطے کہ اگرچہ محتمل ہے لیکن حدیث کے بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے کہ مراد سر کا منڈانا ہے اور نہیں ہیں مراد اس میں وہ لوگ جن کو علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں جلا دیا تھا بلکہ وہ لوگ زندیق تھے جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ تو ہمارا رب ہے اور ناصبی وہ لوگ ہیں جو معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں تھے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو پہچانتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان سے قصاص نہیں لیتے اور خارجیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کافر تھے اور وہ بحق مارے گئے اور وہ لوگ ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ واقع ہوئی منصفی درمیان علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے صفین میں پھر وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی باغی ہوئے اور ان کو کافر کہنے لگے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾. اور رکھیں گے ہم ترازو عدل کے واسطے حساب کے دن قیامت کے

فائدہ: اور اختلاف ہے اس میں کہ یہاں میزان کو جمع کے لفظ سے کیوں ذکر کیا سو بعض نے کہا کہ مرادی ہے کہ ہر شخص کے واسطے ایک ترازو ہے اور ہر عمل کے واسطے ایک ترازو ہے تو یہ جمع حقیقۃً ہوگی یا نہیں ہے اس جگہ مگر ایک ترازو اور جمع باعتبار تعدد اعمال اور اشخاص کے ہے اور ترجیح اس قول کو ہے کہ ترازو ایک ہے اور نہیں مشکل ہے یہ ساتھ کثرت اس شخص کے جس کا عمل تولا جائے اس واسطے کہ قیامت کا حال دنیا کے حال کی مانند نہیں ہے اور قسط کے معنی ہیں عدل وہ لغت ہے موازین کی کی اگرچہ مفرد ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے اور معنی یہ ہیں کہ رکھیں گے ہم ترازو جو عدل والی ہے۔ (فتح)

وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ یعنی اور آدمیوں کے عمل اور باتیں تولی جائیں گی

فائدہ: اور اس کا ظاہر تعمیم ہے لیکن خاص کیے گئے ہیں اس سے دو گروہ سو کافروں میں سے تو وہ ہے جس کا کوئی گناہ نہیں سوائے کفر کے اور نہیں کی اس نے کوئی نیکی کہ وہ واقع ہوگا دوزخ میں بغیر حساب کے اور بغیر تولنے اعمال کے اور ایمانداروں میں سے وہ شخص ہے جس کے واسطے کوئی گناہ نہیں اور اس کے واسطے نیکیاں ہیں بہت زیادہ اور پر محض ایمان کے پس یہ داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے جیسا کہ ستر ہزار کے قصے میں ہے کہ وہ بغیر حساب کے بہشت میں جائیں گے اور جس کو اللہ چاہے گا ان کے ساتھ لاحق کرے گا اور وہ لوگ وہی ہیں جو گزریں گے پل صراط پر بجلی چمکنے والی کی طرف اور ہوا کی طرح اور تیز گھوڑوں کی طرح اور جو ان کے سوا ہیں کافروں اور مسلمانوں میں سے ان کا حساب ہوگا اور ان کے عمل تولے جائیں گے اور اللہ نے فرمایا ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَأُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ﴾ تو یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ کافروں کا حساب ہوگا اور ان کے اعمال تولے جائیں گے اور نقل کیا ہے قرطبی نے بعض علماء سے کہ کافر کے واسطے ثواب نہیں اور اس کا

عمل مقابل ہے عذاب کے سوا اس کے واسطے کوئی نیکی نہیں کہ تولی جائے بیچ ترازو قیامت کے اور جس کے واسطے کوئی نیکی نہ ہو وہ آگ میں ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مجاز ہے اس کے قدر کی حقارت سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا عمل نہ تولا جائے اور حکایت کی ہے قرطبی نے بیچ صفت وزن کرنے عمل کافر کے دو وجہیں ایک یہ کہ اس کا کفر ایک پلے میں رکھا جائے گا اور اس کے واسطے کوئی نیکی نہ ہوگی جو دوسرے پلے میں رکھی جائے سو اونچا ہوگا خالی پلہ اور یہ ظاہر ہے آیت کا اس واسطے کہ وصف کیا ہے میزان کو ساتھ ہلکے ہونے کے نہ موزون کو دوسری وجہ یہ ہے کہ کبھی واقع ہوتا ہے اس سے آزاد کرنا اور بھلائی کرنا اور برادری سے سلوک کرنا اور تمام قسم خیر مالی کے اس قسم سے کہ اگر اس کو مسلمان کرتا تو اس کے واسطے نیکیاں ہوتیں سو جس کے واسطے نیکیاں ہوں گے جمع کی جائیں گے اور رکھی جائیں گے لیکن جب کفر ان کا مقابلہ کرے گا تو راجح ہوگا میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ جزا دی جائے اس کو بدلے ان کے اس چیز سے کہ واقع ہو اس سے ظلم بندوں کے سے مثلا سو اگر برابر ہو گئیں تو عذاب کیا جائے گا اپنے کفر سے مثلا فقط نہیں تو زیادہ ہو گا عذاب اس کا ساتھ کفر اس کے یا تخفیف کیا جائے گا اس سے جیسا کہ ابوطالب کے قصے میں ہے کہا ابو اسحاق زجاج نے کہ اجماع ہے اہل سنت کا اوپر ایمان لانے کے ساتھ میزان کے اور یہ کہ عمل بندوں کے قیامت کے دن تولے جائیں گے اور یہ کہ ترازو کی ایک زبان ہے اور دو پلے اور جھکتے ہے عملوں سے اور انکار کیا ہے معتزلہ نے میزان سے سو انہوں نے کہا کہ مراد اس سے عدل ہے سو انہوں نے مخالفت کی کتاب اور سنت کی اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی کہ وہ رکھے گا ترازو کو واسطے تولنے عملوں کے تاکہ دکھلائے بندوں کو عمل ان کے صورت میں تاکہ اپنے نفس پر گواہ ہوں اور کہا معتزلہ نے کہ اعمال اعراض ہیں محال ہے تولنا ان کا اس واسطے کہ نہیں قائم ہوتے ساتھ ذات اپنی کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ ان کو جسم دے کر تولے گا اور بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ میزان ساتھ معنی عدل اور قضا کے ہے اور راجح مذہب جمہور کا ہے اور روایت کی ابوالقاسم لالکائی نے سلمان سے کہ رکھی جائے گی ترازو اور اس کے واسطے دو پلے ہیں اگر دونوں میں سے ایک پلے میں آسمانوں اور زمین کو رکھا جائے تو البتہ اس کو سما لے کہا قرطبی نے کہا بعض نے کہ کاغذ تولے جائیں گے اور اعمال تو اعراض نہیں وصف کیے جاتے ساتھ ہلکے اور بھاری ہونے کے اور حق اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ قیامت کے عمل مجسم کیے جائیں گے اور جسموں میں ڈالے جائیں گے سو فرماں برداروں کے عمل خوبصورت ہو جائیں گے اور بدکاروں کے عمل بدصورت ہو جائیں گے پھر تولے جائیں گے اور ترجیح دی ہے قرطبی نے اس کو کہ جو تولے جائیں گے وہ کاغذ ہیں جن میں اعمال لکھے جاتے ہیں یعنی نامہ اعمال اور یہی منقول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور جب یہ ثابت ہوا کہ کاغذ اجسام ہیں پس دور ہوگا اشکال اور صحیح یہ ہے کہ اعمال ہی تولے جائیں گے اور البتہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

قیامت کے دن میزان میں نیک خلق سے کوئی چیز بھاری نہیں نہ ہوگی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ترازو رکھی جائے گی اور نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں گی سو جس کی نیکیاں بقدر ایک دانے کے اس کی بدیوں سے بھاری ہوں گی وہ بہشت میں جائے گا اور جس کی بدیاں اس کی نیکیوں سے ایک دانے کے برابر بھاری ہوں گی وہ دوزخ میں جائے گا اور جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی وہ اعراف میں ہوں گے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقُسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَآئِرُ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ قسطاس کے معنی ہیں عدل رومی زبان میں اور کہا جاتا ہے کہ قسط مصدر ہے اور مقسط کے معنی ہیں عادل اور قاسط کے معنی ہیں ظالم مراد یہ آیت ہے ﴿وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ﴾ اور قاسط سے مراد یہ آیت ہے ﴿وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾۔

۷۰۰۸۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

۷۰۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتیں ہیں اللہ کے نزدیک پیاری زبان پر ہلکی تول میں بھاری ایک تو سبحان اللہ وبحمدہ اور دوسری سبحان اللہ العظیم۔

فائدہ: اور خاص کیا ہے لفظ رحمٰن کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ مقصود حدیث سے بیان کرنا اللہ کی رحمت کی وسعت اور کشادہ ہونے کا ہے اپنے بندوں پر کہ بدلہ دیتا ہے تھوڑے عمل پر ساتھ بہت ثواب کے اور وصف کیا ان کو ساتھ ہلکے اور بھاری ہونے کے واسطے بیان کم ہونے عمل کے اور بہت ہونے ثواب کے اور یہ جو کہا کہ دونوں باتیں ہلکی ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف قلت کلام اور حروف ان کے کی اور شاقت ان کے کی اور کہا طیبی نے کہ [illegible] ہے سہل ہونے سے اور تشبیہ دی سہولت جاری ہونے دونوں کی کو زبان پر ساتھ اس چیز کے [illegible] پر بعض اسباب سے سو نہیں ہے اس میں کوئی مشقت مثل بھاری چیز کی اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سب تکالیف سخت اور دشوار ہیں نفس پر بھاری ہیں اور یہ اس پر آسان ہے باوجود اس کے کہ وہ تول میں بھاری ہے مانند بھاری ہونے دشوار تکلیف کے اور بعض سلف سے کسی نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ نیکی بھاری ہوتی ہے اور بدی ہلکی ہوتی ہے تو اس نے کہا اس واسطے کہ نیکی کا کڑوا ہونا موجود ہے اور اس کی شیرینی غائب ہے اسی واسطے بھاری ہے سو

نہ باعث ہو تجھ کو اس کا بھاری ہونا اس کے ترک کرنے پر اور بدی کی شیرینی موجود ہے اور اس کی تلخی غائب ہے اسی واسطے ہلکی ہے سو نہ باعث ہو تجھ کو ہلکا ہونا اس کا اس کے کرنے پر اور واؤ وبحمدہ میں حال کے واسطے ہے اور تقدیر یہ ہے اسبح اللّٰہ متلبسا بحمدہ لہ من اجل توفیقہ اور بعض نے کہا کہ واؤ عاطفہ ہے اور تقدیر یہ ہے اسبح اللّٰہ والتبس بحمدہ اور احتمال ہے کہ ہو حمد مضاف طرف فاعل کے اور مراد حمد سے لازم اس کا ہے یا جو واجب کرے حمد کو توفیق سے اور مانند اس کی سے اور احتمال ہے کہ ہو با متعلق ساتھ محذوف متقدم کے اور تقدیر یہ ہے اثنی علیہ بحمدہ سو ہو گا سبحان اللہ جملہ مستقل اور بحمدہ جملہ دوسرا اور کہا خطابی نے بیچ حدیث سبحانک اللّٰھم ربنا وبحمدک اے بقوتک یعنی تیری قوت سے نہ اپنی قوت سے کہا ابن بطال نے کہ یہ فضائل جو وارد ہیں بیچ فضل ذکر کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اہل شرف اور کمال فی الدین کے واسطے ہیں مانند پاک ہونے کے حرام سے اور بڑے گناہوں سے سو تو نہ گمان کر جو ہمیشہ ذکر کرے اور گناہوں پر اصرار کرے اور دین اللہ کا ادب نہ کرے وہ بھی پاک لوگوں کے ساتھ ملحق ہو گا اور ان کے درجے کو پہنچے گا اس ذکر سے اور حالانکہ نہ اس کے ساتھ تقویٰ ہے نہ عمل صالح اور کہا کرمانی نے کہ اللہ کی صفات وجودی ہیں مانند علم اور قدرت کے اور وہ صفات اکرام کے ہیں اور عدمی مانند اشریک اور لا مثل کی اور یہ صفات جلال کے ہیں پس تسبیح اشارہ ہے طرف صفات اکرام کی اور ترک تقیید مشعر کی ہے ساتھ تعمیم کے اور معنی یہ ہیں کہ میں اس کو پاک کرتا ہوں تمام نقصوں سے اور حمد کرتا ہوں اس کی ساتھ تمام کمالات کے اور نظم طبعی تقاضا کرتی ہے کہ تخلیہ مقدم ہو تحلیہ پر سو مقدم کیا سبحان اللہ کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تخلیہ کے اور مؤخر کیا تحمید کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تحلیہ کے اور اللہ کے لفظ کو مقدم کیا اس واسطے کہ وہ اسم ہے ذات کا جو جامع ہے تمام صفات کو اور اسمائے حسنیٰ کو اور وصف کیا ہے اس کو ساتھ عظیم کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے واسطے سلب اس چیز کے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے اور ثابت کرنے اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ عظمت مستلزم ہے واسطے عدم نظیر اور مثل کے اور مانند اس کی کے اور اسی طرح علم ساتھ جمیع معلومات کے اور قدرت اوپر جمیع مقدورات کے اور ذکر کیا تسبیح کو متلبس ساتھ حمد کے تاکہ معلوم ثبوت کمال کا اس کے واسطے بطور نفی اور اثبات کے اور مکرر کیا اس کو واسطے تاکید کے اور اس واسطے کہ شان تنزیہ کا اکثر ہے کثرت مخالفت کی جہت سے اسی واسطے قرآن میں تسبیح کا ذکر مختلف عبارتوں سے آیا ہے اور اس واسطے کہ تنزیہات عقل سے پائی جاتی ہیں برخلاف کمالات کے کہ عقل ان کے ادراک سے عاجز ہے کہا بعض محققوں نے کہ حقائق الٰہی نہیں پہچانے جاتے ہیں مگر سلب کے طریق سے جیسا علم میں ہے کہ نہیں پایا جاتا ہے اس سے مگر یہ کہ وہ جاہل نہیں اور بہر حال معرفت حقیقت علم اس سے سو نہیں ہے کوئی راہ اس کی طرف کہا شیخ الاسلام بلقینی نے کہ جب کہ اصل عظمت اول اور آخرت میں اللہ کی توحید تھی تو ختم کیا کتاب کو ساتھ کتاب توحید کے اور آخری امر جس کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے مفلح خاسر سے تول کا ہلکا اور بھاری ہونا تھا تو اس کو کتاب کا اخیر باب ٹھہرایا

پس شروع کیا کتاب کو ساتھ الاعمال بالنیات کے اور یہ...... ہے اور ختم کیا کتاب کو ساتھ اس کے کہ عمل قیامت کے دن تولے جائیں گے اور اشارہ کیا اس کی طرف کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان میں سے بھاری وہی عمل ہوگا جس میں اللہ کے واسطے نیت خالص کی ہو اور اس حدیث میں ترغیب اور تخفیف ہے اور رغبت دلانا ہے اوپر ذکر مذکور کے اس واسطے کہ اللہ اس کو دوست رکھتا ہے اور اس کا ہلکا ہونا بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ متعلق ہے ساتھ عمل کے اور اس کا بھاری ہونا بہ نسبت اظہار ثواب کے ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے قصد کیا ہے اپنی کتاب کے ختم کرنے کا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر وزن اعمال کے اس واسطے کہ وہ اخیر اثر تکلیف کا ہے اس واسطے کہ نہیں بعد تولنے اعمال کے مگر قرار پکڑنا بہشت میں یا دوزخ میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ موحدین کو دوزخ میں عذاب کر کے شفاعت کے ساتھ نکالے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں رغبت دلانا اوپر مداومت اس ذکر کے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو کہے سبحان اللہ وبحمدہ ایک دن میں سو بار تو اس کے گناہ دور کیے جاتے ہیں اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں اور جب کہ یہ ثواب فقط سبحان اللہ وبحمدہ میں ثابت ہوا تو جب اس کے ساتھ اور کلمہ جوڑا جائے تو ظاہر یہ ہے کہ اس میں اور زیادہ ثواب ہوگا جو اس کے مناسب ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف بجا لانے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ اور البتہ خبر دی ہے اللہ نے فرشتوں سے چند آیتوں میں کہ وہ اللہ کی تسبیح کہتے ہیں اور صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری ماں آپ پر قربان ہو کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا کلام کون سا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان رَبِّی وبحمدہ سبحان ربی وبحمدہ اور اسی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک پیارا کلام یہ ہے سبحان اللہ وبحمدہ۔

الحمد للہ کہ فیض الباری کی کمپوزنگ آج مکمل ہوگئی ہے۔

16-11-07

بروز جمعۃ المبارک

کمپوزنگ: حافظ عبدالوھاب بن محمد اصغر

0321-4162260

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب التوحيد والرد على الجهمية

❀......❀......❀